اعلیٰحضرت حضور قبلۂ عالم حاجی حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب

محدث علی پوری قدس سرہٗ العزیز کے

خلیفہ اوّل و اعظم حضرت مولانا مولوی محمد حسین صاحب

بی۔ اے قصوری رحمۃ اللہ علیہ کے

حالات، کرامات، ارشادات اور مکتوبات کا مجموعہ!

(المسمیٰ باسم تاریخی)

خزینۂ فیض قصوری

۱۹۶۸ء

مرتبہ

بابو صوفی منشاد علی صاحب بی اے (آنرز) ایم۔ اے (فارسی) / ایم۔ اے (اردو)

اندرون حرم گیٹ ملتان

ناشر

نور احمد۔ دروازہ تپوال والہ۔ قصور

نام کتاب : خزینۂ فیض قصوری

ناشر : نور احمد - دروازہ کوٹ والا قصور

تعداد : ایک ہزار

اشاعت : اوّل

مطبع : دین محمدی پریس - لاہور

عمل کتابت : ادارہ شمس الکتابت چوک اردو بازار لاہور

قیمت : تین روپے

فہرست مضامین

باب چہارم ۔ مکتوبات شریفہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فتحِ باب

صوفیائے کرام اولیائے عظام "جلساء اللہ" کے تاج سے سرفراز اور "لا یشقیٰ جلیسھم" کے اعزاز سے ممتاز ہیں۔ اہلِ بصیرت کا اتفاق ہے کہ جو شخص خداوند قدوس کی ہمنشینی کا خواہاں ہو، وہ حضرات صالحین کی ملازمت اختیار کرے۔ ان کی خدمت میں رہنے والا بدبخت نہیں رہتا۔ اس طائفہ علیہ کی محبت اکسیرِ اعظم ہے اور اس کے باعث محبِ صادق زمرۂ لا یحزنون میں شریک ہو جاتا ہے۔ جمال ہمنشیں کی اثر آفرینی مسلمات سے ہے، مہکتے پھولوں کا قرب "گلِ ناچیز" کو مشک و عنبر بنا دیتا ہے۔ اسی طرح حضرات کاملین کے پاکیزہ عقائد و اعمال اور پسندیدہ اخلاق و آداب سے سالک کے قلب و نظر منور ہو جاتے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ نے اپنے کمال لطف و کرم سے ہمیں معیت صادقین کو لازم پکڑنے کا حکم دیا حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ اربابِ جمعیت حضرات صوفیہ کی صحبت تمام سعادتوں کی ضامن ہے۔ اس سے آدمی صحیح معنوں میں انسان بن جاتا ہے۔ اسی لیے یقیناً خاصانِ حق کی ہم نشینی کبریتِ احمر ہے اور کیمیائے سعادت ہے

آنچہ زر می شود از پرتوِ آں قلبِ سیاہ
کیمیائیست کہ در صحبتِ درویشاں است

اور جب ان حضرات صالحین کی ظاہری صحبت میسر نہ ہو تو ان کے حالات و حکایات کا مطالعہ بھی دل کی سیاہی دور کرنے میں وہی تاثیر رکھتا ہے بلکہ یہ بھی ایک طرح کی صحبت ہی ہے۔

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد

بسا کیں دولت از گفتار خیزد

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، پیران عظام کے حالات سُن کر مریدوں کے دل مضبوط ہو جاتے ہیں، اور انہیں مصیبتوں پر صبر کرنا آسان ہو جاتا ہے اخبار الاخیار میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صالحین کے اخبار آثار پڑھنے سننے کے بیشمار فائدے ہیں ایک تو یہ کہ ان حضرات کا کردار طالب کے لیے مشعل راہ کا کام دیتا ہے - گویا اس طرح وہ ان کے نقش قدم پر چل کر معاشرہ کا ایک مفید فرد بن سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ جب بندہ ان معظمین کو اس دنیا میں نیکی سے یاد کرتا ہے تو وہ اسے اس عالم میں دعائے خیر سے یاد فرماتے ہیں اور اسے اپنی روحانی توجہ اور برکتوں سے مالا مال کر دیتے ہیں - جہاں ان پاک ہستیوں کا ذکر ہو وہاں رحمت الہی نازل ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ شروع سے آج تک سلف صالحین کے تذکرے مرتب ہوتے چلے آئے ہیں۔ امام ابو القاسم قشیری کا الرسالۃ القشیریہ، حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی کشف المحجوب، حضرت فریدالدین عطار کا تذکرۃ الاولیاء، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی کی نفحات الانس وغیرہ ایسے ہی حقیقی گنجہائے گراں مایہ ہیں۔

یہ کتاب بھی ایک بلند پایہ صوفی اور ولی کامل حضرت مولانا مولوی محمد حسین صاحب قصوری بی۔ اے رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ ہے جس میں آپ کی سیرت کرامات ارشادات اور مکتوبات کو پیش کیا گیا ہے، اس کے اخذ و جمع کا کام ۱۹۶۵ء کے اوائل میں شروع ہوا، اور چار سال کے عرصہ میں اب ۱۹۶۹ء کے اواخر میں تکمیل کو پہنچا۔

"خزینۂ فیضِ قصوری" اس کا تاریخی نام بحمد اللہ اسم بامسمّی ہے بلاشبہ یہ کتاب حضرت قبلہ کے فیوض و برکات کا ایک شیریں چشمہ اور بیش بہا خزانہ ہے۔

86447

قبل ازیں حضرت قبلہ کے وصال کے فوراً بعد آج سے تقریباً چالیس سال پہلے آپ کے خاص الخاص مرید اور خلیفہ مجاز مولانا عبدالمجید خاں صاحب جھجوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے حالات و ملفوظات کا ایک بابرکت مجموعہ "تحیاۃ الکمالات" کے نام سے شائع کرایا تھا۔ اس میں لکھا تھا:

"آپ کا طرز عمل، رفتار، گفتار، سیرت، اخلاق سب سبق آموز ہیں۔ اس لیے بطور یادگار اپنے محبت والے بھائیوں کے لیے اپنا سترہ سالہ مشاہدہ پیش کرتا ہوں"

اور فرمایا:

"ارباب محبت ان الفاظ میں ایک نور روحانیت پائیں گے جو مردہ دلوں کے لیے حیات بخش ہے"

اسی اساس پر مولانا محمد اویس خاں صاحب گوڑیانوی نے پنج گنج علی پوری میں آپ کے احوال درج کئے۔ اب قصور اور علی پور شریف کے سالانہ جلسوں میں دور دراز سے حاضر ہونے والے یاران طریقت سے معلومات فراہم کی گئیں۔ اب بھی سینکڑوں نہیں ہزاروں ایسے خوش قسمت لوگ موجود ہیں جنہوں نے حضرت کی زیارت کی اور صحبت پائی اور آپ کے بہت سے خود نوشت قلمی خطوط دستیاب ہو گئے۔ غرض اس کتاب کی تیاری میں حتی الوسع ان سب منابع اور ماخذ سے استفادہ کیا گیا ہے۔

لیکن آخر میں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ جس طرح مولنا عبدالمجید خاں صاحب نے تحیاۃ الکمالات کی تدوین کے بعد مولانا محمد اویس خاں صاحب کو لکھا تھا کہ اگرچہ کتاب تو مکمل ہو گئی مگر افسوس آپ کی شان جوں کی توں مخفی ہی رہی۔ ایک ذرہ اس آفتاب ولایت کے حسن نہاں کا آشکارا نہ ہوا۔" اسی اعتراف عجز کے ساتھ یہ ارمغان ہدیۂ یاران ہے اور بھلا ان کے فضائل و کمالات کا احاطہ کون کر سکے، جن کے بارے میں قطب عالم غوث اعظم

اعلیٰحضرت امیرِ ملت الحاج حافظ پیر سید جماعت علیشاہ صاحب محدث علی پوری قدس سرہ العزیز جیسے عظیم المرتبت پیر روشن ضمیر ہزارہا کے اجتماع میں علی الاعلان پکاریں:

"میں بروزِ حشر مولوی صاحب کا ہاتھ پکڑ کر اللہ تعالٰے کے روبرو پیش کروں گا۔ یہ تیرا بندہ ہے اور بس میری یہی ایک کمائی ہے جس کو تیری بارگاہ میں پیش کرتا ہوں"

طباعت کے سلسلہ میں جو کاوش صوفی ظہیر الدین صاحب اظہر جماتی (ساکن قلعہ گوجر سنگھ لاہور) برادر خورد حاجی امام الدین صاحب دہلوی نے فرمائی۔ اس کا اظہار نہ کرنا ناشکری ہوگی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

منشاد علی

باب اوّل

سیرتِ طیّبہ

سیرتِ طیبہ

* حالاتِ زندگی
* معمولات
* اخلاقِ حمیدہ
* تبلیغی کارنامے

باب اوّل ـــــ سیرت طیبہ

حالاتِ زندگی

اسم و نسب ہمارے ممدوح حضرت قبلہ الحاج مولانا مولوی محمد حسین صاحب بی۔اے رحمۃ اللہ علیہ آج سے سو سال پہلے ۱۴؍ اکتوبر ۱۸۶۶ء کو بمقام قصور ضلع لاہور پیدا ہوئے۔ آپ کے اجداد و امجاد میں سے میاں نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نواحی موضع مرالی سے شہر قصور میں آئے۔ آپ کا خاندان زہد و ریاضت میں ضرب المثل تھا۔ میاں نور محمد صاحب کے صاحبزادے میاں احمد دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مفتی شہر تھے۔ آپ نے کوچہ چھگیاں میں ایک مسجد تعمیر کروائی، جو آج تک مسجد میاں احمد مرالی کے نام سے مشہور ہے۔ یہ دونوں بزرگ قصور کے معروف صوفی شاعر حضرت بلھے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے احاطہ میں دفن ہیں۔

میاں احمد دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے میاں غلام احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہوئے جو ہمارے حضرت قبلہ کے والد بزرگوار تھے۔ آپ اپنے وقت میں استادِ زمانہ تھے اور امرتسر میں فارسی کی تعلیم دیا کرتے۔ آنجناب نے ۱۸۸۸ء میں رحلت فرمائی۔

تعلیم و تربیت حضرت قبلہ کے والدین کو اپنے فرض کا پورا پورا احساس تھا۔ وہ جانتے تھے کہ بچے کی نشو و نما میں گھر کی تعلیم و تربیت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ گھر اولین مکتب ہے اور ماں باپ سب سے پہلے اُستاد۔ چنانچہ شروع سے ہی

آپ کی تربیت کا خاص خیال رکھا گیا - بالکل ابتدائی عمر میں ہی آپ نے ضروری عقائد و مسائل سیکھ لیے۔ آپ خود فرمایا کرتے :" ہمیں یاد نہیں کہ ہم نے نماز کب یاد کی" آپ نے قرآن پاک صرف چھ مہینے میں ختم کر لیا۔

آپ کے والد بزرگوار نے آپ کی غور و پرداخت میں جس جانفشانی سے کام لیا وہ آنجناب کے اس قول سے عیاں ہے کہ :

" میں نے اپنا سارا دماغ ان کی تعلیم و تربیت میں خالی کر دیا، خدا تعالیٰ مجھے دوسرا بیٹا دیتا تو اس کے لیئے ایک دماغ اور عطا فرماتا "

حضرت والد ماجد آپ کو اپنے ساتھ امرتسر لے گئے تھے، وہاں آپ کی باقاعدہ تعلیم شروع ہوئی - ابتدائی مراحل طے کر کے آپ نے ایف - اے کا امتحان دیا، تو پدر بزرگوار کا سایہ سر سے اٹھ گیا، چچا، تایا کا سایہ بھی نہ تھا - مگر آپ کی ہمت بلند تھی، آپ کسی قسم کی مشکلات کو خاطر میں نہ لائے، تعلیم جاری رکھی اور سن ۱۹۰۸ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے بی - اے کی ڈگری حاصل کر لی - پھر ایم - اے (فلسفہ) میں داخلہ لیا لیکن بعض وجوہ کی بنا پر یہ سلسلہ ترک کرنا پڑا - آخر ایس - اے - وی کا امتحان پاس کر کے تدریس کا شغل اختیار کیا -

۲ - بیعت جب آپ بی - اے کی تیاری کر رہے تھے تو ان ہی دنوں اعلیٰحضرت امیر ملت حضور قبلہ عالم الحاج حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری قدس سرہٗ العزیز حجرہ شریف سے شمع ہدایت لے کر سیدھے لاہور تشریف لائے حضور کے دست انور پر سب سے پہلے بیعت کا شرف آپ ہی کو حاصل ہوا، مولانا عبد المجید خانصاحب تحیاۃ الکسلاۃ میں لکھتے ہیں کہ شباب کا عالم بی - اے کا تازہ فلسفہ کا اثر کون کون سے حجاب تھے جو مانع اکتساب فیض نہ تھے لیکن حضور شہنشاہ علی پوری کی نظر کیمیا اثر آن واحد میں اپنا کام کر گئی -

۴۔ خلافت اعلیٰ حضرت امیر ملت قدس سرہٗ العزیز نے آپ کو خلعتِ خلافت سے سرفراز فرمایا، اور چورہ شریف سے حضور باباجی فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دستارِ خلافت عطا فرمائی۔ یہاں تک کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ نے بھی روحانی طور پر آپ کی خلافت پر مہرِ تصدیق ثبت فرمائی۔ تحیاۃ الکمالاۃ میں ہے، کہ ایک دفعہ آپ سرہند شریف حاضر ہوئے، جب وضو کر کے روضہ پاک میں داخل ہوئے تو واقعہ میں دیکھا کہ حضرت مجدد صاحب صدر نشین ہیں اور ارد گرد آپ کے خلفائے کبار کا حلقہ ہے۔ آپ کو دیکھتے ہی مجدد صاحب نے فرمایا۔ "ھٰذا من خلفائی" یعنے یہ بھی ہمارے خلفاء میں شامل ہیں۔

۵۔ سندِ خلافت آپ کا روحانی سلسلہ بصراحت ذیل تینتیس واسطوں سے حضور سیدِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے :-

حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۳۳۔ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۲۔ سیدنا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۱۔ سیدنا حضرت امام قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۰۔ سیدنا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۹۔ سیدنا حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

۲۸۔ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۷۔ حضرت خواجہ بوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ

۲۶۔ حضرت خواجہ ابویوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۵۔ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۔ حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ

۲۳۔ حضرت خواجہ محمود فغنوی رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۔ حضرت خواجہ عزیزان علی رامتینی رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۔ حضرت خواجہ بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۔ حضرت خواجہ میر کلال رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۔ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۔ حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۔ حضرت خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۔ حضرت خواجہ محمد زاہد پارسا رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۔ حضرت خواجہ درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔ حضرت خواجہ محمد مقتدی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

۹۔ حضرت خواجہ محمد حجۃ اللہ نقشبند ثانی رحمۃ اللہ علیہ

۸۔ حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ حضرت خواجہ قطب الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ حضرت حافظ جمال اللہ رامپوری رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ حضرت بابا فیض اللہ تیراہی رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ حضرت بابا نور محمد صاحب تیراہی چوراہی رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ حضرت باباجی فقیر محمد صاحب چوراہی رحمتہ اللہ علیہ

۱۔ اعلیٰ حضرت امیر ملت قبلۂ عالم الحاج الحافظ سید جماعت علی شاہ علی پوری قدس سرہٗ

★ حضرت قبلہ الحاج مولانا مولوی محمد حسین قصوری رحمتہ اللہ علیہ

(سلسلہ کا منظوم شجرہ کتاب ہذا میں درج ہے)

۶۔ مشغلہ تدریس تحصیلات سے فارغ ہو کر آپ ایک معلم کی حیثیت سے خدمت خلق میں مشغول ہو گئے۔ شروع میں دو سال ڈیرہ غازی خاں رہے۔ پھر قصور کا تبادلہ ہو گیا، اور یہاں ہائی سکول میں تقریباً دس سال تک بطور سیکنڈ ماسٹر اپنے فرائض منصبی انجام دیتے رہے۔ آپ کے نتائج نہایت ہی شاندار ہوتے تھے اور یہ امر آپ کی اعلیٰ قابلیت اور کامل فرض شناسی کا ایک روشن ثبوت ہے۔ نیز کچھ عرصہ آپ ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز بھی رہے (تحیاۃ الکمالات ص۱۳)

۷۔ شادی خانہ آبادی آپ کو ڈیرہ غازی خاں میں ایک سال ہی ہوا تھا کہ آپ کی شادی ہو گئی۔ آپ کی زوجہ محترمہ قصور کے مشہور رئیس میاں غلام فرید صاحب بسمل کی صاحبزادی تھیں۔ جو اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھیں، اور باوجود ناز و نعم میں پلنے کے نہایت صابرہ، شاکرہ اور عابدہ زاہدہ تھیں۔ مخدومی حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ میری والدہ ماجدہ مہمانوں کی آمد سے بہت خوش ہوتیں اور جتنے مہمان آتے ہر ایک کے شکرانے میں دو دو نفل پڑھتیں۔ حضرت حافظ صاحب نے یہ بھی فرمایا، کہ جب ہم سوتے تو وہ مصلے پر ہوتی تھیں اور جب اٹھتے تب بھی انہیں مصلے پر ہی دیکھتے۔

۸۔ فراغت از محکمہ تعلیم آپ اپنے شغل میں مصروف تھے کہ ایک متعصب ہندو انسپکٹر نے ثقل سماعت کی آڑ لے کر رپورٹ کر دی اور یوں آپ کو ۲۰ر اکتوبر ۱۹۰۲ء کو محکمہ تعلیم سے فارغ کر دیا گیا۔

۹۔ "پرورش سرکار" ملازمت سے سبکدوش ہو کر آپ اپنے پیرو مرشد کے آستانے پر

علی پور شریف حاضر ہوئے، تو حضور سرکار علی پوری نے فرمایا۔ مولوی صاحب! اب تو آپ بر سرِ کار نہیں رہے"۔ آپ نے نہایت برجستگی سے مؤدبانہ عرض کیا۔ "حضور! بر سرِ کار نہیں بر درِ سرکار تو ہوں"۔

۱۰۔ روہتک میں آمد آپ نے ارادہ کر لیا تھا، کہ اب باقی زندگی شیخ کی خدمت میں گذار دیں گے۔ مگر پیر روشن ضمیر جانتے تھے کہ روزِ ازل سے اہلِ ہریانہ کی ھدایت کا منصب آپ کے لیے مقدر ہو چکا ہے۔ اس لیے سرکار سے فرمان صادر ہوا: "مولوی صاحب! آپ روہتک چلے جائیں"۔ پیر و مرشد کا ارشادِ عالی پاکر آپ روہتک تشریف لائے اور حضرت حافظ انور علی صاحب کے مہمان ہوئے۔ انہی دنوں ڈسٹرکٹ جج روہتک کی عدالت میں کلرک آف دی کورٹ کی ایک نئی اسامی نکلی۔ امیدوار زیادہ تھے اس لیے مقابلہ کا امتحان ہوا، اپنے میزبان کے مشورہ پر آپ بھی امتحان میں شریک ہوئے اور اول آئے۔ اس طرح ۱۱ر جولائی ۱۹۰۳ء کو آپ کی تقرری ہو گئی اور کرنال تبادلہ ہونے تک تقریباً چودہ[۱۴] برس روہتک ہی قیام رہا۔ شروع کے چند سال قلعہ روہتک میں گزارے اور پھر مسجد ملا مصری کے قریب محلہ سلارہ میں قاضی حفیظ الدین صاحب کے مکان میں تشریف لے آئے۔

بلاشبہ یہ دَور اہلِ روہتک کے لیے خصوصاً اور اہلِ ہریانہ کے لیے عموماً ایک سنہری دَور تھا۔ شب و روز فیض کا دریا جاری رہتا۔ دن رات رحمت کی بارش ہوتی اور سب خاص و عام اس ابرِ کرم سے بلا امتیاز سیراب ہوتے۔

قلعہ میں قیام رہا تو مسجد شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ میں اکثر مجلسیں قائم ہوتیں، اور جب محلہ سلارہ کو مشرف فرمایا تو مسجد ملا مصری تبلیغ کا مرکز بن گئی۔ جب بھی موقعہ ملتا آپ نواحی دیہات کا دورہ فرماتے۔ لوگوں کو مسائلِ شرعی بتاتے۔ سماجی اور معاشرتی برائیوں کا انسداد فرماتے۔ بہت سے لوگ سلسلہ نقشبندیہ میں داخل ہوئے۔ آپ کی توجہ سے

کتنے ہی بے نماز تہجد گزار بن گئے، اور کتنے ہی بے عمل، بدکردار، نیک صالح اور پرہیزگار ہو گئے۔

۱۱- زیارت حرمین شریفین قیام روہتک کے دوران ۱۹۰۹ء میں آپ کو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ رمضان شریف وہاں گذارا۔ مکہ مکرمہ سے آپ نے قاضی حفیظ الدین صاحب کو لکھا "اللہ تبارک وتعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ حضرت قبلہ عالم بھی اب کے حج مبارک کے واسطے تشریف لا رہے ہیں" (مکتوب ۲) ادھر یہ قصہ ہوا کہ حضرت قبلہ عالم سرکار علی پوری قدس سرہٗ قصور میں رونق افروز تھے کہ کسی نعت خوان نے ایک ولولہ انگیز شعر پڑھا۔ اسے سنتے ہی آپ نے وہیں سے حج کا ارادہ کر لیا اور قصور سے ہی سیدھے بندرگاہ بمبئی کو روانہ ہو گئے۔ راستہ میں روہتک پہنچے تو قاضی صاحب موصوف نے حضرت مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خط سنایا۔ خط سنکر حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے مسکرا کر فرمایا کہ ہم نے تو اب ارادہ کیا ہے مولوی صاحب کو پہلے ہی خبر ہو گئی!

اس مبارک سفر کی بعض روح پرور کیفیات مکتوبات ۱ اور ۳ میں ملاحظہ فرمایئے

۱۲- روہتک سے تبادلہ ۱۷ فروری ۱۹۱۵ء کو روہتک سے آپ کا تبادلہ کرنال ہو گیا۔ ڈرائنگ ماسٹر غلام محمد صاحب کا بیان ہے کہ جب آپ کرنال جانے لگے تو روہتک کے ریلوے سٹیشن پر بے پناہ ہجوم تھا۔ آپ کے گلے میں کثرت سے پھولوں کے ہار پڑے تھے۔ یار و اغیار زار و قطار رو رہے تھے اور آپ سب کو تسلی دے رہے تھے۔ اس موقعہ پر مولانا عبد المجید خانصاحب المتخلص بہ قصوری نے نہایت درد بھرے لہجے میں فراقیہ اشعار کہے جو گنج گنج قصوری (ایڈیشن اول) کے صفحہ ۶۱ پر درج ہیں۔ ان میں سے چند اشعار ملاحظہ ہوں ؎

تو کہاں چھوڑ چلا دلبر جاناں مجھ کو!

اب تو آتا ہے نظر شہر بیاباں مجھ کو

سینکڑوں میری طرح آپ کے دیوانے ہیں — ان کی وحشت نے کیا اور بھی حیراں مجھ کو
دل لیا درد دیا سودا تو یہ اچھا تھا، — ہجر کا پر نہ بتایا کوئی درماں مجھ کو
نام لیوا ہے تمہارا یہ قصوری آقا!
بھول جانا نہ کہیں آپکے قرباں مجھ کو

۱۳- کرنال میں

روہتک سے کرنال تشریف لائے تو ڈسٹرکٹ اینڈ سشن جج کی عدالت میں مترجم کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ یہاں بھی حسب معمول خدمتِ خلق پیشِ نظر رہی۔ آپ کی توجہ مبارکہ سے ہزاروں بندگانِ خدا اسلامی سانچے میں ڈھل کر صراطِ مستقیم پر گامزن ہو گئے۔

۱۴- پنشن

آپ نے ہریانہ والوں کی اصلاح اپنا نصب العین بنا لیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ۱۹۲۶ء میں پنشن ہو جانے کے باوجود آپ اپنے وطن مالوف قصور نہ گئے بلکہ کرنال میں ہی اقامت کا ارادہ کر لیا۔ حتیٰ کہ یہیں آپ کا وصال ہوا۔

۱۵- وصال مبارک

فتنۂ ارتداد کے زمانہ میں ایک دفعہ آپ نے آگرہ علی گڑھ وغیرہ کا سفر اختیار کیا، تو راستہ میں درد قولنج شروع ہوا جو کچھ عرصہ بعد رفع ہو گیا۔ تقریباً دو سال بعد عین عید الفطر کے دن عیدگاہ میں ہی پھر اس درد کا ایک شدید دورہ پڑا، اور آخر اسی سے ۳ شوال ۱۳۴۵ھ مطابق ۶ اپریل ۱۹۲۷ء بروز بدھ اس دار فنا سے عالم بقا کا رخ فرمایا۔ اگلے دن ۴ شوال مطابق ۷ اپریل بروز جمعرات تدفین ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

قرنہا باید کہ یک صاحب دلے پیدا شود

مولوی محمد شفیع صاحب لاہی والے بیان کرتے ہیں کہ وصال شریف سے چند روز قبل رمضان شریف میں حضرت قبلہ ہمارے گاؤں تشریف لائے اور دورانِ وعظ فرمایا ؎

جھوٹے گھر کو گھر کہیں اور سانچے گھر کو گور — ہم چلے گھر آپنے اور لوگ مچائیں شور

آپ کی رحلت کے بعد ہماری آنکھ کھلی کہ آپ نے تو اپنے سفر آخرت کا پہلے ہی اشارہ کر دیا تھا!

۱۶- ایک عجیب واقعہ

شب وصال ایک عجیب واقعہ رونما ہوا۔ جس میں ایک پیر بھائی سعید خاں ہسپتال کے ملازم تھے ان کا بیان ہے رات کے دو بجے کے قریب حضرت قبلہ نے مجھے آ کر جگایا، پھر آپ آگے آگے اور میں پیچھے پیچھے مسجد میں پہنچے وہاں میں نے آپ کو پانی کا لوٹا دیا۔ آپ نے وضو فرمایا اور اندر تشریف لے گئے۔ میں باہر نفل پڑھتا رہا۔ صبح روشنی پھیلی تو میں نے ادھر ادھر حضرت قبلہ کو بہت تلاش کیا مگر بے سود۔ پھر میں دوڑا دوڑا مولنا عبدالمجید خانصاحب کی خدمت میں گیا۔ انہوں نے بھی بہت جستجو کی مگر ناکام رہے۔ سوچتے ہی رہے کیا معاملہ ہے۔ اتنے میں کرنال سے تار آ گیا تو عقدہ کھلا کہ آپ بروح مجسم تشریف لائے تھے۔

۱۷- تاریخہائے وفات

آپ کے وصال شریف پر بڑے بڑے شاعروں نے تاریخی قطعے لکھے۔ مولانا غلام احمد اخگر امرتسری نے لکھا۔

چوں محمد حسین مولٰنا	از پئے آخرت کمر بربست!
روز چارم بدا زمہ شوال!	رشتہ زیں دار بے بقا بگسست
بے گماں سالک طریقت بود	شاغل ذکر حق بحق پیوست
کلک اخگر نوشت سال وصال	کوکب سالکاں بجنت رفت

۱۳۴۵ھ

منشی عاشق علی خاں ناطق گلاوٹھی نے لکھا:

ایں یادگار دست زسرداردیں	محمد حسین عالم و پیشوا
ولی کامل وحاجی و متقی	خلیق و سخی صوفی باصفا
عزیز دل مرشد باکمال	جماعت علیشاہ نور الہدٰی

چہارم چو تاریخ شوال شد | بغرمود رحلت بدار بقا
جدا کن سر پاس ناطق بگو | محب خدا، عاشق مصطفےٰ

۱۳۵۵ - ۱۰ = ۱۳۴۵ھ

حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی لوح[1] مزار پر کندہ قطعہ پروفیسر حامد حسن صاحب قادری کا نتیجہ فکر ہے۔ اس میں قمری اور شمسی دونوں سال جمع ہیں۔ ملاحظہ ہو ے

بجنت رفت مولٰنا قصوری | کہ عرفاں یافت زو آنے وشانے
پے سال وصالش یافت در شعر | سنین ہجری و شمسی قرانے
فنافی اللہ و شیخ نیک باطن | فنافی الشیخ و مخدوم جہانے

۱۳۴۵ھ | ۱۹۲۷ء

۱۸۔ مزار پرانوار آپ کا مرقد مبارک کرنال میں ہی حضرت شاہ بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے روضۂ پاک کے قریب جرنیلی سڑک پر تعمیر ہوا۔ وصال شریف کے فوراً بعد یاران طریقت کی کوشش سے ایک چھوٹی چار دیواری جس میں سنگ مرمر کے چبوترے پر سنگ مرمر کا ہی تعویذ اور کٹہرہ تھا، بنائی گئی۔ اس کے علاوہ احاطہ کی ایک بڑی چار دیواری سارے قبرستان کے اردگرد تیار ہوئی۔

پھر تقریباً بارہ سال بعد چھوٹی چار دیواری کو از سر نو اٹھایا گیا، اور اس پر ایک گنبد[2] دار عمارت تعمیر ہوئی، نیز مشرق جانب ایک وسیع و عریض چبوترہ بنایا گیا۔

قیام پاکستان کے بعد ۱۹۵۶ء میں مخدومی حضرت حافظ صاحب پائلٹ پریس دہلی کے مالک حاجی امام الدین صاحب کی معیت میں مزار شریف پر حاضر ہوئے۔ چونکہ ۱۹۴۷ء کے بعد عمارت کی مرمت اور صفائی وغیرہ نہ ہو سکی تھی۔ لہذا حاجی صاحب ممدوح کی تحریک پر ضروری مرمت اور سفیدی وغیرہ کرائی گئی۔ پھر خیال ہوا، کہ یہاں صفائی وغیرہ کا مستقل انتظام ہونا چاہیئے اور کوئی آدمی بطور خادم یا محافظ رکھا جائے۔ اس آدمی کے لیے

[1] لوح ہذا کا فوٹو شامل ہے۔ [2] گنبد مزار کا فوٹو بھی شامل کتاب ہے۔

رہائش کا بندوبست بھی ضروری تھا۔ چنانچہ تقریباً پانچ ہزار روپے کی لاگت سے ایک بڑا اور ایک چھوٹا دو کمرے تعمیر ہوئے۔ دونوں کمروں کے سامنے ایک مسلسل برآمدہ بنا۔ مزید براں اپنی علیحدہ چار دیواری بنائی گئی جس کا صدر دروازہ دہلی سے انبالہ جانے والی سڑک پر رکھا گیا۔ پانی کے لیے ہینڈ پمپ اور روشنی کے لیے بجلی لگوائی گئی۔ صحن میں پھل دار اور پھول دار پودے لگائے گئے۔ مہمان خانہ اور باغیچہ کے فوٹو شامل ہیں۔

۱۹۔ عرس شریف

۱۹۲۳ء سے ۱۹۴۷ء تک کرنال میں ہر سال ۴ رشوال کو باقاعدہ عرس شریف ہوتا رہا۔ تقسیم برصغیر کے بعد ۱۹۳۰ء سے اب یہ سلسلہ آپ کے وطن مالوف قصور میں جاری ہے۔ اول اول حضور قبلہ عالم امیر ملت محدث علی پوری قدس سرہٗ نے اس تقریب کو زینت بخشی۔ پھر حضور سراج ملت سیدی الحاج الحافظ پیر سید محمد حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرزند اکبر سجادہ نشین اول حضور امیر ملت علی پوری ۱۹۶۱ء میں اپنے وصال شریف تک تقریباً تیس سال متواتر عرس شریف میں تشریف لاتے رہے۔ اب آپ کے لخت جگر حضرت جوہر ملت الحاج الحافظ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ اس محفل کے صدر نشین ہوتے ہیں۔

قیام پاکستان سے ۱۹۶۴ء تک مخدومی حضرت حافظ صاحب برابر کوشش فرماتے رہے کہ کرنال شریف حاضری ہو۔ آخر ۱۹۶۴ء میں ویزا ملا۔ حاجی امام الدین صاحب وجھوی اور دوسرے یاران طریقت نے تعمیر نو کے ساتھ ساتھ خواہش ظاہر کی کہ کرنال میں بھی عرس شریف ہونا چاہیئے۔ پس یہ طے ہوا کہ قمری تاریخ ۴ رشوال تو قصور کے لیے ہی مخصوص رہے اور شمسی حساب سے ۷ راپریل کو کرنال میں عرس ہو۔ چنانچہ قیام پاکستان کے بعد کرنال میں پہلی مرتبہ ۷ راپریل ۱۹۶۵ء کو عرس منعقد ہوا۔ دہلی، آگرہ، مراد آباد وغیرہ کے پیر بھائی شامل ہوئے۔ قصور (پاکستان) سے مخدومی حضرت حافظ نور احمد صاحب بھی شریک ہوئے۔ جلوس اور جلسہ بڑی خوش اسلوبی سے ہوئے۔ بہت سے مقامی ہندوؤں اور سکھوں نے

بھی شرکت کی۔ مغرب کی اذان کے وقت اختتام جلوس پر چادر مبارک روضہ شریف پر چڑھائی گئی۔ اس وقت عجیب سماں تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ عالم بالا سے انوار کی بارش ہو رہی ہے۔ تمام بیرونی جہانوں کی رہائش کا انتظام راؤ محمد حسین خانصاحب نے فرمایا، جو نواب عظمت علی خاں کے وقت کے اسسٹنٹ منیجر ہیں۔

اس کے بعد سے ہر سال ۷ راپریل کو کرنال میں باقاعدگی سے عرس منایا جا رہا ہے۔ اگرچہ ملکی حالات کی وجہ سے پاکستان سے پھر کوئی زائر اس وقت تک شریک نہ ہوسکا۔ شاید آئندہ کوئی سلسلہ شروع ہو جائے۔

مزار پاک اور عرس مبارک کی یہ تفصیل مخدومی حضرت حافظ صاحب کی فرستادہ رپورٹ سے مرتب کی گئی ہے۔ آخر میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ حاجی امام الدین صاحب دہلوی اس تمام کام میں پیش پیش ہیں اور دعا فرمائی ہے کہ مولیٰ تبارک و تعالیٰ مزید توفیق ارزانی فرمائے اور حاجی صاحب کو دینی اور دنیاوی نعمتوں سے سرفراز فرمائے (آمین)

۲۰- باقیات صالحات

حضرت قبلہ کے کل سات صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہوئیں، جن میں سے ایک صاحبزادے حضرت حافظ نور احمد صاحب مدظلہ العالی، اور ایک صاحبزادی صاحبہ باقی رہیں۔ یہ صاحبزادی صاحبہ بھی ۱۹۶۳ء میں رحلت فرما گئیں۔ ان کا نکاح جناب حافظ حاجی محمد سردار صاحب سے ہوا تھا۔ جو قصور میں کپڑے کے ایک مشہور تاجر ہیں۔ ان کے دو صاحبزادے شیخ محمد سعید صاحب اور حاجی محمد سلیم صاحب ہیں اور ایک صاحبزادی ہیں۔ حضرت حافظ نور احمد صاحب کے بھی دو صاحبزادے ہیں۔ صاحبزادہ محمد اختر سلطان صاحب اور صاحبزادہ محمد اقبال انور صاحب۔ ماشاء اللہ یہ دونوں بھی صاحب اولاد ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس چمنستان کو ہمیشہ سرسبز و شاداب رکھے اور حضرت قبلہ کے یہ اخلاف تا قیامت دین متین کی خدمت کے لیے سلامت

باکرامت رہیں۔ ع

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد!

حضرت کی روحانی اولاد میں ہزاروں امیر، غریب، افسر، ماتحت، عالم دین، انگریزی خواں، غرض ہر درجہ اور ہر طبقہ کے لوگ ہیں۔ ان میں مولانا عبدالمجید خان صاحب جھجھر والے دستارِ خلافت سے مشرف ہوئے۔

معمولات

حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ طبعاً نفاست پسند تھے۔ آپ کا دل خشیتِ الٰہی سے معمور تھا۔ شعائر اللہ کی تعظیم آپ کی فطرتِ ثانیہ تھی۔ آپ فرائض و واجبات کیساتھ سنن و مستحبات کا بھی پورا پورا خیال رکھتے۔ رخصت کی بجائے عزیمت پر عمل کرتے عبادات و معاملات، نشست و برخاست، رفتار و گفتار، ہر بات میں ہمیشہ اسلامی تعلیمات پیشِ نظر رکھتے تھے۔ خلاصہ یہ کہ آپ کو ہر وقت اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری ملحوظ خاطر رہتی۔ آپ کی ذات ستودہ صفات بلاشبہ ایک سچے اور کامل مسلمان کا عملی نمونہ تھی!

اب آپ کے بعض معمولات ذرا بسط سے لکھے جاتے ہیں۔

۱۔ نماز: آپ نماز کے حقوق کی پوری پوری رعایت فرماتے تھے۔ خشوع و خضوع سے کام

لیتے۔ نماز میں آپ کے کمال استغراق اور محویت کا عالم طاری رہتا۔ جماعت کی پابندی کا خاص خیال رکھتے۔ سفر و حضر، صحت و بیماری کسی حال میں بھی نماز نہ چھوڑتے، اور نماز پنجگانہ کے علاوہ نماز تہجد کا بھی ہمیشہ التزام رہا۔

۲۔ مراقبہ | آپ مراقبہ پر بہت زور دیتے۔ بعد فجر طلوع آفتاب تک موسم کے مطابق سر پر کپڑا اوڑھ کر مراقبہ کرتے۔ عصر مغرب کے درمیان حتی الوسع کسی سے کلام نہ فرماتے۔ مخدومی حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ آپ رونبک کی مسجد شاہ ولایت میں اکثر مراقبہ فرماتے۔ اس مسجد کے صحن میں بہت سے جال کے درخت تھے اور یہاں ایک خاص ہیبت چھائی رہتی تھی۔ یہاں بہت دفعہ آپ سردی کی راتوں میں عشاء سے فجر تک ذکر و فکر میں مشغول رہا کرتے۔

آپ کے کاغذات سے ایک بیاض ملی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ مراقبہ کو کتنی اہمیت دیتے تھے۔ اس میں رمضان شریف کے چوبیس گھنٹوں کا پروگرام درج فرمایا ہے یہ ورق بعینہ نقل ہے:۔

برائے رمضان المبارک ۱۳۴۳ھ مطابق ۲۷ مارچ تا ۲۴ اپریل ۱۹۲۵ء

۱۔ تہجد	۱½	سے	۴	=	۲½	گھنٹہ
۲۔ مراقبہ	۴	"	۵	=	۱	"
۳۔ فجر	۵	"	۵½	=	½	"
۴۔ مراقبہ	۵½	"	۷	=	۱½	"
۵۔ اشراق	۷	"	۸	=	۱	"
۶۔ مراقبہ	۸	"	۹	=	۱	"
۷۔ ضحیٰ	۹	"	۱۱	=	۲	"
۸۔ قیلولہ	۱۱	"	۱	=	۲	"
۹۔ ظہر	۱	"	۴	=	۳	"

۱۰-	مراقبہ	۴	سے	۵	=	۱
۱۱-	عصر	۵	"	۶	=	۱
۱۲-	مراقبہ	۶	"	۷	=	۱
۱۳-	مغرب	۷	"	۷½	=	½
۱۴-	اوابین	۷½	"	۸½	=	۱
۱۵-	عشاء	۸½	"	۱۱½	=	۳
۱۶-	استراحت	۱۱½	"	۱½	=	۲

۳- اعتکاف سنت نبوی کی پیروی میں آپ نے کئی مرتبہ رمضان شریف میں اعتکاف بھی کیا۔

۴- مقامات مقدسہ کی زیارت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں : ؎

گفت حق اندر سفر ہر جا روی
باید اوّل طالب مردے شوی

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب تم کسی جگہ سفر میں جاؤ تو سب سے پہلے اولیاءٔ اللہ کی زیارت کرو۔ حضرت قبلہ کا اس فرمان حق پر پورا پورا عمل تھا۔ آپ کو دوران سفر جہاں اور جب موقع ملتا، بزرگان دین کی زیارت ضرور کرتے، خواہ وہ حیات ظاہری میں ہوتے یا صاحب مزار! — آپ کے مکتوب ملا کو دیکھیے کہ مختصر سے عرصہ میں کتنی زیارتوں کا قصد فرمایا۔ دہلی میں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ۔ سرہند شریف میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ۔ لاہور میں حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اور علی پور شریف میں اپنے پیرو مرشد رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا ارادہ کیا۔ آپ اجمیر شریف حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے دربار گوہر بار میں بھی حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب

الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی سترھویں شریف میں بھی شریک ہوئے - حجرہ شریف میں مزارات مقدسہ حضرت باباجی فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت باباجی نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

۵۔ شیخ کا ادب

مرید کے لیے پیر کا ادب برکات عظیمہ کا موجب ہے - حضرت قبلہ سرتاپا ادب تھے - علی پور شریف کے درخت نظر آتے ہی سواری سے اتر جاتے - آپ نے علی پور شریف کی حدود میں کبھی بول و براز نہ کیا - کبھی پیرو مرشد کے آستانہ عالیہ کی طرف پاؤں نہ پھیلائے - دربار شریف میں کبھی چارپائی پر نہ سوئے۔

مولانا عبد المجید خاں صاحب نے تحیاۃ الکملاۃ میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ علی پور شریف حاضری ہوئی - آپ غسل کے ارادہ سے مسجد کو گئے - میں تولیہ لے کر ساتھ ہو لیا - مسجد میں پہنچے تو دیکھا کہ حضور قبلہ عالم قدس سرہ کے برادر بزرگ حضرت پیر سید نجابت علی شاہ صاحب کے پوتے بچوں میں بیٹھے قرآن مجید پڑھ رہے ہیں - آپ نے ادب سے جھک کر قدم بوسی کی، نذرانہ پیش کیا، اور الٹے پاؤں غسل خانہ تک آئے۔

اخلاقِ حمیدہ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو "خلق عظیم" کا تاج پہنایا اور اسی سرچشمۂ اخلاق صلے اللہ علیہ وسلم سے قرب و بعد کو اچھے اور برے اخلاق کا معیار قرار دیا۔ اب حضرت قبلہ کے اخلاق حمیدہ کی چند جھلکیاں پیش کی جاتی ہیں - ان سے ناظرین کرام خود اندازہ لگالیں گے کہ آپ کو بارگاہ رسالت میں کتنا قرب حاصل ہے۔

جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم

۱۔ محبت عالم جس خوش نصیب آدمی کو ایک ساعت کیلئے بھی آپ کی صحبت بابرکت میسّر آگئی وہ آپ کے اخلاق حسنہ کا گرویدہ ہو گیا، اور یہی کہتا رہا کہ حضرت کو جتنی محبت میرے ساتھ تھی اور کسی سے نہ تھی۔ آپ کی مجلس شریف میں کسی کی غیبت، چغلی نہ ہوتی۔ مریدوں کو "بھائی" کہہ کر پکارتے اور "یار طریقت" کے نام سے یاد کرتے۔ آپ اپنے ارادتمندوں میں ہمیشہ اسلامی اخوت و مساوات کی تخم ریزی فرماتے، اور خالص دینی محبت کی بارش برساتے۔

۲۔ حلم مخدومی حضرت حافظ صاحب سے روایت ہے کہ قاضی حفیظ الدین صاحب کے بھتیجے ماسٹر نذیر احمد آپ کا کھانا پکایا کرتے۔ ایک دن حسب معمول حضرت کی خدمت میں کھانا پیش کیا۔ آپ نے معمول کے مطابق تناول فرمالیا۔ نذیر احمد مرحوم کا بیان ہے کہ پھر جب میں کھانے بیٹھا۔ پہلا لقمہ ہی منہ میں ڈالا تھا کہ کڑوا زہر۔ غالباً ایک دفعہ پوری مقدار میں نمک ڈالنے کے بعد دوبارہ پھر اتنا ہی ڈال دیا تھا۔ میں نے معذرت آمیز لہجے میں عرض کیا۔ "حضور! آپ نے ایسا کڑوا کھانا کیسے کھالیا؟" آپ نے جواب دیا۔

"روز میٹھا کھلاتا ہے آج کڑوا ہی سہی"۔

ایک ہندو بنج تھا بڑا ہی متعصب۔ حضرت کی شان میں بہت گستاخیاں کرتا۔ ایذا رسانی اور بدزبانی اس کا روزمرہ کا کام تھا۔ لیکن ادھر انتقامی کارروائی کا تو ذکر ہی کیا، کبھی کوئی حرف بھی اسکے خلاف زبان مبارک پر نہ آیا۔ اہل محبت یہ حال دیکھ کر بہت کڑھتے اور اس کے لئے دعائے ضرر کی درخواست کرتے مگر آپ بدستور صبر سے کام لیتے رہے — آخر مجبور ہو کر خدام کو یہ سارا قصہ حضور قبلہ عالم قدس سرہٗ کی خدمت عالی میں عرض کرنا پڑا، اور اس طرح وہ بدبخت قہر الٰہی کا شکار ہو کر واصل جہنم ہوا ع

یا دردکشاں ہر کہ درافتاد، برافتاد

۳۔ عفو و درگزر ایک دفعہ علی پور شریف میں انجمن خدام الصوفیہ کے سالانہ جلسہ پر کسی نے آپ

کا جوتا چرا لیا - مئی کا مہینہ تھا اور دوپہر کا وقت - آپ جلسہ گاہ سے جلدی حویلی کی طرف برہنہ پا چلے دھوپ بہت سخت تھی - آپ راستہ میں ایک دیوار کے سایہ میں کھڑے ہو گئے - فوراً ہی خیال آیا کہ جب یہ گرمی بھی ناقابلِ برداشت ہے تو آتشِ دوزخ کا کیا عالم ہوگا ! اسی وقت چور کے لیے دعا کی - الٰہی ! جس نے میرا جوتا چرایا ہے، اُسے دوزخ کی آگ سے بچا ! وہ بے چارہ اُسے کیسے برداشت کرے گا -

۴- تواضع آپ بہت متواضع اور منکسر المزاج تھے - غرور و تکبر کا نام و نشان بھی نہ تھا - امیر غریب سب کے ساتھ یکساں سلوک کرتے - بلکہ فقراء و مساکین پر زیادہ شفقت ہوتی - غریبوں کی دعوت بڑی خوشی سے قبول فرماتے اور ان کے گھر جانے میں کوئی عار محسوس نہ کرتے -

ایک دن ایک صاحب نے دعوت کی جو لفظ "فقیر" سے معروف تھے - اتنے میں ایک یار آ گئے وہ راجپوت تھے - آپ نے انھیں بھی ساتھ چلنے کو کہا - وہ بولے میں فقیر وں کے گھر کیسے کھاؤں مجھے تو شرم آتی ہے - آپ نے تبسم فرمایا اور بولے "بھائی ! ہم بھی تو فقیر ہیں - اللہ تعالےٰ نے فرماتا ہے :

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ

ترجمہ: اے لوگو ! تم سب اللہ کے محتاج ہو، اور اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سے سراہا ہوا " (پارہ ۲۲ رکوع ۱۵ سورہ فاطر ۳۵ آیت ۱۵)

۵- سخاوت آپ کو قدرت نے ایک فیاض دل عطا فرمایا تھا - مولوی عبدالمجید خانصاحب کہتے ہیں کہ آپ کی جود و عطا کا شہرہ سنکر ایک دن ایک عرب صاحب آئے - حضور نے انھیں بڑے اکرام سے مسند پر بٹھایا - اسی دن آپ کو تنخواہ ملی تھی جو میرے پاس تھی - پانچ اشرفی اور دس روپے - آپ نے میری طرف اشارہ فرمایا - تو میں نے از خود کچھ پیش کرنا مناسب نہ سمجھا اور خیال کیا کہ شاید میں ایک روپیہ دوں اور حضرت

صاحب دو روپے یا کم و بیش دینا چاہیں۔ اس لیے اوپر کے دس روپے آپ کے سامنے کر دیئے کہ جتنے مناسب سمجھیں دے دیں۔ آپ نے وہ سب کے سب اٹھا کر بڑے ادب کے ساتھ عرب صاحب کی نذر کر دیئے۔

مولانا عبدالمجید صاحب کہتے ہیں، میرا گمان غالب ہے کہ اگر میں اشرفیاں بھی پیش کر دیتا تو آپ وہ بھی عرب صاحب کو دے دیتے ۔۔

مخدومی حضرت حافظ صاحب کے ماموں میاں فضل کریم صاحب جو ان کی والدہ کے چچیرے بھائی تھے، نے ایک انٹرویو کے دوران بتایا کہ حضرت قبلہ کے یہاں ایک دفعہ میں رہتک گیا ہوا تھا۔ زنانہ مکان میں بیٹھے تھے کہ آپ کی والدہ صاحبہ نے بڑے پیار سے فرمایا: "محمد حسین کچھ جمع بھی کیا کرو۔" آپ نے ادب سے عرض کیا: "اماں جی میں جمع کرتا ہوں۔" انہوں نے پوچھا: "کہاں؟" آپ بولے: "اماں جی۔ جو مال جمع کر کے اپنے پاس رکھ لیا جاوے وہ تو خرچ ہو جاتا ہے۔ اصل جمع تو وہی ہے جو راہ خدا میں صرف ہو جائے۔

اس انٹرویو کے وقت مخدومی حافظ صاحب بھی موجود تھے۔ آپ نے فرمایا: میں نے اپنی اماں جی سے سنا کہ ایک دفعہ ہم قصور آئے ہوئے تھے اور حضرت قبلہ روہتک میں اکیلے تھے۔ پھر آپ ہمیں لینے کے لیے قصور آئے تو میری دادی صاحبہ نے فرمایا: "بیٹا! کپڑے بدل لو۔" لیکن آپ کے پاس بدن کے کپڑوں کے سوا اور کوئی کپڑا نہ تھا۔ سارے کپڑے کسی محتاج کو دے دیئے تھے۔ پھر جب ہم روہتک پہنچے تو چائے کے برتن بھی گھر میں نہ پائے معلوم ہوا، وہ بھی کسی ضرورت مند کو دے دیئے تھے۔

۶۔ ایفائے عہد مولانا عبدالمجید خاں صاحب لکھتے ہیں کہ فتنۂ ارتداد کے اثرات زائل کرنے کے لیے آپ نے ۱۹۲۵ء میں آگرہ علی گڑھ ایٹہ وغیرہ کا

سفر کیا۔ ہانفرس کے سٹیشن پر آپ کو اچانک درد قولنج شروع ہوا، بڑی مشکل سے موضع منجھولا پہنچے۔ تمام رات بے چینی رہی۔ میں نے عرض کیا "مرض بڑھ رہا ہے صدر دفتر آگرہ تشریف لے چلیں" آپ نے فرمایا: "میں علی گنج والوں کو اپنی آمد کی اطلاع دے چکا ہوں۔ وعدہ ضرور پورا کرنا چاہیئے" چنانچہ نہ صعوبت سفر کا خیال کیا نہ شدت مرض کا اور جیسے بھی بن پڑا، علی گنج پہنچے۔

۷۔ **پیکرِ عزم** علی پور شریف کے سالانہ جلسہ میں شرکت کے لیے آگرہ ریتک کے یار حضرت قبلہ کی قیادت میں روانہ ہوتے۔ راستے میں ایک رات قصور میں قیام فرماتے۔ حاجی ذاکر علی صاحب نے بتایا۔ ایک دفعہ جب یہ قافلہ قصور پہنچا تو آتے ہی آپ کے صاحبزادے ظہور احمد کا انتقال ہو گیا۔ صبر وضبط کا یہ عالم تھا کہ ایک آنسو تک نہ آیا، جو کوئی تعزیت کو آیا، خود اس کو تسلی دی، پھر یہ نہیں کہ دربار شریف کا ارادہ ملتوی کیا ہو، بلکہ عین پروگرام کے مطابق اگلی صبح ہی علی پور شریف کا سفر فرمایا۔

۸۔ **خدمت خلق** آپ کی ساری زندگی خدمت خلق میں بسر ہوئی۔ سفر حضر دن رات صبح وشام اسی میں مصروف رہتے۔ جب دیکھو درِ دولت پر حاجتمندوں کی بھیڑ لگی ہے ؎

ہر کجا چشمہ بود شیریں
مردم و مرغ و مور گرد آیند

کوئی دعا کی درخواست کر رہا ہے، تو کوئی تعویذ کے لیے آیا ہے۔ کسی کے لیے کوئی نسخہ تجویز ہو رہا ہے۔ اب حلقۂ ذکر ہے۔ لوگوں کو توبہ کرائی جارہی ہے۔ تھوڑی دیر میں کسی مریض کو دم فرمانے جارہے ہیں۔ کہیں مجلس وعظ و میلاد شریف کا اہتمام ہے۔ غرض اسی طرح ہر آن خلق خدا کی خدمت میں سرگرم ہیں۔ یا یہاں سے خود اس چشمۂ حیات کے گرد جمع ہوتے یا یہ ابر رحمت بنفس نفیس دور افتادہ تشنہ کاموں کو

سیراب کرنے چل دیتا - بہر نوع ایک نصب العین تھا جو ہمیشہ پیش نظر رہتا، اور وہ تھا — خدمتِ خلق! ؎

طریقت بجز خدمتِ خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

خدمتِ خلق میں انہماک کا یہ عالم تھا کہ کھانے تک کی پرواہ نہ تھی - بارہا ایسا ہوتا کہ کھانے کے لیے کوئی چیز منگائی - مگر اتنی فرصت ہی نہ ملتی کہ اسے تناول فرمالیں - ہوتا یہ تھا کہ صبح سویرے کچہری جانے سے پہلے ہی حاجت مند آنے شروع ہو جاتے اور عین وقت پر بمشکل بیٹھک سے اٹھنا ہوتا - پھر دفتر سے ابھی واپس بھی نہ آتے کہ پروانے جمع ہونے لگتے اور رات گئے تک یہی سلسلہ جاری رہتا -

ڈرائنگ ماسٹر غلام محمد صاحب مرحوم نے بتایا کہ میرا معمول تھا، سکول سے چھٹی ملتے ہی حضور کے آستانہ عالیہ پر جا بیٹھتا - آپ کچہری سے تشریف لاتے - چابیاں مجھے دیتے میں بیٹھک کھولتا - اگر کبھی آپ کو دیر ہو جاتی، تو میں استقبال کے لیے کچہری کی طرف چل دیتا - ایک دن جب میں در اقدس پر پہنچا تو وہاں ایک دھانک کھڑا ہوا تھا - دریافت کرنے پر بولا "میری لڑکی بیمار ہے - دم کرانے کے لیے مولوی صاحب کو گھر لے جاؤں گا" میں نے اسے ڈانٹا کہ خبردار! اب دھوپ بہت تیز ہے - آپ تھکے ہارے آئیں گے - اب آپ کو تکلیف نہ دینا" وہ آپ کے خلق کریمانہ سے واقف تھا - بولا " ماسٹر جی! آپ نہ بولیں میں جانوں اور مولوی صاحب" خیر میں تو آپ کو لینے کچہری کو چل دیا، اور وہ وہیں کھڑا انتظار کرنے لگا - مجھے بہت غصہ آ رہا تھا کہ لوگ کیسے خود غرض ہیں کہ حضرت کے آرام کا بھی خیال نہیں کرتے - پھر میں آپ کے ساتھ ساتھ واپس آیا - آپ کو دیکھتے ہی اس دھانک نے قدم پکڑ لیے - میں نے اسے پھر دھمکایا لیکن حضرت کا خلق دیکھیے آپ نے مجھے چابی دے کر فرمایا تم بیٹھک کھولو

اور خود اسی طرح اس کے ساتھ چل دیئے۔ جب واپس آئے تو آہستہ سے فرمایا:
"کسی کا دل نہیں دکھانا چاہیئے۔"

دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفاں

۹۔ جوشِ ایمانی حضرت قبلہ کی ذات گرامی گفتار و کردار کی جامع تھی، آپ جو کہتے تھے وہی کرتے تھے اور اہلِ حق کا شیوہ ہی یہ ہے کہ ان کے قول و فعل میں ہم آہنگی ہوتی ہے۔ آپ نے مکتوب ۳۰ میں قاضی حفیظ الدین صاحب کو لکھا ہے کہ اگر ملازمت کی وجہ سے نماز ادا کرنے میں رکاوٹ ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے فرمان مقدم ہیں۔ ایسے کام کو چھوڑ دینا بہتر ہوگا۔ اب دیکھیئے خود آپ کا کیا عمل تھا۔

ایک دشمن اسلام ہندو جج نے جمعہ کے دن اپنی عدالت کے اوقات کار بڑھا دیئے اور سارے مسلمان عملہ کو جمعہ پڑھنے سے روک دیا۔ نماز جمعہ کا وقت قریب آیا تو حضرت نے رخصت مانگی مگر اس نے انکار کر دیا۔ کئی دفعہ اجازت چاہی مگر ہر بار نفی میں جواب ملا۔ آخر جب اور کوئی چارۂ کار نہ رہا تو آپ نے اپنے رزاقِ حقیقی جل شانہٗ پر یقین کامل کے ساتھ استعفیٰ لکھ کر جج کی میز پر رکھ دیا اور گرج کر فرمایا:

"ملازمت جاتی ہے تو جائے، نماز نہیں جا سکتی!"

آپ نے یہ الفاظ ایسے جوشِ ایمانی سے فرمائے کہ سیشن جج پر ہیبت طاری ہو گئی اور اس نے اسی وقت نماز سے پابندی اٹھا دی ؎

دریں میخانہ ہر مینا ز بیم محتسب لرزد!!
مگر یک شیشۂ عاشق کہ از وی لرزہ بر سنگ است

تبلیغی کارنامے

تبلیغ دین حضور سید الانبیاء والمرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جملہ انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت مبارکہ ہے اور چونکہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت ختم ہو گئی، اور آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آسکتا، اس لیے یہ جلیل منصب اب امت مسلمہ کو عطا ہوا۔ اس امت کے علماء وصلحا انبیائے کرام علیہم السلام کے سچے وارث ہیں۔ یہ حضرات ہر دور میں اس مقدس فریضہ کو بوجوہ احسن پورا کرتے چلے آئے ہیں اہل علم جانتے ہیں کہ اشاعت اسلام میں صوفیائے کرام نے کیسی کیسی شاندار خدمات سرانجام دی ہیں۔ حضرت داتا گنج بخش لاہوری، حضرت غوث الاعظم شیخ سید عبد القادر جیلانی، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری حضرت غوث بہاء الحق زکریا ملتانی۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی اور دوسرے بزرگان دین کے تذکرے ان کے کارہائے نمایاں پر شاہد عدل ہیں۔

حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ عنفوان شباب سے آخر دم تک خلق خدا کی ہدایت میں مصروف رہے۔ آپ کے تبلیغی کارنامے بھی آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں:۔

۱۔ ابتدائی زمانہ مخدومی حضرت حافظ صاحب اپنی دادی صاحبہ سے روایت کرتے ہیں کہ جن دنوں حضرت قصور ہائی سکول میں سیکنڈ ماسٹر تھے۔ کئی دفعہ علی پور شریف سے حضور قبلہ عالم امیر ملت سرکار علی پوری قدس سرہٗ بے اطلاع تشریف لے آتے اور بیٹھک میں آرام فرماتے۔ جب آپ سکول سے فارغ ہو کر آتے۔ حضور پیر و مرشد کی رکاب سعادت میں تبلیغ کے لئے دیہات میں تشریف لے جاتے۔ رات کو گاؤں کی مسجد میں قیام کرتے اور لوگوں

کو دین کی باتیں بتاتے۔ ایک عرصہ تک اسی طرح تبلیغ ہوتی رہی۔ کھانے کے لیے اپنے ساتھ بھنے ہوئے چنے لے جاتے۔

۲۔ تلقین ذکر آپ نے سلسلۂ بیعت شروع کیا تو کثیر تعداد میں لوگ شامل حلقہ ہونے لگے۔ اس طرح ہزاروں بندگانِ خدا پابندِ صوم وصلوٰۃ ذاکر و شاغل بن گئے روہتک اور اس کے مضافات میں یہ فیض رسانی ہوتی رہی۔ پھر کرنال چلے گئے تو وہاں بھی یہی سلسلہ جاری رہا۔

یہ بات خاص طور سے قابلِ ذکر ہے کہ کرنال میں گورنمنٹ نارمل سکول تھا۔ جہاں ہر سال بہت سے استاد تربیت پاتے۔ آپ کا چرچا سن کر یہ حضرات بھی مجلس شریف میں حاضر ہونے لگے۔ ماسٹر علی بخش صاحب مرحوم۔ ماسٹر محمد افضل خاں صاحب۔ ماسٹر محمد امان خان صاحب قاصر۔ ماسٹر محمد علی صاحب۔ ماسٹر رحمت اللہ صاحب وغیرہ نے اسی دور میں بیعت کا شرف حاصل کیا۔

یوں کہیئے ان دنوں کرنال میں دو نارمل سکول تھے۔ ایک ظاہری، دوسرا باطنی اور یہ اساتذہ بڑے ہی خوش نصیب تھے کہ بیک کرشمہ دو کار۔ مادی تربیت کے ساتھ روحانی تربیت بھی حاصل کر لیتے۔ ان اساتذہ نے اصلاح معاشرہ اور تہذیب اخلاق کے لیے جو کچھ کیا ہوگا، اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ایک استاد کی تربیت اس کے ہزارہا تلامذہ کی تربیت ہے۔ اسی طرح حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان استاد صاحبان کی روحانی تربیت فرما کر بالواسطہ ان کے ہزاروں شاگردوں کو راہ حق دکھائی۔

۳۔ تبلیغی دورے یوں تو ہر روز صبح و شام ہی تبلیغ کا کام جاری تھا۔ شہر میں جگہ جگہ میلاد پاک کی محفلیں منعقد ہوتی تھیں۔ لیکن دیہات کی طرف خاص توجہ فرماتے۔ کچہری سے چھٹی کے بعد ہفتہ کو عام طور پر دیہات میں تشریف لے جاتے اتوار ساتھ مل جاتا۔ اس کے علاوہ موسم بہار اور بڑے دنوں کی چھٹیاں بھی ارشاد خلق کے لیے وقف تھیں۔ دورہ کا پروگرام چھپوا کر علاقہ بھر میں بھجوایا جاتا (مکتوب نمبر ۲) ایک دفعہ آپ نے

ساڑھے چار مہینے کی رخصت لے کر طویل تبلیغی دورے کئے۔ (مکتوب ۱۷ تا ۲۱)

مخدومی حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ میں آپ کے قدموں کے ساتھ تھا۔ ایک ماہ دورہ فرمایا مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اس سارے سفر میں بلا ناغہ ہر رات میلاد پاک ہوتی اور دن میں بھی اکثر ایک دفعہ اور کبھی دو دو مرتبہ وعظ فرماتے۔ ایک مہینے میں تقریباً پچاس ساٹھ وعظ ہوئے۔ حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں میں ان تمام تقریروں کو ساتھ ساتھ قلمبند بھی کرتا رہا۔ جو انہوں نے مولوی عبد المجید خاں صاحب کو دیں اور جو حوادث روزگار کے باعث محفوظ نہ رہ سکیں۔

۴۔ دینی جلسوں میں وعظ علی پور شریف میں انجمن خدام الصوفیہ کے سالانہ جلسہ پر آپ کا وعظ حضور امیر ملت قدس سرہٗ خاص طور سے پسند فرماتے اور ارشاد ہوتا کہ ہمارے مولوی صاحب کے لیے وقت کی کوئی پابندی نہیں۔ انجمن خدام الصوفیہ کا سب سے پہلا جلسہ ۲ محرم الحرام ۱۳۲۲ھ مطابق ۲۰ مارچ ۱۹۰۴ء کو شاہی مسجد لاہور میں منعقد ہوا۔ اس جلسہ کے شرکاء میں سے بعض ممتاز ہستیوں کے اسمائے مبارکہ انوار الصوفیہ کے سب سے پہلے شمارہ میں شائع ہوئے ہیں (انوار الصوفیہ جلد ۱ شمارہ ۱ جمادی الثانی ۱۳۲۲ھ ہجری) ان حضرات میں حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی بھی ہے اس کے علاوہ آپ دوسرے اسلامی اجتماعات میں بھی شریک ہوتے۔ مکتوب ۵ سے ظاہر ہے کہ حضور پیر و مرشد سرکار علی پوری نے انجمن اسلامیہ فیروز پور چھاؤنی کے سالانہ جلسہ میں آپ کا نام بھی اشتہار میں شائع کرایا تھا۔

۵۔ فتنۂ ارتداد ۱۹۲۳ء میں شردھانند کی شدھی تحریک کا زور ہوا۔ اس کا منصوبہ یہ تھا۔ کہ برصغیر کے تمام مسلمانوں کو ہندو بنا لیا جائے۔ اس ناپاک مہم کا آغاز آگرہ کے گرد و نواح میں بسنے والے ملکانہ راجپوتوں سے کیا گیا۔ اس فتنہ کا قلع قمع کرنے میں حضور امیر ملت سرکار علی پوری قدس سرہٗ نے نہایت ہی عظیم خدمات سر انجام دیں۔ مرتدین کے علاقہ

میں بہت سے تبلیغی وفود بھیجے۔ (مکتوب ۱۹) مدرسے کھولے۔ ہسپتال قائم کئے اور زرِ کثیر صرف کر کے نومسلموں کی تالیفِ قلوب فرمائی۔ غرضیکہ آپ نے صحیح معنوں میں تجدید احیائے دین کا فریضہ ادا کیا، اور کفر و ارتداد کی آندھیوں میں اسلام کی شمع روشن رکھی۔ آریوں نے کشمیر میں بھی یہ فتنہ جگایا، اور حضور امیرِ ملت وہاں بھی تشریف لے گئے اور مسلمانوں کے ایمان بچائے (مکتوب ۳۳) اس پُر فتن دور میں حضرت قبلہ اپنے پیر و مرشد کے قدم بہ قدم چلتے رہے۔ حضور نے پیر و مرشد کے ساتھ مراد آباد بریلی۔ آگرہ۔ ایٹہ۔ فرخ آباد۔ علی گنج اور دوسرے مقامات کا بھی دورہ فرمایا (مکتوب ۴۷) آپ نے اس فتنہ کے سدِ باب کے لیے ہر قسم کی کوشش فرمائی اور بحمد اللہ آخر ان مقدس ہستیوں کی برکت اور مساعی جمیلہ سے یہ طوفان ختم ہوا، اور مسلمانوں کو اس مصیبت سے نجات ملی۔

۶۔ آریوں کے جلسہ میں شرکت کی ممانعت

مشہور بات ہے "گوش زدہ اثرے دارد"۔ ہمنشینی اور صحبت اچھوں کی ہو یا بُروں کی، بہرحال اپنا رنگ دکھاتی ہے۔ صحبتِ صالحین بے شمار خیر و برکت کی موجب ہے اور بد مذہب، بدعقیدہ لوگوں کی صحبت انسان کو برباد کر دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بزرگانِ دین ہمیشہ بُری صحبت سے بچنے کی تاکید فرماتے ہیں اور کتاب و سنت سے بھی یہی مستفاد ہے کہ ظالم بے دین لوگوں کے پاس مت بیٹھو۔ کسی کو دوست بنانے سے پہلے خوب تحقیق کر لو کہ اس کا دین کیا ہے۔

یہ ۱۹۲۴ء کی بات ہے۔ بہادر گڑھ ضلع روہتک میں آریہ سماجیوں کا سالانہ جلسہ ہوتا تھا تو حضرت قبلہ نے مولوی محمد یوسف مرحوم کو لکھا کہ اس موقع پر بہادر گڑھ کے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ وعظ و تبلیغ کی مجلسیں قائم کریں اور اس بات کی پوری پوری کوشش کریں کہ کوئی مسلمان ان بے دین مشرکوں کے جلسہ میں نہ جائے (مکتوب ۲۳) ساتھ ہی مولوی عبد المجید خانصاحب کو فرمان بھیجا کہ وہ بھی اس موقع پر تبلیغ کے لیے

بہادر گڑھ پہنچ جائیں۔

۷۔ بھنگیوں کی کانفرنس ۱۹۲۵ء میں حصار میں بھنگیوں نے ایک کانفرنس منعقد کی۔ ایک آریہ سماجی سیٹھ اس کا صدر بنا۔ آریوں کی کوشش تھی کہ جو بڑے جماروں کو آریہ بنا لیں۔ بروالہ کے سید مقبول حسین شاہ صاحب نے حضرت کو صورتِ حال کی خبر دی تو آپ نے مولوی عبد المجید خاں صاحب کو تاکید فرمائی کہ حصار پہنچ کر ایسے انتظامات کریں کہ یہ اچھوت آریہ بننے کی بجائے اسلام کی نعمت سے مالا مال ہوں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مکتوب ۱۶۔ اس خط سے آپ کے تبلیغی جذبہ کا پورا پورا اظہار ہوتا ہے۔

۸۔ اصلاحی مضامین آپ نے وعظ و تذکیر کے لیے تقریر و تحریر دونوں سے کام لیا۔ مختلف رسالوں میں آپ کے اصلاحی مضامین شائع ہوتے رہے انوار الصوفیہ میں تو یہ سلسلہ ایک طرح سے باقاعدگی سے جاری تھا۔ علاوہ ازیں پنڈی بہاؤ الدین کا رسالہ "صوفی" اور دوسرے رسالے بھی تھے۔ جن میں آپ کے بیش قیمت مضمون چھپتے تھے اور مشہور بات ہے کہ ؎

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

آپ جو کچھ تحریر فرماتے، وہ حال ہوتا نہ کہ قال، اس لیے فوراً اثر کرتا۔ ماسٹر محمد شفیع صاحب گوشیانی والوں نے انوار الصوفیہ میں آپ کا ایک مضمون پڑھ کر ہی اپنے بُرے خیالات سے توبہ کی اور حضرت کے ہاتھ پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ (یہ قصہ بھی کرامات کے باب میں تفصیل سے لکھا ہے۔ کرامت ۵۲)

۹۔ تبلیغی خطوط آپ اپنے ارادت مندوں کو اکثر خطوط لکھتے رہتے تھے۔ عام طور پر تو اردو میں ہی لکھتے مگر جدید تعلیم یافتہ لوگوں کو انگریزی میں بھی لکھتے۔ ان خطوط میں عقائد و عبادات، آداب و معاملات اور شریعت و طریقت کے

موضوعات پہ نہایت ہی گراں قدر مطالب درج فرماتے۔ ان مکتوبات کا ایک انتخاب اس مجموعہ میں شامل ہے۔ عیاں راچہ بیاں

۱۰۔ درس گاہوں کا قیام

کلانور (ضلع رہتک) کا مسلم راجپوت ہائی سکول۔ آپ کی مبارک کوششوں کا مرہون منت ہے۔ اس ادارہ نے علاقہ کے مسلم راجپوتوں میں بہت بیداری پیدا کی۔ اس کی تحریک شہر روہتک سے شروع ہوئی۔ حضرت قبلہ اس کے خازن تھے۔ بعد میں طے ہوا کہ چونکہ کلانور کو راجپوتوں کے دیہات کی مرکزی حیثیت حاصل ہے اور یہ بھی پختہ سڑک پر واقع، اس لیے مدرسہ شہر کی بجائے وہاں ہونا چاہیئے۔ یہ سکول اب بھی اوکاڑہ میں مسلمانوں کی خدمت کر رہا ہے۔

بعد میں شہر میں ایک پرائمری سکول جاری فرمایا — نصرت الاسلام — یہاں قرآن پاک کی تعلیم لازمی تھی۔ شروع میں یہ مدرسہ مسجد آدینہ (دہی مسجد) میں کھولا گیا پھر جب اس کی الگ عمارت تیار ہوگئی تو وہاں منتقل ہوگیا۔ مخدومی حضرت حافظ صاحب نے پرائمری جماعتیں اسی سے پاس کیں اور ناظرہ قرآن مجید پڑھ کر یہیں حفظ قرآن پاک شروع کیا، اور تکمیل کرنال میں فرمائی۔ بحمداللہ راقم بھی اسی ادارہ سے فیضیاب ہوا۔ دوسرے لفظوں میں یہ تالیف خود حضرت قبلہ کے فیض کا ظہور ہے۔

۱۱۔ مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کا چندہ

قیام پاکستان میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے جو رول ادا کیا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں لیکن یاد رہے کہ اس ادارہ کے استحکام میں حضور امیر ملت قبلہ عالم محدث علی پوری قدس سرہ کا بہت حصہ ہے۔ یونیورسٹی کے ارباب حل وعقد نے آپ سے ایک لاکھ روپے کی اپیل کی۔ آپ نے فرمایا۔ وعدہ کرو کہ اس یونیورسٹی میں دینیات کی تعلیم لازمی ہوگی۔ انہوں نے وعدہ کیا، تو آپ نے ارشاد فرمایا "ایک لاکھ کیا فقیر کئی لاکھ دے گا۔" چنانچہ دنیا نے دیکھا کہ بلاشبہ

آپ نے کئی لاکھ کے عطیئے دیئے۔ اس سلسلہ میں اپنے خلفاء اور یارانِ طریقت کو بھی ترغیب دی۔ چنانچہ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات ملے اور مک سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور پیر و مرشد کے ایما پر آپ نے بھی اپنے حلقۂ اثر میں فراہمی چندہ کی کوششیں فرمائیں۔

۱۲- مدارس اسلامیہ کی امداد تعلیمی اداروں سے آپ کو خاص لگاؤ تھا اور یہ آپ کی علم دوستی اور علم نوازی تھی۔ جس کی بنا پر آپ علمی مراکز کی دل کھول کر مدد فرماتے۔ آپ نے مدرسۃ المسلمین امرتسر کی بھی امداد فرمائی۔ اور کسے معلوم ہے کہ آپ اور کس کس مدرسے کو کیا کیا عطا فرمایا کرتے۔ یہ لوگ نیکی چھپا کر کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ اس لئے زیادہ سراغ نہیں مل سکا۔

۱۳- خاموش تبلیغ قرآن حکیم کا ارشاد ہے کہ لوگوں کو حکمت اور موعظہ حسنہ سے سبیل اللہ کی طرف بلاؤ۔ اس حکم کی روشنی میں حضرت قبلہ کی تبلیغ کا ایک انوکھا پہلو ہمارے سامنے آتا ہے وہ ہے خاموش تبلیغ! اس ضمن میں ذیل کی دو روایات خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

صوبیدار عبدالحی صاحب نے اپنی آپ بیتی سناتے ہوئے فرمایا۔ ایک دفعہ میں حضرت قبلہ کے دستر خوان پر بیٹھا۔ میرا سر ننگا تھا۔ حضرت نے اپنے کلاہ سے دستار شریف اتار کر میرے سر پر رکھ دی اور زبان سے کچھ نہ فرمایا۔ صوبیدار صاحب کہتے ہیں۔ وہ دن اور آج کا دن میں نے کبھی بھول کر بھی ننگے سر کھانا نہیں کھایا۔ حالانکہ میں فوج میں تھا، اور فوجیوں کو بڑا سخت آرڈر تھا کہ کوئی شخص ٹوپی اوڑھ کر کھانے کی میز پر نہ بیٹھے لیکن میں نے وہاں بھی کبھی ٹوپی نہ اتاری۔ میں اپنے افسروں کو صاف کہہ دیتا کہ بھوکا مر جاؤں گا مگر ننگے سر نہ کھاؤں گا۔ میرے اس پختہ عزم اور ارادے کو دیکھ وہ مجھے اجازت دے دیتے

مخدومی حضرت حافظ صاحب جی نے بروایت مولانا عبدالمجید خانصاحب بیان فرمایا کہ میں ایک دفعہ حضرت قبلہ کے ساتھ کچہری جا رہا تھا۔ سامنے سے ایک شخص آتا دکھائی دیا۔ میں جانتا تھا کہ وہ شرابی ہے۔ وہ حضرت کو دیکھ کر بڑا شرمسار ہوا، اور چاہتا تھا کہ بچ کر نکل جائے مگر اور کوئی راستہ نہ تھا۔ آخر وہ ایک دیوار کے ساتھ اسطرح بیٹھ گیا جیسے پیشاب کر رہا ہو حضرت تو حقیقت شناس تھے۔ آپ وہیں کھڑے ہو گئے۔ آخر اس شخص کو اٹھنا ہی تھا، اور جوں ہی وہ اٹھا آپ نے گلے لگا لیا۔ اللہ! اللہ! اب اس شخص کی حالت ہی بدل گئی۔ اب وہ دوسری طرف جانے کی بجائے حضرت کے پیچھے پیچھے چلا۔ دولت کدہ پہ پہنچکر آپ نے مجھے پانچ روپے کا نوٹ دیا اور فرمایا "انہیں ٹوپی لاکر اوڑھا دو"۔ پھر وہ شخص آپ کے ساتھ نماز کو چلا اور ایسے خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پڑھی کہ بیان سے باہر ہے ع

نکلے جو میکدے سے تو دنیا بدل گئی

۱۴۔ تبلیغ بعد وصال آخر میں آپ کی ایک اور نرالی شان ملاحظہ ہو، آپ کی تبلیغ آج بھی جاری ہے۔ جس طرح حیات ظاہری میں مسند ارشاد پر جائز تھے، اب بعد وصال بھی دنیا کے لیے مشعلِ راہ ہیں:

صوبیدار عبدالمی صاحب کہتے ہیں میں اپنی بیوی کو ہمیشہ نماز پڑھنے کی تاکید کرتا مگر اس پر کوئی اثر نہ ہوتا۔ آخر ایک وقت آیا اور وہ آپ ہی آپ نماز پڑھنے لگی۔ مجھے خوشی بھی ہوئی اور حیرت بھی پھر ایک دن یہ راز کھلا کہ حضور پیر صاحب نے اسے خواب میں سخت تاکید فرمائی تھی کہ نماز پڑھا کرو میں نے حلیہ پوچھا تو اس نے ٹھیک حضور کا نقشہ بیان کیا حالانکہ میری شادی حضور کے وصال کے بعد ہوئی تھی اور میری اہلیہ حضور کی زیارت سے مشرف نہ تھی۔

سبحان اللہ کیا شان ہے کہ عالم برزخ میں بھی دین کی تبلیغ جاری ہے۔

ناظرین خود ہی فیصلہ فرمالیں کہ جو بزرگ آج تک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں مشغول ہیں پھر کون ہے جو ان کے تبلیغی کارناموں کا پوری طرح احاطہ کر سکے۔

باب دوم

کشف و کرامات

باب دوم

کشف و کرامات

کرامات اولیاء بالکل حق اور درست ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و کرم سے لوگوں پر اپنے محبوب بندوں کی بزرگی ظاہر فرمانے کے لیے ان کے ذریعہ سے ایسے خلاف معمول اور خرق عادت امور دکھاتا ہے جو طبعی قوانین کے اثر سے آزاد ہوتے ہیں۔ ایسے غیر عادی کام دعویٰ نبوت کے ساتھ انبیائے کرام کے ہاتھ سے ہوں تو معجزات کہلاتے ہیں اور نبوت کے دعویٰ کے بغیر متقی صالح مومنین سے ان کا ظہور ہو تو کرامات!

ولی کی کرامت درحقیقت اس کے نبی کا معجزہ ہی ہوتا ہے اور اس سے صداقت نبوت پر دلیل قائم ہوتی ہے۔ اس اصول کی بنا پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے اولیاء درحقیقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زندہ معجزے ہیں جو قیامت تک باقی رہیں گے۔ نیز اولیائے امت اور انکی کرامات کی کثرت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل الرسل اور سید المرسلین ہونے کے بیشمار دلائل میں ایک اور روشن دلیل کا اضافہ ہے۔

آسانی کے لئے کرامتوں کی دو قسمیں کی جا سکتی ہیں — حسی اور معنوی — عوام تو فقط حسی کرامات کو ہی اہمیت دیتے ہیں مگر خواص ان کے معنوی پہلو پر نظر رکھتے ہیں۔

قرآن مجید، احادیث شریفہ اور بزرگانِ دین کے آثار و اخبار سے حسی کرامات کی بہت سی صورتیں ثابت ہیں مثلاً جمادات، نباتات، حیوانات اور انسانوں جنوں پر تصرف غیبی امور کی خبر دینا، دل کی بات جان لینا۔ پوشیدہ چیز کو ظاہر اور ظاہر کو پوشیدہ کر دینا

بیماروں کو تندرست اور مردوں کو زندہ کر دینا۔ بے سبب کھانے پینے کا سامان مہیا کر دینا۔ ان کی برکت سے قلیل طعام کا کثیر ہو جانا، بے موسم کے پھل آجانا، تھوڑے وقت میں زیادہ فاصلہ طے کر لینا۔ چشم زدن میں سینکڑوں میل سے سینکڑوں من وزن حاضر کر دینا، دشمن پر غلبہ۔ خلق خدا کی حاجت روائی اور مشکل کشائی، مقدمات میں کامیابی بلاؤں اور وباؤں کا دور ہونا، باران رحمت کا نزول وغیرہ وغیرہ اگر ان کی تشریح کی جائے تو بے حد ہو جائے۔ متقدمین اور متاخرین نے کرامات کے موضوع پر مستقل کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ اولیائے کرام کا ہر تذکرہ کرامات کے انوار سے جگمگا رہا ہے، یہاں اجمال پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

معنوی کرامات شریعت کی پابندی، اعمال صالحہ پر استقامت، مکارم اخلاق سے آراستگی، گناہوں سے اجتناب، واجبات وسنن کی رعایت، غرض ہر اچھی صفت سے دل کا مزین ہونا اور ہر بری بات سے پاک ہونا، بہت سی ایسی خوبیاں ہیں جو خواص اہل اللہ کو ہی نصیب ہوتی ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ سب سے بڑی کرامت یہی ہے کہ انسان بشری تقاضوں اور نفسانی خواہشات کے باوجود فرشتوں سے بہتر ہو جائے۔

یہاں یہ عرض کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کرامات اولیاء یقین اور ایمان کو قوی تر اور پختہ تر کرتی ہیں۔ ان کے بیان کا سب سے بڑا مقصد ہی یہ ہے کہ سلیم القلب حضرات ان مقدس بزرگوں کے حالات کا مطالعہ کریں، اور ان گمراہ لوگوں کی بے ہودہ باتوں پر ہرگز کان نہ دھریں جو نہ صرف یہ کہ کرامات کے منکر ہیں بلکہ معجزات کے بھی قائل نہیں کیونکہ اگر کوئی شخص ان کی طرف التفات کرے گا تو اپنا دین برباد کر لے گا۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو کرامات اولیاء کا انکار معجزات انبیاء کے انکار کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے اور اس کا نتیجہ ہے کفر اور بے دینی۔ لیکن اس کے برعکس جسے اولیائے کرام سے حسن عقیدت نصیب ہو جائے اور وہ ان پاک ہستیوں کی کرامات کو مان لے تو ان شاء اللہ ان کی برکت سے وہ معجزات کا

بھی اقرار کرے گا، اور اس طرح وہ اپنا ایمان سلامت لے جائیگا - و ذالک ھو الفوز العظیم۔

حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کی معنوی کرامات تو آپ کے سوانح حیات اور اخلاق و اوصاف سے نمایاں ہیں - اب آپ کی بعض حسی کرامات پیش کی جاتی ہیں کہ اہل سعادت اس خزینۂ فیض سے مالامال ہوں - وھو الموفق

کشف و کرامات

سلب مرض

کرامت ۱ : لاعلاج مریض کو شفا

اعلیٰحضرت امیر ملت محدث علی پوری قدس سرہ کے خلیفہ مجاز حضرت پیر سید ولی محمد شاہ صاحب شاہ آبادی حال آباد ملتان نے ارشاد فرمایا - ایک مرتبہ حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ شاہ آباد (ضلع کرنال) میں محمود خانصاحب کے مکان پر کھانا تناول فرما رہے تھے - کھانے کے دوران ایک لاعلاج مریض آیا آپ نے فرمایا : آؤ کھانا کھالو - اس شخص نے نفلی روزہ رکھا ہوا تھا، اس لیے عذر کیا - آپ نے فرمایا، اچھا - پھر کھانے کا ایک لقمہ عنایت فرمایا کہ اس سے روزہ افطار کرنا حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں - پھر اس شخص نے قسم کھا کر بیان کیا کہ وہ لقمہ کھانے کے بعد مرض کا نام ونشان باقی نہ رہا -

کرامت ۲ : ملک فتح خاں نون کو صحت

مخدومی حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ملک فتح خاں صاحب نون

رجسٹرار کو اپریٹو سوسائٹیز دورہ پر کرنال آئے - رمضان شریف کا مہینہ تھا - جب حضرت قبلہ کی خدمت میں آئے تو آپ نے دریافت فرمایا "روزے رکھتے ہو" - ملک صاحب نے عرض کیا "حضور مجھے ذیابطیس ہے اور ڈاکٹروں نے روزے رکھنے سے منع کیا ہے" آپ نے ارشاد فرمایا "ملک صاحب کل روزہ رکھو اور ہمارے ساتھ افطار کرو" پھر ملک صاحب اجازت لے کر ڈاک بنگلہ چلے گئے - شام کو ہماری بھینس نے جتنا دودھ دیا وہ سب میرے ہاتھ ڈاک بنگلہ بھجوا دیا - اگلے روز ملک صاحب حاضر ہوئے تو بولے "حضور! آج مجھے اتنا آرام ہے کہ پہلے کبھی بھی کسی دوا سے اتنا آرام نہ ہوا"

کرامت ۳ : دختر سکیمپ صاحب کی نکسیر بند کرنا -

حضرت حافظ صاحب سے ہی روایت ہے کہ ایک دفعہ کرنال میں ایک انگریز سکیمپ صاحب ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج تھے ان کی لڑکی کی نکسیر جاری ہو گئی - بڑے بڑے ڈاکٹر آئے مگر خون بند نہ ہوا - صاحب کا چپڑاسی جو یار طریقت تھا، حضرت کو کوٹھی پر لے گیا - آپ نے دم فرمایا تو نکسیر فوراً بند ہو گئی -

حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں - اس دن سے صاحب نے اپنا معمول بنالیا کہ عدالت میں آتا تو حضرت کے کمرے میں سے گذر کر آتا اور ہیٹ اتار کر سلام کرتا اور جب کبھی آپ اس کے پاس کوئی فائل یا کاغذ لے کر جاتے تو اصرار کر کے آپ کو کرسی پر بٹھاتا

کرامت ۴ : مولانا عبد المجید خانصاحب کی نئی زندگی

تحیاۃ الکملاۃ کے مؤلف مولانا عبد المجید خاں صاحب خود اپنا ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ ۱۹۱۸ء میں روہتک میں انفلوئنزا کی وبا پھیلی - میں وہیں رہتا تھا - ان دنوں

حضرت قبلہ کرنال میں تھے۔ میں بالکل قریب المرگ تھا۔ عین اسی وقت بھائی عبدالغفور خاں آ گئے۔ انہوں نے حضرت قبلہ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا میں نے کہا یہ شعر بھی لکھ دو سے

بس دل میں رہے یہ دھیان ترا اور لب پہ ہو جاری نام ترا!
ہنگامِ نزع اے شیریں دہن سبحان اللہ سبحان اللہ

خط اگلے دن کرنال پہنچ گیا۔ حضرت نے اسی وقت الائچی خورد دم فرما کر بھائی اصغر علی رہتکی کو جو وہاں حاضر تھے حکم دیا۔ ابھی جاؤ اور یہ الائچی اسے کھلا دو۔ خدا تعالیٰ کی شان الائچی کا کھانا تھا کہ ایک دم جان آ گئی اور رات ہی رات میں اتنی طاقت آ گئی، گویا بیمار ہی نہیں ہوا تھا۔

مولانا عبدالمجید صاحب یہ قصہ تفصیل سے لکھنے کے بعد فرماتے ہیں پھر میں صبح سویرے نماز فجر کے لیے مسجد میں حاضر ہوا۔ میرے بعد ایک بزرگ خلیفہ اکبر علی مسجد میں آئے اور مجھ سے پوچھا "کون ہے" میں نے کہا "عبدالمجید" وہ بڑے حیران ہوئے۔ وہ بار بار "خانصاحب، خانصاحب" کہہ کر پکارتے تھے۔ میرا خیال ہے کہ خلیفہ صاحب نے شاید یہ تصور کر لیا ہوگا کہ یہ مرگیا ہے اور چونکہ اسے مسجد سے لگاؤ تھا۔ اس لیے یہ روحانی طور پر حاضر ہو گیا ہے، کیونکہ وہ شام کو میری حالت زار دیکھ چکے تھے۔ آخر بہت دیر کے بعد انہیں یقین آیا کہ میں تندرست ہو کر زندہ سلامت مسجد میں حاضر ہوا ہوں۔ (حیاۃ الکمالۃ ص ۳۳، ۳۴)

کرامت ۵ : آشوبِ چشم کا علاج

بھائی تاج محمد خاں نمبردار جنڈ کے والے جو آجکل پپلاں ضلع میانوالی میں آباد ہیں بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میری آنکھیں دکھنی آ گئیں۔ حضرت قبلہ کی خدمت میں کرنال

حاضر ہوا۔ آپ نے پانی دم فرما کر دے دیا، اس کے چھینٹوں سے بالکل آرام آگیا اس بات کو چالیس سال سے زیادہ کا عرصہ گذر گیا۔ پھر آج تک آنکھ نہیں دکھی۔ نمبردار صاحب کہتے ہیں کہ میرے بچوں کو بھی کبھی یہ تکلیف نہیں ہوئی۔

کرامت ۶ : انگلی کے درد کا ایک عجیب درمان

مخدومی حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ کرنال میں ایک بزرگ سید غلام علی شاہ صاحب میرے استاد تھے۔ ایک دن وہ تشریف لائے تو بڑے پریشان تھے حضرت قبلہ نے سبب پوچھا تو بولے: رات میری اہلیہ کی انگلی میں اچانک درد اٹھا، وہ ساری رات تڑپتی رہی میں بھی نہ سو سکا۔ آپ نے پوچھا" کون سی انگلی ہے؟ پھر اپنی وہی انگلی پکڑ کر دم فرمایا۔ جب ماسٹر صاحب گھر پہنچے تو حیران رہ گئے۔ دیکھا، بیوی آٹا گوندھ رہی ہے۔ کہنے لگی کہ آپ کے جانے کے بعد مجھے اچانک "آپ ہی آپ" آرام ہو گیا۔

کرامت ۷ : باپ بیٹے کو تندرستی

حاجی عاشق علی صاحب جونڈلہ والے حال ساکن چیچہ وطنی نے بتایا کہ کرنال میں ایک مرزائی کا لڑکا بیمار ہو گیا۔ ہرچند علاج کیا مگر آرام نہ ہوا — ایک صاحب ماسٹر اللہ دیا نامی نے حضرت قبلہ کی حاضری کا مشورہ دیا۔ آپ نے پانی پڑھ کر پلایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اچھا کر دیا۔ یہ کرامت دیکھ کر وہ شخص اپنے عقائد سے توبہ کر کے حضرت کے حلقہ ارادت میں شامل ہوا۔

کرامت ۸ : طاعون سے نجات

حاجی عاشق علی صاحب نے ہی بتایا کہ ہمارے گاؤں جونڈلہ میں طاعون سے سینکڑوں

آدمی فوت ہوگئے۔ میں اپنے بھائی جمعدار عبدالرحمٰن کے ساتھ حضرت کی خدمت میں کرنال حاضر ہوا اور عرض کی : حضور! لوگ تو گاؤں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ ہم کیا کریں؟" آپ نے فرمایا۔" بھائی عاشق علی! گاؤں نہ چھوڑنا، مسجدیں ویران ہو جائیں گی"۔ نیز یہ بھی تلقین فرمائی کہ اگر کوئی شخص مر جائے تو اس کے کفن دفن کا ضرور انتظام کرنا، فقیر کی دعا تمہارے ساتھ ہے"۔ پھر حضور نے کرم فرمایا۔ ہر اتوار کو جونڈلہ تشریف لاتے ایسے مریض بھی تھے جنہیں سات سات گلٹیاں نکلی ہوئی تھیں۔ آپ ان پر مٹی کا ڈھیلا پھیرتے تو اسی وقت آرام آجاتا۔

حاجی صاحب نے مزید فرمایا کہ ایسا ایک شخص آج تک زندہ ہے جسے سات گلٹیاں نکل چکی تھیں اور جو کوئی دم کا مہمان نظر آتا تھا۔ اس کا نام محمد اسمٰعیل ولد فرزند علی ہے، اور پپلاں ضلع میانوالی میں رہتا ہے۔

✖ کشف قبور

کرامت ۹ : قصبہ مہم میں ایک مزار کا انکشاف!

حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ قصبہ مہم ضلع روہتک میں ایک زمیندار نے مسلسل تین رات تک خواب میں ایک بزرگ کو دیکھا کہ فرماتے ہیں تو میری چھاتی پر ہل چلاتا ہے۔ وہ بڑا پریشان تھا کہ کیا کرے۔ اتفاق سے اس نے سارا ماجرا بھائی اصغر علی روہتکی مرحوم کو سنایا اور انہوں نے حضرت سے عرض کیا۔ آخر ایک دن آپ مہم اس کے کھیت میں گئے۔ وہاں ایک جگہ چھڑی سے نشان لگا دیا کہ یہاں مزار بنا دو۔ وہ بہت خوش ہوا۔ پھر مزار بن گیا تو خواب میں وہی بزرگ آئے، اور اس زمیندار کو دعائے خیر دی۔

۵

کرامت ۱۰ : قصور میں ایک قبر کی نشاندہی

ایک دن قصور کے قبرستان میں ایک شخص کی فاتحہ خوانی کو گئے - متوفی کا لڑکا ساتھ تھا - حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں - اس نے ایک قبر کی طرف اشارہ کیا کہ یہ میرے باپ کی قبر ہے - اس پر حضرت قبلہ نے فرمایا، یہ تو ایک عورت کی قبر ہے جو مجھ سے پردہ کر رہی ہے - پھر اس لڑکے کو اپنی غلطی کا احساس ہوا، اور اس نے پہچان لیا کہ اس کے باپ کی قبر وہی ہے جو حضرت قبلہ نے بتائی -

کرامت ۱۱ : ایک سہروردی بزرگ کا فیضان

حاجی ذاکر علی صاحب نے بتایا کہ فتنۂ ارتداد کے زمانہ میں مجھے پاتی خورد ضلع گوڑگانواں میں تبلیغ کے لیے بھیجا گیا تھا - وہاں میں چوپال میں رہتا اور چھوٹوں بڑوں کو اسلام کے مسائل سکھاتا - میں نے کرنال عریضہ لکھا تو حضرت قبلہ تشریف لے آئے - مولانا عبدالمجید خانصاحب ایک دن پہلے پہنچ گئے تھے - ہم پیشوائی کے لیے ریلوے سٹیشن پر حاضر ہوئے - حضرت کو تانگہ پر سوار کرادیا، اور میں نزدیک کے کچے راستے سے پہلے آگیا - صبح سویرے از خود فرمایا جس راستے سے تم سٹیشن سے آتے وہاں ایک مزار شریف ہے وہ سہروردی سلسلہ کے فلاں بزرگ ہیں رات بھر ہمیں ان کا فیضان آتا رہا - تم وہاں آتے جاتے بیٹھا کرو - یہ بھی فرمایا کہ یہ بزرگ فلاں زمانہ میں ہوئے ہیں -

حاجی صاحب کہتے ہیں وہ ایک سپاٹ میدان تھا - چاروں طرف جال کے درخت تھے لوگوں کا خیال بھی نہ تھا کہ یہاں کوئی مزار شریف ہے -

کرامت ۱۲ : ماسٹر محمد شفیع صاحب کی روایت

ماسٹر محمد شفیع صاحب گوڑیانی والے فرماتے ہیں میرا تبادلہ موضع سیپل کا ہو گیا

سکول میں ایک حمام بنوایا مگر ہزار کوشش کے باوجود اس میں آگ نہ جلی۔ اس کے برابر میں ایک اور حمام بنایا تو اس میں پانی گرم ہونے لگا۔ حسنِ اتفاق سے حضرت قبلہ وہاں تشریف لے آئے۔ میں نے سب قصہ عرض کیا۔ بہت سے لوگ جمع تھے۔ آپ نے فرمایا "کسّی لاؤ" پھر پہلے حمام کو ڈھایا گیا تو نیچے سے ایک مزار کا نشان برآمد ہوا۔ آپ نے فرمایا: آگ نہ جلنے کی یہی وجہ تھی۔

کرامت ۱۳ : ایک بزرگ کے فیض کا اعلان

حضرت حافظ صاحب نے فرمایا: بھائی وجیہہ الدین جو قاضی حفیظ الدین صاحب روہتکی کے حقیقی بھائی تھے۔ قصبہ بادلی میں پٹواری تھے۔ وہاں ایک مزار شریف کے پاس ایک پرانی مسجد تھی۔ انہوں نے اس کی مرمت اور سفیدی کرادی پھر میلاد شریف کا اہتمام کیا۔ حضرت قبلہ وہاں تشریف لے گئے۔ دورانِ وعظ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ صاحبِ مزار بزرگ فرماتے ہیں اگر کوئی بے اولاد شخص یہاں روزانہ چالیس رات چراغ جلائے تو صاحبِ اولاد ہو جائے۔ بھائی وجیہہ الدین کے گھر کوئی بچہ نہ تھا۔ آپ سے یہ بشارت سن کر انہوں نے اس پر عمل کیا، تو اللہ تعالےٰ نے ان کے گھر ایک لڑکی دی جو ابھی تقریباً سال بھر کی ہو کر ملتان میں فوت ہوئی۔

کرامت ۱۴ : طاعون سے شہید ہونے والا نوجوان

جونڈلہ کے جمعدار عبد الغفور کا اکلوتا بیٹا وفعدار محمد خورشید فوج سے چھٹی پر گھر آیا۔ آتے ہی طاعون میں مبتلا ہوا۔ اس کا گلا بند ہو گیا۔ آخر اسی حالت میں انتقال ہو گیا اس کا باپ نیم پاگل ہو گیا۔ اسے گمان تھا کہ کسی نے میرے بیٹے پر جادو کر دیا ہے۔ جمعدار صاحب کی درخواست پر حضرت قبلہ ہمارے گاؤں تشریف لائے اور خورشید مرحوم کی

قبر کے پاس مراقبہ کیا پھر فرمایا: "محمد خورشید کہتے ہیں کہ میرے والد صاحب کو بتا دیجئے مجھ پر کسی نے جادو نہیں کیا۔ میرے گلے کے نیچے گلٹی نکل آئی تھی۔ جس کی وجہ سے زبان رک گئی تھی۔ اب انھیں صبر کی تلقین کر دیجئے، میں ہر طرح سے خوش ہوں۔"

کرامت ۱۵: حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سے ہم کلامی

مخدومی حضرت حافظ صاحب نے مرزا عبدالرب صاحب ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج (جو تقسیم برصغیر کے بعد کسٹوڈین بھی بنے) سے روایت کی کہ میری پہلی بیوی فوت ہو گئی۔ انہی دنوں حضرت قبلہ کے قدموں کے ساتھ دربار داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حاضری ہوئی۔ راستہ میں میں نے حضرت سے عرض کیا کہ "جناب داتا صاحب سے دریافت فرمائیں میری شادی کب اور کہاں ہو گی؟" واپسی پر حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا۔ "حضرت داتا صاحب فرماتے ہیں: آپ کی شادی اتنے عرصہ میں دہلی میں ہو گی" مرزا صاحب کا بیان ہے کہ "میں نے عرض کیا، حضور میں لاہور کا رہنے والا دہلی سے میرا کیا واسطہ اس کے بعد مرزا صاحب نے بتایا۔ "پھر اتفاق سے میرا تبادلہ روہتک کا ہو گیا اور وہاں کچھ ایسے اسباب بنے کہ نواب سراج الدین احمد خاں سائل کی صاحبزادی سے شادی ہو گئی۔"

کرامت ۱۶: حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب کی بشارت!

مرزا عبدالرب صاحب کی شادی دہلی ہو گئی۔ ایک دفعہ حضرت قبلہ دہلی تشریف لے گئے۔ حسن اتفاق سے مرزا صاحب بھی وہیں تھے۔ مرزا صاحب حضرت قبلہ کی رکاب سعادت میں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضر ہوئے جب وہاں سے فاتحہ پڑھ کر لوٹے تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ مرزا صاحب حضرت خواجہ صاحب آپ کو بیٹے کی خوشخبری دیتے ہیں اور ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ اپنے سے بیٹا پیارا ہوتا ہے۔ آپ بچے کا نام

"غلام محمود" رکھا۔ یہ بچہ اس وقت بیرسٹرایٹ لا ہے اور کوئین روڈ لاہور میں رہائش پذیر ہے

علمِ خواطر

کرامت ۱۷ : دل کی باتیں

صوبیدار عبدالحی صاحب کالونی حال آباد ہارون آباد بتاتے ہیں کہ کالونی میں ایک لڑکا سخاوت نامی میرا ہم عمر تھا۔ وہ بزرگان دین کی شان میں بہت گستاخیاں کرتا۔ ایک دفعہ جب حضرت قبلہ ہمارے گاؤں میں تشریف لائے تو میں نے اسے کہا کہ میرے ساتھ چل اور دیکھ کہ اولیاء اللہ کی کیا شان ہے۔ وہ بولا، میں کچھ سوال کروں گا۔ اگر تسلی بخش جواب مل گئے تو مانوں گا۔ میں نے کہا: تجھے سوال کرنے کی نوبت ہی نہیں آئے گی۔ اور جواب مل جائے گا۔ وہ بولا: پھر تو میں اپنا مذہب چھوڑ کر تمہارے عقیدے کو اختیار کر لوں گا۔ پھر اس نے تیرہ سوال لکھے اور ہم دونوں خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضرت کی خدمت میں اور بھی بہت سے لوگ بیٹھے تھے اور آپ کا سلسلۂ پند و موعظت جاری تھا کہ آپ نے دورانِ کلام بغیر پوچھے ایک ایک کرکے سخاوت کے تو سوالوں کے جواب دے دیئے۔ پھر میری توجہ کسی اور طرف ہو گئی اور وہ موقع پا کر کھسک گیا۔ پھر جب بھی ملتا تو اعتراف کرتا کہ واقعی بزرگ ہیں۔ اس کے باوجود اپنے عقائد باطلہ سے توبہ نہ کی۔ آخر ۱۹۶۵ء میں رینالہ خورد میں اسی بدعقیدگی کے ساتھ فوت ہوا۔

کرامت ۱۸ : زائرین کے ناموں کا علم

مولوی محمد شفیع صاحب لابلی والے اور ماسٹر رحمت اللہ صاحب لابلی والے بیان کرتے ہیں۔ ایک دفعہ حضرت قبلہ موضع چٹا پور میں رونق افروز تھے۔ لابلی

سے ہم کافی یارانِ طریقت نماز عشاء پڑھ کر حضرت کا وعظ شریف سننے کیلئے بچڑا پور کو چلے - اندھیری رات تھی - راستہ میں ایک بھائی حیدر خان بولے کہ حضرت آپ کو تو اچھی طرح جانتے ہیں، مجھے کیا جانتے ہوں گے - اسی طرح ایک اور شخص کرم علی بولا کہ نام تو کبھی ہمارا بھی نہیں پوچھا - خیر! بچڑا پور پہنچے حیدر خاں سب سے آگے تھے - جب حضرت قبلہ کے قریب پہنچے تو فرمایا " بھائی حیدر آ گئے! ہم سب حیران رہ گئے - پھر کرم علی خاں کا نام لے کر فرمایا - " بھائی کرم علی آپ بھی آگئے"۔

کرامت ۱۹: اصلاح نیت

حاجی ذاکر علی صاحب نے بتایا ایک دفعہ حضرت قبلہ نے دریافت فرمایا: علی پور شریف کون کون چلے گا، میرے دل میں آیا کہ حضور قبلۂ عالم کے لنگر شریف میں عمدہ عمدہ کھانے ملتے ہیں، میں بھی چلوں گا - حضرت قبلہ نے فرمایا: نیت تو زیارت کی کرو کھانے تو مل ہی جائیں گے -

کرامت ۲۰ - ایک اور روایت

مولانا عبدالمجید خانصاحب لکھتے ہیں کہ کالانور میں ایک شخص نے بھائی فضل حسین خاں صاحب اور چند احباب کو علیحدہ لے جا کر کہا کہ میں ایک بات آپ لوگوں سے بیان کرتا ہوں اور پھر حضرت کی خدمت میں چلتے ہیں - دیکھیں حضرت بغیر دریافت کئے اسی مسئلہ کا تذکرہ فرماتے ہیں یا نہیں - اس کے بعد ہم خدمت اقدس میں حاضر ہوئے - مولانا عبدالمجید صاحب فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر ہے یہ امر بلا مبالغہ ہے کہ جوں ہی ہم خدمت اقدس میں حاضر ہوئے حضرت نے اسی مبحث پر نہایت بسیط و مدلل وعظ ارشاد فرمایا - سب حیران و ششدر

رہ گئے اور وہ معترض مان گیا کہ بے شک اولیائے کاملین ایسے ہی ہوتے ہیں"

تحیاۃ الکمالاۃ ص۵۳

غیبی امور کی خبر اور پیشین گوئیاں

کرامت ۲۱ : سٹیشن سے قیام گاہ تک!

حضرت پیر سید ولی محمد شاہ صاحب شاہ آبادی حال آبادوٹاں فرماتے ہیں ۔ ایک بار حضرت قبلہ شاہ آباد تشریف لائے ۔ محمود خاں صاحب کے مکان پر رہائش کا انتظام تھا آپ ریلوے سٹیشن سے سیدھے قیام گاہ پر جا کر ٹھہرے حالانکہ کسی نے نہیں بتایا کہ کہاں جانا ہے۔

کرامت ۲۲ : آگے اور پیچھے کی خبر!

حضرت شاہ صاحب موصوف نے ہی فرمایا۔ سٹیشن سے چلتے وقت آپ کا کمبل ایک شخص نے لے لیا۔ آپ آگے تھے، وہ پیچھے ۔ رات کا وقت تھا۔ اس شخص نے بے احتیاطی کی ۔ کمبل زمین پر لٹک رہا تھا۔ آپ ٹھہر گئے اس شخص کو ہدایت کی پھر روانہ ہوئے۔

کرامت ۲۳ : ماسراپا انتظار او منتظر

مولانا عبد المجید خانصاحب نے لکھا ہے کہ ایک سال حضرت حسب معمول بہت سے خدام کے ساتھ علی پور شریف جا رہے تھے ۔ جمعہ کا دن تھا۔ سیالکوٹ پہنچے بعض احباب بولے ، جمعہ یہاں ادا کرلیں ۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ حضور قبلہ عالم شہنشاہ علی پوری نے بھی ہمارے انتظار میں جمعہ نہیں پڑھا ہوگا ، دربار شریف میں حاضر ہو

کر ہی پڑھیں گے۔ اسکے بعد خانصاحب لکھتے ہیں۔ واقعی حضور قبلہ عالم قدس سرہ نے ہمارے پہنچنے کے بعد ہی جمعہ پڑھا۔

کرامت ۲۴ : گمشدہ گھوڑی کی بازیابی

مولانا عبدالمجید خانصاحب لکھتے ہیں ایک دفعہ میری گھوڑی گم ہوگئی۔ دس روز تک خوب تلاش کی۔ آخر صبر کرلیا۔ پھر جمعہ پڑھنے روہتک حاضر ہوا۔ واپس اپنے گاؤں جا رہا تھا۔ میں پیدل، بھائی عبدالحمید سوار۔ انہوں نے ہرچند کہا کہ میں ان کی گھوڑی لے لوں۔ مگر مجھے گوارا نہ ہوا۔ راستہ میں کچھ لوگ روہتک جاتے ہوئے ملے۔ میں نے ایک کاغذ کے پرزہ پر حافظ شیرازی کا یہ شعر

تو دستگیر شو اے خضر پے خجستہ کہ من
پیادہ می روم و ہمرہاں سوار انند

حسب حال لکھ کر ان کے بدست خدمتِ حضرت قبلہ میں ارسال کیا۔ دوسرے دن ہی ڈاک سے حضرت کا کرامت نامہ ملا۔ جس میں لکھا تھا "اطمینان رکھو گھوڑی مل جائیگی"۔ اسی شام کو تھانہ سانپلہ سے اطلاع ملی کہ آپ کی گھوڑی بہادر گڑھ کے پھاٹک مویشیاں میں بند ہے۔ جلد پہنچکر لو۔ ورنہ نیلام کردی جائے گی

(تحیاۃ الکمالاۃ ص ۴۲-۴۳)

کرامت ۲۵ : مہمان کی آمد کا علم

صوبیدار عبدالحی صاحب نے بتایا کہ میں چھٹی ساتویں جماعت میں پڑھتا تھا کہ شوق زیارت نے مجبور کیا اور روہتک سے ریل پر سوار براستہ دہلی کرنال روانہ ہوگیا۔ یہ میری زندگی کا پہلا سفر تھا۔ رات سر پر آرہی تھی۔ میں بڑا پریشان تھا۔ کہ اتنے بڑے شہر میں حضرت کا مکان شریف کیسے ڈھونڈوں گا۔ اسی گھبراہٹ

کے عالم میں کرنال سٹیشن پر اُترا۔ گیٹ پر پہنچا تو ایک دم جناب حافظ صاحب پکار اٹھے۔ "عبدالحی" آپ کی آواز سن کر میری جان میں جان آئی۔ میں نے پوچھا "آپ کیسے آئے"۔ تو حافظ صاحب نے جواب دیا " قبلہ اباجی نے بھیجا ہے کہ حبا ؤ عبدالحی آرہا ہے اسے سٹیشن سے لے آؤ"۔ جناب حافظ صاحب نے یہ بھی فرمایا: کہ "حضرت نے ابھی کھانا بھی نہیں کھایا اور فرمایا ہے کہ عبدالحی کے آنے پر سب مل کر کھائیں گے"۔

کرامت ۲۶: قبل ولادت بیٹے کی بشارت اور نام رکھنا

حاجی عاشق علی خانصاحب نے بتایا کہ میرے تین چار بچے فوت ہو چکے تھے میری والدہ میری اہلیہ کو لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور دعا کی التجا کی حضرت نے خاص شفقت اور توجہ فرمائی اور ارشاد ہوا۔ "جاؤ انشاء اللہ لڑکا ہوگا۔ اور اس کا نام محمد ذاکر رکھنا (اب ماشاء اللہ محمد ذاکر صاحب خود صاحب اولاد ہیں)

شیطانی کاموں سے بچانا

کرامت ۲۷- شطرنج سے خواب میں توبہ کرائی

مولانا عبدالمجید خانصاحب خود اپنا واقعہ لکھتے ہیں کہ مجھے شروع شروع میں شطرنج کا بہت شوق تھا۔ ایک دن صبح سے ظہر تک کھیلتا رہا۔ نماز ظہر پڑھی پھر کھیلنے لگا۔ عصر کے لئے اٹھا۔ نماز کی نیت باندھی تو یہ حال تھا کہ ظاہر میں سب ارکان ادا ہو رہے تھے مگر دماغ میں وہی شطرنج کی چالیں تھیں۔ ایک دم خیال آیا کہ اگر مرتے وقت بھی معاذ اللہ شطرنج ہی ذہن میں رہی تو بخیر خاتمہ کا خدا حافظ۔ اسی ادھیڑ بن میں سو گیا۔ رات کو خواب میں حضرت قبلہ کی زیارت ہوئی۔ آپ نے

میرا ہاتھ پکڑا، اور فرمایا "توبہ کر" - میں نے سوچا کہ میں تو بیعت کر چکا ہوں اب یہ توبہ کیسی ؟ آپ نے فرمایا کہو "الٰہی توبہ، الٰہی توبہ، شطرنج سے توبہ" میں نے توبہ کی - اتنے میں آنکھ کھل گئی تو زبان سے "توبہ، توبہ" نکل رہی تھی اور پسینہ چھوٹ رہا تھا، اور الحمد للہ! کہ پھر اس کے بعد شطرنج وغیرہ لہو ولعب کی طرف مطلق دھیان نہ رہا - لطف یہ کہ اگلے دن ہی حضور نے ایک کرامت نامہ صادر فرمایا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ لذت ذکر کے آگے سب نفسانی لذتیں ہیچ ہیں (حیاۃ الکمالاتؒ ۸۹)

کرامت ۷۸ : پتنگ بازی چھڑانے کا عجیب واقعہ

قاضی حفیظ الدین صاحب کے بھتیجے حسین الدین مرحوم بھی حضرت کی خدمت میں رہے - حضرت حافظ صاحب نے ان کی روایت بیان کی کہ ایک دن حضرت سبزی ترکاری کے پیسے دے کر کچہری تشریف لے گئے - میں ان کی ڈور پتنگ لے آیا - اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ آپ خلاف معمول وقت سے بہت پہلے آ رہے ہیں میں سمجھا کسی نے شکایت کر دی - ڈر کے مارے جھٹ پتنگ دری تلے چھپا دی آپ نے آتے ہی فرمایا : "بھئی ہمیں بھی پتنگ دکھاؤ" - میں نے لاعلمی ظاہر کی - فرمایا "دری کے نیچے کیا ہے ؟" اب میں سمجھا کہ مخبری نہیں یہ تو کشف باطنی ہے - آخر پتنگ نکال دی - آپ نے خود اس میں ڈور باندھی اور فرمایا "جاؤ اب اڑاؤ" میں خوشی خوشی دوڑا گیا، اور پتنگ لڑانے لگا - اب یہ حال تھا کہ جو پتنگ سامنے آئی، آن کی آن میں کٹ کر رہ گئی - لڑکے بولے : تو نے لوہے کا تار باندھا ہوا ہے - انہوں نے خوب دیکھا بھالی کی، مگر تار کیسا - وہ تو کچھ اور ہی بات تھی - آخر ہم فتح کے شادیانے بجاتے گھر آئے پھر خیال آیا، ایسی جیت اب کہاں نصیب! بس اسی دن سے توبہ کر لی اور پھر کبھی پتنگ کو ہاتھ نہیں لگایا۔

کرامت ۲۹ : بدکاری سے باز رکھنا

صوبیدار عبدالحی صاحب نے ایک طویل قصہ لکھ کر بھیجا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ ایک دفعہ گھر سے بے اجازت ایک سو ساٹھ روپے لے کر سیر کے لیے دہلی چلے گئے۔ ابتدائی عمر اور ناتجربہ کاری۔ وہاں ایک آوارہ لڑکے کے اڑے چڑھ گئے۔ اس نے پہلے تو تاریخی عمارات کی سیر کرائی اور آخر ایک رات طوائفوں کے بازار میں لے گیا۔ صوبیدار صاحب کہتے ہیں۔ میں حیران تھا کہ یہ مجھے کہاں لے جا رہا ہے۔ اس نے مجھے ایک کوٹھے پر چڑھنے کو کہا۔ آگے آگے میں پیچھے پیچھے وہ۔ میں پانچ سات سیڑھیاں چڑھا تھا کہ سامنے سے ایک زبردست دھکا لگا۔ میں اس لڑکے پر گرا اور وہ دروازے پر۔ میں تو وہاں سے سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا۔ وہ بھی پیچھے پیچھے بھاگا اور پوچھتا رہا "کیا ہوا، کیا ہوا"۔ میں نے کہا: "میں توبہ توڑنے والا تھا۔ مگر شکر ہے کہ میرے پیر و مرشد نے مجھے بچا لیا"۔

صوبیدار صاحب کہتے ہیں: وہاں سے میں سیدھا کرنال حاضر ہوا تو حضرت نے بری صحبت سے بچنے اور بے ضرورت سفر کرنے سے منع فرمایا۔

مریدوں کی روحانی امداد

کرامت ۳۰ : بھیڑیئے سے حفاظت :

مولوی عبدالمجید خاں صاحب لکھتے ہیں۔ میں ایک دفعہ روہتک حاضر خدمت ہوا لیکن گھر میں اہلیہ کو بیمار چھوڑ کر گیا تھا، اس لیے بارش اور اندھیری رات کے باوجود رخصت مانگی۔ حضور نے فرمایا، موسم ٹھیک نہیں، رات ہو گئی ہے۔ سات میل اندھیرے اور باد و باراں میں جانا مناسب نہیں۔ مگر پھر میرے قلبی اضطراب اور بے چینی کو دیکھتے ہوئے اجازت بخشی اور اپنا کمبل عنایت فرمایا۔ میں وہ کمبل

اوڑھ کر روانہ ہو گیا۔ ابھی دو میل سفر طے کیا تھا کہ اچانک ایک درندہ جو غالباً بھیڑیا تھا۔ بڑی ڈراؤنی آواز کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ اسی وقت بجلی چمکی اور میں نے دیکھا۔ کہ حضور میرے سامنے رونق افروز ہیں۔ پھر وہ جانور اچھل کر برابر سے نکل گیا۔ مولانا عبدالمجید صاحب لکھتے ہیں۔ مجھے اس خطرہ سے بچنے کی اتنی مسرت نہ تھی جتنی اس جمال باکمال سے خوشی ہوئی۔ تجلیاتِ الکمالات ۲۶

کرامت ۳۱ : نماز تہجد کے لیے بیدار کرنا۔

حاجی عاشق علی خانصاحب فرماتے ہیں۔ بیعت کے وقت میری عمر پچیس سال تھی۔ حضور نے تہجد پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ میں نے عرض کی۔ حضور مجھ سے تو صبح سویرے اٹھا نہیں جائے گا۔ آپ نے فرمایا " بھائی عاشق علی جس نے نماز پڑھوانی ہوگی وہ خود ہی اٹھائے گا۔" حاجی صاحب کہتے ہیں۔ پھر کئی سال تک یہ حال رہا، کہ روزانہ نفلوں کے وقت آپ مجھے بیدار کرا جاتے۔ یہاں تک کہ عادت پختہ ہو گئی۔

کرامت ۳۲ : آدھی رات مراقبہ کرانا۔

ماسٹر محمد شفیع صاحب بتاتے ہیں : ایک رات موضع سیل میں دیہاتیوں کے سامنے فوائد علم پر تقریر کرتے ہوئے رات کے تقریباً ساڑھے بارہ بج گئے میں ان دنوں مسجد میں مقیم تھا، آکر نماز عشاء پڑھی، بہت تھکا ہوا تھا۔ سوچا اب مراقبہ کرنا تو بہت مشکل ہے۔ میں پلنگ پر آن لیٹا۔ میرا دراز ہونا تھا کہ حضرت قبلہ تشریف لے آئے اور میرے سینہ پر اپنا دستِ انور رکھ کر فرمایا۔" لو بھئی! ہم تمہارے ساتھ مراقبہ کریں گے "۔ پھر ذکر کی آواز اتنی بلند ہوئی کہ رات کو ہی مسجد

کے اردگرد لوگوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ لگ گئے۔ آخر میں جب ہوا تو لوگ سہمے سہمے میرے قریب آئے اور پوچھنے لگے "دوسری آواز کس بزرگ کی تھی"؟ پھر میں یوں ہی ادھر اودھر دوڑا۔ جب ذرا طبیعت قابو میں آئی تو خیال آیا کہ حضور تو کرنال میں ہیں!

خفیف آواز کا سن لینا۔

کرامت ۳۳۔ شاہ آباد کا ذکر

یہ شاہ آباد کا ذکر ہے حضرت پیر سید ولی محمد شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ آپ ہمارے یہاں تشریف لائے۔ آپ باہر برآمدہ میں تھے۔ اندر کے کمرہ میں سید بشارت علی اور بھائی مشتاق صاحب نے بالکل چپکے چپکے مشورہ کیا کہ حضرت کے ساتھ واپسی میں کچھ گنے کر دیئے جائیں۔ وہ باہر آئے تو آپ نے ازخود فرمایا "نہیں گنوں کی کوئی ضرورت نہیں"۔ حالانکہ حضور ثقل سماعت کی وجہ سے بہت اونچا سنتے تھے، مگر یہ بات اتنی دور اور آہستگی سے ہوئی پر آپ نے سن لی

توجہ مبارکہ کا اثر!

کرامت ۳۴۔ نمبردار عبدالرحمٰن پر توجہ!

حضرت قبلہ کے ایک مخلص مرید حافظ منیر الدین بہادر گڑھی ایک دفعہ آپ کے قدموں کے ساتھ علی پور شریف حاضر ہوئے۔ ان کے والد میاں عبدالرحمٰن نمبردار کو یہ بات بہت ناگوار ہوئی۔ انہوں نے اپنے بیٹے کو سخت سرزنش کی کہ تو اسطرح "آوارہ" پھرتا ہے۔ دنیا کا کام دھندا بھی تو کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شان تھوڑے عرصہ بعد حضرت بہادر گڑھ تشریف لے آئے تو یہ نمبردار صاحب بھی بیعت ہو گئے۔ وہ حلقہ میں حضور کے عین سامنے بیٹھے تھے اور پہلی ہی توجہ

کا ان پر یہ اثر ہوا کہ دعا کے وقت اور سب کو تو ہوش آگیا۔ مگر وہ بے ہوش پڑے رہے۔ بڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو اپنے صاحبزادے حافظ منیر الدین سے بولے "میں تو حضور کے ساتھ ہی جاؤں گا۔ مال مویشی گھر بار تم ہی سنبھالو" (حیاۃ الکمالاسعد صفحہ ۴۵-۴۶)

کرامت ۳۵ : راجہ گلاب خانصاحب پر نظر کرم

مخدومی حضرت حافظ صاحب نے فرمایا۔ راجہ گلاب خانصاحب مرحوم افسر مال ہو کر رہتک گئے اور قلعہ پر مکان لیا۔ ان دنوں حضرت بھی قلعہ میں ہی رہتے تھے۔ راجہ صاحب کا بیان ہے کہ ہم رات کو چارپائیاں کرسیاں وغیرہ بچھا کر باہر سڑک پر بیٹھا کرتے تھے اور حضرت صاحب وہیں سے گذر کر نماز عشاء کو جاتے۔ ایک دن از خود میرے دل میں خیال آیا کہ آخر میں بھی مسلمان ہوں۔ نماز مجھ پر بھی فرض ہے۔ یہ بزرگ روزانہ یہیں سے ہو کر جاتے ہیں۔ ہوتے ہوتے یہ خیال پختہ ہو گیا اور آخر ایک دن میں مسجد کو چلا ہی گیا۔ حضرت قبلہ صحن مسجد میں تھے۔ میں ابھی پا انداز میں کھڑا اپنے جوتوں کے تسمے ہی کھول رہا تھا۔ ایک دم حضرت سے آنکھیں چار ہوئیں اور میں غش کھا کر گر پڑا۔ پھر مجھے پتہ نہیں کیا ہوا۔

(اس توجہ شریفہ کی برکت سے راجہ صاحب حلقہ ارادت میں شامل ہو کر پابند شریعت نمازی، پرہیزگار بن گئے)

کرامت ۳۶ : ایک فاحشہ عورت کی اصلاح

مخدومی حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ مولوی مظہر علی خانصاحب

گوہانوی ہیڈ ماسٹر کے صاحبزادے عثمان خاں صاحب انجینئر نے بتایا ایک دفعہ میں حضرت قبلہ کے ساتھ روہتک سے بھٹنڈے کی طرف جانے والی گاڑی پر سوار ہوا۔ شاید اگلے سٹیشن پر ہی ایک فاحشہ عورت ہمارے ڈبہ میں سوار ہوئی۔ اس کے ساتھ اس کے سازندے بھی تھے جو اپنی ڈھولکیاں اور طبلے سارنگی لئے ہوئے تھے۔ وہ عورت بڑی بے باکی کے ساتھ بالکل حضرت کے برابر میں بیٹھ گئی اور اس پر طرہ یہ کہ سگریٹ سلگا کر کش لگانے! اور دھواں حضرت کی طرف چھوڑنے۔ عثمان خاں کہتے ہیں۔ اس کی یہ گستاخانہ حرکت اور حضرت کا حلم اور بردباری دیکھ کر میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ حضرت قبلہ نے میری بے قراری ملاحظہ فرمائی تو اچانک اس عورت کی طرف ہاتھ بڑھایا اس نے سمجھا کہ سگریٹ مانگ رہے ہیں۔ اور وہی سگریٹ جو پی رہی تھی آپ کی طرف بڑھا دیا۔ آپ نے سگریٹ لیتے ہی ایک دم باہر پھینک دیا۔ یہ ماجرا دیکھ کر اس عورت پر ایک سکتہ کا عالم طاری ہو گیا۔ حیرت کے مارے آپ کے چہرۂ انور کو تکنے لگی اور پھر فوراً قدموں میں گر پڑی اور زار و قطار رونے لگی۔ گاڑی تیزی سے اپنی منزل کی طرف دوڑ رہی تھی۔ اتنے میں جنید کا سٹیشن آ گیا۔ یہاں اس عورت نے اترنا تھا۔ اس کے ساتھی حیران پریشان تھے۔ انہوں نے اُسے جھنجھوڑا کر "بائی جی اترو سٹیشن آ گیا"۔ مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔ آخر انہوں نے اسے بصد مشکل اٹھایا۔ وہ حضرت کی طرف ہی ٹکٹکی لگائے ہوئے تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: "جاؤ مگر یاد رکھو کہ برا کام نہیں کرنا"۔ گاڑی چل دی مگر وہ برابر حضور کو دیکھتی رہی۔

خدمت کا انعام

کرامت ۳۷۔ عینک کا بدلہ

مخدومی حضرت حافظ صاحب نے مولٰنا عبدالمجید خاں صاحب سے روایت کی کہ ایک بار روہتک میں حضرت قبلہ جمعہ کے دن خطبہ کے لئے منبر پر رونق افروز ہوئے۔ تو آپ کے پاس عینک نہ تھی۔ میں نے جلدی سے اپنی عینک پیش کر دی۔ بعد نماز آپ نے عینک واپس دیتے ہوئے فرمایا: "بہت اچھی عینک ہے"۔ اس پر میں نے عرض کیا۔ "حضور اچھی چیز اچھوں کے پاس ہی ہونی چاہیئے"۔ اور وہ عینک واپس نہ لی۔ پھر انعام کیا ملا؟ مولانا عبدالمجید خاں صاحب کہتے ہیں۔ پھر مجھے ساری زندگی عینک کی ضرورت ہی نہ پڑی اور پنسل سے لکھا ہوا باریک سے باریک خط رات کو چاند کی چاندنی میں پڑھ لیتا ہوں۔

کرامت ۳۸: ایک درزی کا صلہ

حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ کرنال میں حسن علی نامی ایک درزی نے حضرت قبلہ کا ایک کوٹ یا قمیص تیار کی، مگر باوجود اصرار کے اجرت نہ لی۔ حضرت نے اس پر ایسی خاص توجہ فرمائی اور اللہ تعالٰے نے اپنے ولی کی خدمت پر اسے ایسی برکت عطا کی کہ وہ معمولی سلائی کا کام کر کے گذر اوقات کرنے والا امیر کبیر بن گیا۔

زبانِ حق ترجمان

کرامت ۳۹: رزق حلال اور رزق حرام

روہتک محلہ ڈبری کا ایک درزی دوست محمد نامی حاضر خدمت ہوا، اور

دعائے خیر کی درخواست کی۔ ارشاد فرمایا کہ گاہکوں کا جو کپڑا بچے، واپس کر دیا کرو حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ چند ماہ بعد پھر وہی صاحب آئے اور دوبارہ دعا کے لیے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: تمہیں ہدایت کی تھی کہ بچا ہوا کپڑا واپس دے دیا کرو۔ اب وہ بولا۔ حضور! یہاں رواج ہے کہ کپڑے کے ٹکڑے واپس کریں تو گاہک کہتا ہے اس کا رومال یا ٹوپی بنا دو اور اس زائد کام کی اُجرت بھی نہیں ملتی۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں تم ان چیزوں کے پیسے الگ لے لیا کرو۔ وہ وعدہ کر کے چلا گیا۔ خود دوست محمد کا کہنا ہے کہ آپ کی دعا سے اتنی برکت ہوئی کہ اس سستے زمانہ میں ایک مہینے میں تین سو روپے کمائے۔ یہاں تک ہوا کہ اس نے روپیہ جمع کر کے کئی موٹریں خرید لیں۔ اس کے بعد اس نے دوکان پر کئی کاریگر بٹھائے مگر وہ اس وعدہ کو پورا نہ کر سکے اور اس عہد شکنی کا وبال یہ ہوا کہ پھر اسی طرح بے برکتی شروع ہوئی۔ آئے دن موٹروں کے حادثے ہونے لگے اور اس طرح وہ سارا مال برباد ہو گیا۔ حتٰے کہ رہنے کا مکان تک بیچنا پڑا۔

کرامت ۴۰: خلاف مرضی نام سے بچہ بیمار ہو گیا (۱)

ملک فتح خاں صاحب ٹون کے گھر حضرت قبلہ کی دعا سے بچہ ہوا تو آپ نے "عطا محمد" نام رکھا۔ لیکن گھر میں اس کا نام "یوسف خاں" رکھ دیا گیا۔ پھر ملک صاحب نے عریضہ لکھا کہ بچہ بیمار ہو گیا ہے۔ آپ نے جواب دیا۔ "اصل صورت یہ ہے کہ یہ بچہ حضرات خواجگان سلسلہ کی برکت سے اس گھر میں بھیجا گیا ہے اور سلسلہ کی طرف سے عطا محمد نام تجویز کیا گیا، مگر وہ نام نہیں رکھا گیا بلکہ یہ تصور کر لیا گیا کہ جسطرح اور بچوں کے نام گھر کے بزرگ رکھتے ہیں، اس کا نام بھی اسی رواج سے رکھا جائے۔ اس وجہ سے سلسلہ کی طرف سے جو منجانب اللہ حفاظت کا ہاتھ اس پر تھا

نہیں رہا"۔ آخر اس کا نام عطا محمد ہی رکھا گیا۔

عطا محمد کی تعلیم خاندانی دستور کے مطابق ایچیسن کالج میں تجویز ہوئی تو وہ پھر بیمار ہوگیا۔ حضرت قبلہ نے ملک صاحب کی عرضداشت پر جواب لکھا کہ یہ بچہ سلسلہ کی برکت سے ہوا ہے اس کی تعلیم و تربیت اسلامی طریقے پر ہونی چاہیئے اور پہلے دینیات کی تعلیم دی جائے۔" پھر ملک صاحب نے حضرت کی ہدایت کے مطابق مولنا عبدالمجید خاں صاحب کو بچے کا اتالیق مقرر کیا۔

ان پاک ہستیوں کی پاک توجہ کی برکت تھی کہ عطا محمد صاحب کو بڑے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہونے کے باوجود ہمیشہ دین سے لگاؤ رہا۔ مخدومی حافظ صاحب فرماتے ہیں ایک بار میں لاہور میں ملک عطا محمد صاحب کی کوٹھی پر گیا۔ اس وقت وہ ڈی۔ آئی۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ڈی تھے۔ میں نے دیکھا کہ ان کے بچے ایک استاد سے قرآن پاک پڑھ رہے تھے اور جب ملک عطا محمد صاحب سے ملاقات ہوئی تو وہ معذرت کے انداز میں بولے۔" ذرا اجازت دیجئے نماز پڑھ آؤں۔" عصر کا وقت تھا۔

کرامت اہم: خلاف مرضی نام سے بچہ بیمار ہوگیا — (۲)

دہلی میں حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز نے مرزا عبدالرب صاحب کے گھر صاحبزادہ ہونے کی بشارت کے ساتھ ساتھ بچے کا نام بھی بتا دیا تھا — غلام مجدد (کرامت۔ ۱۵) لیکن رواج کے مطابق یہ بچہ اپنے ننھیال دہلی میں پیدا ہوا۔ ان کے نانا نواب سائل صاحب شاعر تھے۔ انہوں نے غلام مجدد کی بجائے کوئی تاریخی نام رکھ دیا۔ پھر مرزا صاحب کا خط آیا کہ" بچہ جس دن سے پیدا ہوا ہے بیمار رہتا ہے۔" آپ نے لکھا" معلوم ہوتا ہے کہ بچے کا نام حضور خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق غلام مجدد نہیں رکھا گیا۔" مرزا صاحب نے معذرت کی

اور بچے کا نام غلام مجدد ہی رکھ دیا گیا۔

کرامت ۴۲ : جنات سے خلاصی

صوبیدار عبدالحی صاحب بتاتے ہیں۔ میں غالباً پرائمری میں پڑھتا تھا کہ جنوں نے ہمارے گھر میں اینٹیں پھینکنی شروع کر دیں۔ تقریباً سال بھر تک یہ مصیبت رہی۔ روزانہ بڑی بڑی پکی اینٹیں ہمارے گھر میں برستیں۔ میرے والد صاحب نے بڑے بڑے عالم اور عامل دلی، میرٹھ اور امرتسر وغیرہ سے بلائے۔ ہزار جتن کئے مگر بے فائدہ۔ آخر ایک دن والد صاحب بولے: "بھئی تم ہی اپنے پیر صاحب کو لکھو۔ میں نے اسی دن ایک عریضہ ارسال خدمت کیا۔ چوتھے دن جواب آگیا۔ آپ نے لکھا تھا کہ تم خود بعد نماز فجر نہر سے پانی کی ایک بوتل بھر لاؤ اور اس پر چاروں قل شریف اول آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف پڑھ کر دم کرو اور وہ پانی اپنے مکان کے چاروں طرف اور اوپر نیچے چھڑک دو۔ سات دن یہ عمل کرو پھر انشاء اللہ تمہارے گھر کبھی جنات کا اثر نہ ہوگا صوبیدار صاحب کہتے ہیں۔ یہ عمل تین چار دن ہی کیا تھا کہ اینٹیں آنی بند ہو گئیں۔ اور ہمیں اس بلا سے نجات مل گئی۔

کرامت ۴۳ : عاقبت بخیر ہونے کی خوش خبری

روہتک کے داروغہ محمد علی صاحب جو پہلے قاسم بیلہ میں رہے اور آج کل ملتان وارڈ ۲ میں ہیں۔ بتاتے ہیں کہ حضرت قبلہ مجھے فرمایا کرتے "انشاء اللہ آخر اچھا ہوگا" داروغہ صاحب بتاتے ہیں۔ اب میں تقریباً اسی برس کا ہوں۔ اور دیکھنے سے وہ اتنے معلوم نہیں ہوتے۔ نہایت تندرست اور چاق و چوبند ہیں۔ ویسے بھی ہر طرح سے خوشحال اور آسودہ اور انشاء اللہ خاتمہ بھی بالخیر ہوگا۔

غیر حسّی امور کا ادراک

کرامت ۴۴ : جھوٹ کا دھواں

حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں ایک روز میں کرنال کچہری میں حضرت کے کمرے میں بیٹھا تھا - ادھر جج صاحب کے کمرے میں کوئی مقدمہ پیش تھا - اچانک آپ نے فرمایا کہ " عدالت کی جانب والا دروازہ بند کر دو کیونکہ گواہ وغیرہ جھوٹ بول رہے ہیں اور ان کے جھوٹ کا دھواں یہاں آرہا ہے جس سے دل پر کدورت آجاتی ہے ——— اللہ اللہ کیا صاف آئینہ ہے ۔

کرامت ۴۵ : نماز کا نور

ایک دفعہ ایک سید صاحب آئے اور تنگ دستی کی شکایت کی - آپ نے فرمایا : اللہ تعالیٰ وارث اور کارساز ہے ، سب کام ہوجائے گا - پھر فرمایا "میر صاحب ! نماز عصر پڑھ لی ہے ؟" وہ بولے : حضرت جی ! ابھی پڑھ کر آیا ہوں" آپ نے کچھ سکوت کے بعد فرمایا : "میر صاحب ! فقیر کی عادت پردہ دری کی نہیں مگر کہیں مرض بڑھ نہ جائے اس لیے گستاخی کرتا ہوں - آپ کے چہرہ پر نماز کا نور نہیں آیا ۔" پھر ساتھ ہی یہ بھی فرمایا : "جھوٹ روزی کو کم کرتا ہے ۔"[۱]

کرامت ۴۶ : بے گناہ کو مارنے کی سزا

روہتک محلہ پردھاناں کے حشمت علی صاحب حوالدار (حال آباد ملتان) نے ایک دن خدمت اقدس میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ میرے ہاتھ میں سخت درد ہے - ہرچند علاج کرایا مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا اور کسی طرح بھی چین نہیں آتا -

[۱] ان سید صاحب کا مفصل حال کرامت ۵۵ میں ملاحظہ ہو۔

آپ نے بلا تامل ارشاد فرمایا: اس ہاتھ سے کسی بے گناہ کو مارا گیا ہے اور یہ اسی کی سزا ہے۔ حوالدار صاحب کو سوچتے سوچتے آخر یاد آیا کہ ہاں ایک ملزم کو ناحق زد و کوب کیا تھا، پھر اس سے جا کر معافی مانگی تو درد جاتا رہا اور بالکل آرام ہو گیا۔

رعب اور دبدبہ

کرامت ۷۴: ہندوؤں کے چیلنج کا جواب!

حاجی عاشق علی صاحب راوی ہیں کہ کرنال میں ایک دفعہ ہندوؤں نے عام چیلنج دے دیا کہ جس مسلمان کا دل چاہے ہم سے مناظرہ کرلے۔ شہر کے لوگ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی آپ ہی اسلام کی لاج رکھیے۔ آپ نے فرمایا میں اپنی بات تو کہہ سکتا ہوں مگر ان کی باتیں کیسے سنوں گا۔ لوگوں نے مجھے کہا تو میں نے عرض کیا "حضور! آپ اپنی بھی کہہ سکتے ہیں اور ان کی بھی سن سکتے ہیں" آخر آپ نے فرمایا: اچھا فقیر کے نام سے اشتہار لگا دو۔ جب آپ کی طرف سے مباحثہ کا اعلان ہوا تو شہر کے ہندو اپنے پنڈتوں کے پاس گئے۔ اور کہا جس بزرگ نے اشتہار لگوائے ہیں یہ تو تمہاری زبان بند کر دیں گے۔ اب مقابلہ نہ کرو۔ پنڈت بولے۔ اچھا ہم ان سے مل لیں پھر دیکھا جائے گا۔ جب وہ آپ کے پاس آئے تو آپ نے انہیں احسن طریق سے دعوت اسلام دی اور از خود ہی ان کے پوشیدہ اعتراضات کے جواب دینے شروع کر دیئے۔ یہ کرامت دیکھ کر وہ بولے: ہم نے آج تک ایسا بھگت نہیں دیکھا۔ اگر ہمیں دنیا کا ڈر نہ ہوتا تو آج ہی مسلمان ہو جاتے۔

رحمت کی بارش

کرامت ۴۸: قحط سالی میں بارش کی دعا

حاجی عاشق علی صاحب کا ہی بیان ہے کہ ایک دفعہ ہمارے علاقہ میں سخت کال پڑا۔ بارش بالکل نہ ہوئی۔ غلہ چارہ نہ ملنے کی وجہ سے درختوں کے پتے بھی ختم ہو گئے۔ آخر لوگوں نے مشورہ کیا کہ ضلع سہارن پور میں جوگہ چھیل پہاڑی پر مویشی لے جائیں۔ لوگوں نے مجھے کرنال بھیجا۔ میں ایک رقعہ لے گیا۔ حضور تین دن کی چھٹی لے کر جونڈلہ آئے۔ گاؤں میں میلاد شریف کی محفل ہوئی رات کے ڈیڑھ بجے کے قریب مجلس کے بعد آپ نے دعا کی اور فرمایا۔ سب لوگ تہجد پڑھیں۔ تھوڑی دیر کے بعد فجر کا وقت ہو گیا۔ ابھی نماز فجر پڑھ ہی رہے تھے کہ بارش شروع ہو گئی۔ سب لوگ بھیگ گئے۔ تین دن تک متواتر مینہ برستا رہا۔ کچے مکان گرنے لگے۔ لوگ پھر دوڑے آئے کہ حضور اب تو مکانات گرنے لگے۔ چاروں طرف پانی ہی پانی نظر آ رہا ہے۔ اس وقت حضور نے مجھ سے فرمایا۔ "بھائی عاشق علی! لوگ تو کسی طرح بھی خوش نہیں ہوتے۔ جب بارش بارش پکار رہے تھے اب کہتے ہیں بند ہو جائے۔

مقدمات میں دستگیری

کرامت ۴۹: جائیداد میں لڑکیوں کا حصہ۔

حاجی عاشق علی صاحب کہتے ہیں۔ میرے تایا اللہ دیا خاں نے اپنی جائیداد اپنی تین لڑکیوں کے نام منتقل کر دی تو گاؤں کے لوگ مخالف ہو گئے کہ یہ بات رواج کے خلاف ہے۔ پھر ان لڑکیوں پر مقدمہ دائر کیا گیا۔ حضرت صاحب

کرنال تشریف فرما تھے۔ ہم نے آپ کی خدمت میں سارا معاملہ پیش کیا کہ حضور ہماری برادری میں لڑکیوں کو جائیداد دینے کا رواج نہیں اور شریعت میں ان کا حق مقرر ہے اب گاؤں کے لوگ ہمارے دشمن بن گئے ہیں۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ جس چیز سے اللہ تعالیٰ اور رسولِ پاک صلے اللہ علیہ وسلم خوش ہوں۔ اس میں آخر فتح ہوتی ہے۔ نیز فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں لڑکیوں کا حصہ تو سنہری حرفوں میں لکھا ہوا ہے۔ حاجی صاحب کہتے ہیں۔ یہ معاملہ ہائی کورٹ تک گیا۔ مگر الحمد للہ آخر حق کی ہی جیت ہوئی اور حضور کی بشارت کے مطابق ان لڑکیوں کا حق تسلیم کر لیا گیا۔

رزق میں برکت

کرامت ۵۰: کھانا زیادہ ہو گیا۔

ماسٹر محمد افضل خاں گوڑیانی والے کہتے ہیں، ایک دفعہ حضور گوڑیانی تشریف لائے۔ ناچیز نے ضیافت کی تو حضور نے قبول فرمائی۔ میں نے پانچ چھ آدمیوں کا کھانا تیار کرایا اور خدمت عالی میں حاضر ہوا۔ اس وقت بہت سے پیر بھائی بیٹھے تھے۔ آپ نے فرمایا: "بھئی سب چلو"۔ چنانچہ سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے گھر پہنچے تو میرے والد صاحب نے مجھے ملامت کی کہ کھانا تو پانچ چھ آدمیوں کا ہے اور تو اتنے مہمان لے آیا۔ اگر یہی بات تھی تو پہلے سے بتایا ہوتا، اور انتظام کر لیتے۔ اتنے میں حضور نے ارشاد فرمایا: "بھائی! بسم اللہ کر کے کھانا لے آؤ" ماسٹر افضل صاحب قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ سب لوگوں نے خوب سیر ہو کر کھایا مگر کھانا پھر بھی بچ رہا۔

کرامت ۵۱: دودھ کم مکھن زیادہ

حاجی عاشق علی صاحب کہتے ہیں۔ میرے ماموں لیسین خاں کھیرڑی (ضلع رہتک)

والے نے بتایا کہ ایک دفعہ میری بھینس کو نظر لگ گئی - دودھ دینا بند کر دیا۔ ہماری خوش قسمتی ان دنوں حضرت صاحب ہمارے گاؤں میں تشریف فرما تھے - میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا - آپ نے آٹے کے پیڑے پر دم کیا - ایک تعویذ بھی دیا - بھینس کو آٹا کھلانا تھا کہ اس نے فوراً دودھ دینا شروع کر دیا - میں آدھا دودھ حضرت کی خدمت میں لے گیا - آپ نے بھی نوش فرمایا اور دوسرے حاضرین کو بھی پلایا - صبح ہم حیران رہ گئے کہ باقی دودھ میں سے روزانہ سے دوگنا مکھن نکلا - اللہ اللہ! دودھ پہلے سے کم مگر مکھن زیادہ۔

کرامت ۵۲: چنوں کے کھیت میں برکت

ڈرائنگ ماسٹر غلام محمد صاحب (جو طویل عرصہ تک روہتک میں حضرت سے فیض یاب ہوتے رہے اور قیام پاکستان کے بعد کئی سال شاہ عالمی لاہور میں پاک سٹینڈرڈ کالج میں رہے - ابھی اکتوبر ۱۹۶۵ء میں وصال ہوا) کا بیان ہے کہ روہتک میں ایک پیر بھائی محمد علی نامی رنگ ریز تھے، ان کی تھوڑی سی زمین بھی تھی ایک دن انہوں نے مجھے کہا "بھائی! کسی طرح حضور کو میرے کھیت میں لے چلو تو میں بھی برکت حاصل کروں" میں نے عرض پیش کی۔ حضور نے اتوار کا دن رکھا۔ بھائی محمد علی ایک بیل گاڑی لے آئے، اور حضور بہت سے یاروں کے ساتھ اس کے کھیت میں پہنچے - اس عاشقِ صادق نے کھیت میں پہنچتے ہی نیچے کپڑے بچھا دیئے۔ سب بیٹھ گئے تو وہ جلدی سے ہرے ہرے بوٹ توڑ لایا - پانی بھر کے لایا - پھر تھوڑی دیر بعد پکے پکے چنے لاکر ان کے ہولے بنائے - واپسی سے پہلے بولا حضور اب اپنے نورانی قدموں سے میرے کھیت کو پامال کیجئے - آپ اٹھے ہم بھی ساتھ ہی چلے - ہم فصل کو بچا بچا کر پاؤں رکھتے مگر وہ اصرار کرتا نہیں پودوں

پرے چلو اوران کو روند دو۔ ماسٹر صاحب فرماتے ہیں۔ میں جی ہی جی میں اسکی عقیدت پر تعجب کر رہا تھا۔ ساتھ ہی افسوس کر رہا تھا کہ اس نے اپنے جنون میں سال بھر کی کمائی برباد کر دی۔ بات یہیں ختم نہیں ہوئی۔ جب شام کو لوٹنے لگے تو محمد علی نے بوٹوں کے گٹھے بنانے شروع کئے اور ہر پیر بھائی کو ایک ایک گٹھا دیا کہ یہ گھر بچوں کے لئے لے جاؤ۔ تھوڑے دنوں کے بعد میں حضور کی بیٹھک میں حاضر تھا کہ وہی بھائی محمد علی ایک بڑی سینی اٹھائے حاضر ہوئے اس میں مصالحہ دار گھونگنیاں تھیں۔ وہ سب یاروں میں تقسیم کر دی گئیں۔ حضور نے دریافت کیا "چنے کتنے ہوئے" وہ بولے "حضور پچھلے سال سے پچیس من زیادہ ہوئے۔

کرامت ۵۳: فصل میں دائمی برکت

حاجی عاشق علی صاحب نے بتایا میں حضور کی صاحبزادی صاحبہ کی شادی میں شرکت کے لئے قصور حاضر ہوا۔ یہ گندم بونے کا وقت تھا۔ کئی دن بعد آیا تو زمین سخت ہو گئی تھی اور اس میں کاشت کا امکان نہ رہا تھا۔ میرے والد صاحب بھی بہت ناراض ہوئے۔ دوسرے لوگ بھی بولے۔ اب تمہاری فصل نہیں ہو سکتی۔ میں نے بسم اللہ کر کے بیج ڈال دیا۔ لوگ بولے: بیج بھی کیوں ضائع کرتے ہو۔ میں نے کہا۔ انشاءاللہ! ہماری فصل ضرور ہو گی۔ کوئی ایک مہینے کے بعد حضرت صاحب ہمارے گاؤں تشریف لائے۔ رات کو ہمارے گھر محفل میلاد شریف ہوئی۔ صبح مراقبہ کے بعد حضرت نے خود ہی فرمایا: بھائی عاشق علی آپ کے والد صاحب ناراض ہوتے اور دوسرے لوگ طعنہ دیتے ہیں آؤ مربعہ میں چلیں۔ ناشتہ کے بعد حضرت گھوڑی پر سوار ہوئے۔ میں نے گھوڑی مربعہ کے بیچ میں جا کر کھڑی کر دی۔ آپ نیچے اتر آئے اور آنکھیں بند کر کے دعا فرمائی۔ آپ کی مبارک دعا کا اثر

تھا کہ پھر ہماری زمین جیسی گندم سارے علاقہ میں نہیں ہوتی تھی اور صرف گندم ہی نہیں ہر فصل میں برکت دیکھی۔

کرامت ۵۴ : بادل کا سایہ، آپ کا ذکر باعث رحمت

مولانا عبدالمجید خانصاحب جو حضرت کی توجہ مبارکہ سے ایک صاحب کمال بزرگ ہوئے۔ تحیاۃ الکملاۃ میں لکھتے ہیں کہ بھائی عبدالحمید اور میں بھالوٹ سے روہتک خدمت عالی میں حاضر ہوا کرتے۔ سات میل کا سفر تھا، گرمی کا موسم ہوتا۔ اکثر بھائی عبدالحمید گرمی سے بے چین ہوکر فرماتے: "بھائی حضرت کا ذکر اور حالات بیان کرو تاکہ بادل کا سایہ ہو جائے"۔ خانصاحب لکھتے ہیں: "یہ امر واقعہ ہے اور بلا مبالغہ لکھا جاتا ہے کہ جب کبھی حضرت صاحب کے حالات میں نے شروع کئے فوراً بادل سایہ کرتا تھا اور ہم دونوں بھائی بآرام اپنے گاؤں پہنچ جایا کرتے تھے۔ تتنزل الرحمۃ عند ذکر الصالحین۔ نیکوں کا ذکر کرنے کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ (تحیاۃ الکملاۃ صفحہ ۲۲۹)

تصرّف باطنی

کرامت ۵۵ : ماسٹر محمد شفیع صاحب کی آپ بیتی

ماسٹر محمد شفیع صاحب گوڑیانی والے حال آباد ملتان اپنی آپ بیتی سناتے ہیں کہ شروع شروع میں مجھے پیری مریدی سے سخت نفرت تھی، میں اپنے گاؤں کے سکول میں پڑھاتا تھا۔ ہمارے اول مدرس منشی برکت علی کلانوری حضرت قبلہ کے غلاموں میں سے تھے۔ وہ ذکر اذکار مراقبہ وغیرہ کرتے، میں ان کا مذاق اڑاتا اور

کہتا "یہ کیا سوں سال لگا رکھی ہے" انھوں نے ایک لڑکا عبدالشکور بھی بیعت کرا دیا۔ پھر تو مجھے بڑا ہی غصہ آیا اور انھیں کہا "خبردار! ہمارے بچوں کو ایسے کاموں میں نہ ڈالنا" وہ بے چارے خوش اخلاقی سے ہنس کر ٹال دیتے

ماسٹر صاحب کہتے ہیں۔ ایک دن میرا کوٹ کرسی پر ٹنگا ہوا تھا۔ منشی جی نے اس کی جیب میں چپکے سے رسالہ انوار الصوفیہ ڈال دیا۔ چھٹی ہوئی۔ میں کوٹ کاندھے پر ڈال گھر پہنچا۔ وہاں رسالہ نظر پڑا۔ کھولا تو سب سے پہلے حضرت کا ہی مضمون تھا۔ آپ کا پتہ بھی لکھا تھا۔ میں نے مضمون شروع کیا۔ ابھی آدھا ہی پڑھا تھا کہ دل نے فیصلہ کر لیا کہ اصلی پیر ہیں تو یہ ہیں، اور ارادہ کر لیا کہ مرید ہونا ہے تو ان کا ہی ہونا ہے۔ اسی وقت دو دن کی رخصت لے پہلی گاڑی سے کرنال پہنچ گیا۔ حضور کی تلاش میں تھا۔ ایک بڑے میاں سے پوچھا کہ سیشن جج کے ہیڈ کلرک صاحب کہاں رہتے ہیں؟ وہ بولے: بیٹا وہ تو بڑے بزرگ ہیں ذرا ادب سے بولو۔ میں دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا شکر کر رہا تھا کہ ایسی پاک ہستی ملی۔ خیر انھوں نے اشارے سے حضرت کا کمرہ بتایا۔ ادھر حضرت قبلہ نے اپنے مصاحبوں سے فرمایا: "ہمارے ایک مہمان تلاش میں ہیں ہم انھیں لینے اُٹھتے ہیں" حضرت وہاں سے اٹھے، دروازے تک آئے۔ اتنے میں یہ خادم بھی زینے پر چڑھ چکا تھا۔ چہرہ مبارک پر نظر پڑتے ہی تڑپ گیا۔ آپ نے دور سے ہی فرمایا: "آؤ بھائی محمد شفیع سوں سال والوں میں آہی گئے" یہ سنتے ہی میں بے اختیار رونے لگا۔ آپ نے سینہ سے لگا لیا۔ پھر اپنے صاحبزادے حافظ نور احمد صاحب سے فرمایا: "بھائی محمد شفیع کو وضو تو ہے۔ ایک لوٹا پانی اور لا دو، تازہ وضو کر لیں گے" میں اپنے جی میں سوچ رہا تھا کہ مولیٰ کریم نے پیر کامل دے دیا۔ آخر حضور کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل ہوا۔

اس کے بعد ماسٹر صاحب بتاتے ہیں - میں نے حضرت سے یہ بھی عرض نہیں کیا تھا کہ چھٹی کتنی ہے اور دل میں تہیہ کرلیا تھا کہ جب آپ خود اجازت بخشیں گے تبھی جاؤں گا - دوسرا دن ختم ہو رہا تھا - شام کا کھانا کھا چکے تو صاحبزادہ صاحب سے فرمایا - "بھائی محمد شفیع صاحب کی دو دن کی چھٹی تھی وہ پوری ہو چکی - انہیں ٹانگے پر سوار کراؤ - فلاں گاڑی سے جائیں گے اور کل صبح صبح آٹھ بجے اپنی ڈیوٹی پر پہنچ جائینگے" یہ ہے بزرگوں کی شان!

تصرّفِ ظاہری

کرامت ۵۶ : نماز کے لئے گاڑی روک لینا

ایک دفعہ علی پور شریف سے واپسی پر حضرت نے لاہور کے پلیٹ فارم پر مغرب کی جماعت شروع کرائی - سامان گاڑی میں رکھا جا چکا تھا - حاجی عاشق علی صاحب کہتے ہیں - ہم حضور کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے - کہ گاڑی چل دی سب لوگ نیت توڑ توڑ کر گاڑی میں بیٹھ گئے - مجھے بھی خیال آیا کہ نیت توڑ دوں مگر اللہ پاک کا شکر ہے فوراً یہ بات ذہن میں آگئی کہ جب میرے پیر و مرشد نماز میں ہیں - تو مجھے بھی آپ کی اقتداہی کرنی چاہیئے - جب سلام پھیرا، تو حضور مسکرائے - گاڑی جا چکی تھی -

قدرت کا کرشمہ دیکھئے - تھوڑی دور جا کر انجن خراب ہو گیا اور گاڑی ٹھہر گئی - پھر بعض یار گاڑی سے اتر کر بھاگے آئے کہ حضور گاڑی کھڑی ہے - پھر آپ اطمینان سے سوار ہوئے - تب انجن بھی ٹھیک ہو گیا۔

کرامت ۵۷ : گاڑی ٹھہرانے کا ایک اور واقعہ

کلورکوٹ ضلع میانوالی سے موضع کیوڑک (کرنال) کے ماسٹر نور محمد صاحب

لکھتے ہیں۔ ایک بار کرنال حاضر ہوا۔ مجھے سخت پریشانی تھی۔ حضور نے تسلی دی، اور بنفس نفیس اندر سے کھانا لاکر رکھا۔ پریشانی کی وجہ سے میرا ہاتھ روٹی کی طرف نہیں بڑھتا تھا۔ حضور مسکراتے جاتے تھے اور لقمے توڑ توڑ کر میرے منہ میں ڈالتے جاتے تھے۔ میں نے عرض کیا۔ حضور! روٹی رہنے دیجئے گاڑی جانے والی ہے۔ اب تو شاید سٹیشن کو جانے والا تانگہ بھی نہ ملے۔ آپ نے فرمایا: "اطمینان رکھو، گاڑی بھی مل جائے گی" اجازت لے کر چلا، راستے میں جو ملتا یہی کہتا اب گاڑی کہاں مل سکتی ہے۔ میں بدحواسی کے عالم میں سٹیشن پر پہنچا۔ دیکھا تو گاڑی کھڑی ہے جلدی سے ٹکٹ لے سوار ہوگیا۔ ایک پاؤں رکھا ہی تھا کہ گاڑی کھسکنے لگی بمشکل دوسرا پاؤں اندر رکھا۔ مسافر کہہ رہے تھے کہ گھنٹہ بھر لگ گیا۔ گارڈ کتنی دیر سے جھنڈی دکھا رہا تھا۔ اب انجن درست ہوا میں سمجھ گیا یہ میرے حضرت کا تصرف تھا۔

معاشی کفالت

کرامت ۸۰ : بے مشقت روزی کا انتظام

یہ روہتک کا قصہ ہے۔ ایک روز ایک سید صاحب ضامن علی نامی آئے اور عرض کیا۔ حضور میرے بال بچے بھوکے پیاسے سرائے میں بیٹھے ہیں میرا ذریعہ معاش کوئی نہیں، میں اپنے نانا جان حضور سردار دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ دیتا ہوں اس مصیبت میں میری دستگیری فرمایئے۔ اللہ اللہ! یہ سنتے ہی حضرت نے اپنی جگہ انہیں گاؤ تکیہ کے سہارے بٹھایا۔ اور بے حد تعظیم و تکریم فرمائی۔ پانچ روپے کا نوٹ نکال کر دیا اور فرمایا میر صاحب فی الحال بال بچوں کے کھانے پینے کا بندوبست کراؤ انشاءاللہ ملازمت کا

بھی کوئی انتظام ہو جائے گا۔ وہ بولے میں نہ تو یہ روپے لیتا اور نہ ہی نوکری کرتا۔ آپ خدا رسیدہ بزرگ ہیں مجھے تو بغیر مشقت کے روزی دلوا دیجئے کیمیا کا نسخہ بتلا دیجئے یا دست غیب کا وظیفہ فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا: دیکھئے میر صاحب! ہم بھی ملازمت کرتے ہیں اور محنت سے حلال روزی کمانا اور اللہ پاک کی یاد کرنے میں لگے رہنا ہی سب سے بڑی دولت ہے۔

لیکن وہ اسی بات پر اڑے کہ میں تو بغیر محنت روزی لے کر ٹلوں گا خیر جوں توں کر کے اس وقت وہ سید صاحب تو چلے گئے مگر حضرت کا دھیان ادھر ہی رہا۔ پھر اسی وقت چوہدری شافع علی خاں رئیس گوہانہ کو تحریر فرمایا کہ ذیلداری کے لئے تمہارے مقابلہ میں اور بھی بہت لوگوں کی درخواستیں ہیں لیکن دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص مدد ہوئی ہے اور تمہاری ذیلداری اس شرط پر منظور ہوئی ہے کہ تم اور تمہاری اولاد سید ضامن علی کی کفالت کرو جب تک تم ان کے کفیل رہو گے ذیلداری تم سے نہیں جائے گی۔ اگلے دن ہی ذیلداری کا فیصلہ ہونے والا تھا۔ چوہدری صاحب دوڑے آئے اور عرض کی حضور مجھے یہ شرط منظور ہے۔ میں میر صاحب کے کھانے کپڑے مکان وغیرہ تمام ضروریات زندگی کا ذمہ لیتا ہوں اور ان کو کسی قسم کا کوئی کام نہیں کرنا پڑے گا۔ چوہدری شافع علی نے مزید عرض کیا۔ حضور! آپ نے تو ہماری لاج رکھ لی۔ اگر ذیلداری ہمارے مخالفوں کو مل جاتی تو سخت بدنامی ہوتی۔ غرض میر صاحب کو بے مشقت روزی مل گئی اور چوہدری صاحب اسی دن ذیلدار ہو گئے۔ پھر خدمت سادات کرام کی برکت سے روز افزوں عزت پاتے رہے۔ ممبر کونسل اور آنریری مجسٹریٹ بھی بن گئے۔

کرامات بعد وصال

کرامت ۵۹ : مقدمہ سے رہائی

ایک تھانیدار نے حاجی عاشق علی صاحب کے صاحبزادے محمد ذاکر پٹواری علاقہ چیچہ وطنی کے خلاف ایک جھوٹا مقدمہ کھڑا کر دیا مگر وہ بدستور اپنا کام کرتے رہے۔ حاجی صاحب کہتے ہیں لاہور قادر بخش صاحب مجسٹریٹ کی عدالت میں پیشی کے لیے میں اور محمد ذاکر دونوں گئے۔ پہلے ہم سلام کے لیے حضور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے۔ جب میں نے دربار شریف میں جانے کے لیے سیڑھیوں پر قدم رکھا تو اچانک میرے پیر و مرشد حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک مجسم دکھائی دی۔ میں کانپ گیا۔ حضور نے فرمایا: "گھبراؤ نہیں، سب خیر ہے" پھر تو میں نے محمد ذاکر کو بھی تسلی دی۔ آخر عدالت میں حاضر ہوئے۔ سرکاری وکیل بولا۔ یہ محمد ذاکر ہے نہ معطل ہوا ہے نہ برخاست اور اب تک اسی جگہ پٹوار کر رہا ہے۔ یہ تو سارے مقدمہ کو خراب کریگا۔ مجسٹریٹ نے نظر اٹھا کر دیکھا اور کہا یہ بات تو میرے اختیار میں نہیں یہ تو محکمہ مال چیچہ وطنی کا کام تھا۔ انہوں نے معطل کیوں نہ کیا۔ معلوم ہوتا ہے انہیں اس کا کوئی جرم ثابت نہیں ہوا۔ پھر محمد ذاکر سے کہا: جاؤ اطمینان سے اپنا کام کرتے رہو جب تک پھر نہ بلائیں آنے کی ضرورت نہیں۔

حاجی صاحب کہتے ہیں۔ تھانیدار اصغر علی جس نے یہ مقدمہ بنایا تھا وہ پاگل ہوگیا اور ڈھائی سال تک پاگل خانہ میں رہا۔ اسی لئے یہ مقدمہ برسوں لٹکا رہا۔ آخر وہ تھانیدار پیش ہوا۔ مجسٹریٹ نے پوچھا "تم کون ہو؟" وہ بولا "تھانیدار"۔ مجسٹریٹ نے کہا "خود رشوت لیتے ہو اور رشوت کے ہی مقدمے قائم کرتے ہو۔ نکل

جاؤ میری عدالت سے۔ میں محمد ذاکر کو باعزت بری کرتا ہوں" اور تھانیدار کو پانچ ہزار روپیہ جرمانہ اور دو سال قید کی سزا دی۔

کرامت ۶۰ : بابو بنیاد کی فریاد رسی

بابو بنیاد علی صاحب رہتک میں ڈی۔سی کے ریڈر تھے۔ ان پر ایک مقدمہ بن گیا۔ مجسٹریٹ نے سزا سنادی۔ خیر ضمانت ہوگئی۔ گھر آئے۔ حضرت قاضی حفیظ الدین صاحبؒ نے فرمایا: کرنال جاؤ اور روضہ شریف پر عرض کرو۔ حضور جب آپ اس دنیا میں ظاہر جلوہ فرماتے تو ہماری ہر طرح کی دستگیری فرمایا کرتے۔ اب بھی ہم آپ کے سوا کس سے فریاد کریں۔ بابو صاحب نے ایسا ہی کیا۔ قدرت کا کرشمہ دیکھئے۔ سیشن جج نے اپیل میں بری کر دیا۔

کرامت ۶۱ : ولادت فرزند کا مژدہ

صوبیدار عبدالحی صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت کے وصال شریف کے پانچ سال بعد میرا پہلا لڑکا پیدا ہوا۔ جب یہ متولد ہوا تو منشی ناطق صاحب میرے والد صاحب کے پاس آئے اور بولے: ابھی ابھی حضرت صاحب نے خواب میں فرمایا ہے کہ عبدالحی کے گھر لڑکا پیدا ہوگا اور اس کا نام سلیم احمد رکھنا والد صاحب یہ سن کر بڑے حیران ہوئے کہ دیکھو بیٹے کی بشارت بھی ہے اور ساتھ ہی نام بھی تجویز فرما دیا۔ (سلیم صاحب آج کل بنک آف بہاولپور میں ملازم ہیں)

کرامت ۶۲ : موزہ صندوق سے گرنے کی خبر

مخدومی حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت کے وصال شریف

کے بعد میری والدہ صاحبہ نے حضرت کے چرمی موزے ملا یعقوب خانصاحب کھیڑی نانگل والوں کو بطور تبرک دے دیئے۔ انہوں نے بڑے ادب سے صندوق میں رکھ دیئے۔ ایک دن ان کی بہو نے صندوق کھولا تو غفلت سے ایک موزہ باہر گر گیا۔ وہ سو گئی تو خواب میں حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا: "تو نے ہمارا ایک موزہ صندوق کے پیچھے ڈال دیا ہے۔" وہ اٹھی اور چراغ جلا کر دیکھا کہ واقعی ایک موزہ باہر ہے۔ جلدی سے اٹھایا اور ادب سے صندوق میں رکھا۔

کرامت ۶۳ : زندہ و پائندہ

حاجی امام الدین صاحب دہلوی نے لکھا ہے کہ ۷ اپریل ۱۹۶۵ء کو کرنال میں عرس شریف ہوا۔ دہلی وغیرہ کے زائرین مزار شریف پر ہی شب باش ہوئے رات کے تقریباً تین بجے اچانک ایک عجیب قسم کی روشنی ظاہر ہوئی۔ بجلیاں بند تھیں بعض خوش نصیب جاگ رہے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ مزار شریف کے سرہانے حضرت قبلہ رونق افروز ہیں۔ تبسم فرما رہے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد یہ جلوہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

کرامت ۶۴ : مغرور شرابی پہلوان کا انجام

دہلی سے حاجی امام الدین صاحب نے مزار شریف کے خادم اسماعیل صاحب کی زبانی لکھا ہے کہ تھوڑا عرصہ ہوا، کرنال میں ایک برات آئی۔ اس میں ایک پہلوان تھا وہ شراب کے نشہ میں مست مزار پاک کے اندر گھس گیا اور منع کرنے کے باوجود باز نہ آیا۔ چند لمحے میں اسے درد سر ہوا، پھر بخار۔ برات کے ساتھ واپس گھر پہنچا تو بال گر گئے، سارا جسم گل گیا اور اس میں سے بدبو آنے لگی۔ لوگوں نے

کہا۔ کرنال مزار شریف پر حاضر ہو کر معافی مانگ ۔ مگر اس میں ہمت نہ تھی ۔ آخر اسی حال میں مرگیا ۔

کرامت ۶۵ : نوری مشعلیں

ایک ہندو عورت حضرت کے مزار شریف کے پائنتی رہتی ہے ۔ اس نے حاجی امام الدین صاحب کو بتایا ۔ مزار شریف کے پاس جو کھجور کا درخت ہے ہم نے اس پر اکثر روشنی دیکھی ہے ۔ رات کو بارہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مشعلیں جل رہی ہیں ۔

کرامت ۶۶ : قبر میں مشکلکشائی

حضرت پیر سید ولی محمد شاہ صاحب نے فرمایا : کہ شاہ آباد میں ایک شخص کا انتقال ہوگیا ۔ وہ حضرت قبلہ کا مرید تھا اور حضرت کا کئی سال پہلے وصال ہو چکا تھا جب اس شخص کو لحد میں اتار گیا اور قبر بند کر دی گئی تو اچانک انبالہ چھاؤنی کی طرف سے ایک بزرگ نمودار ہوئے ۔ ننگے پاؤں تھے ۔ وہ بولے "سبحان اللہ ! پیر ہوں تو ایسے ہوں ۔" لوگوں نے پوچھا "کیا بات ہے ؟" وہ فرمانے لگے : "ابھی ابھی قبر میں منکر نکیر آئے تو فوراً ہی اس قبر والے کے پیر صاحب بھی آگئے اور انہوں نے ٹھیک ٹھیک جواب دلوا دیئے ۔" یہ سنکر سب لوگوں کو بڑی حیرت ہوئی ۔ اس نووارد بزرگ نے حضرت قبلہ کا حلیہ مبارک بیان کیا اور اس مرید کی شکل وصورت بھی بتائی ۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝

باب سوم

ارشاداتِ عالیہ

باب سوم : اِرشاداتِ عالیہ

عقائد

انسان کے لئے لازم ہے کہ سواد اعظم فرقہ ناجیہ اہلسنت والجماعت کے مطابق اپنے عقائد درست کرے تاکہ آخرت میں نجات پائے۔ اہلسنت کے خلاف عقیدے زہر قاتل ہیں اور انسان کو دائمی عذاب میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ حضرت قبلہ کے ارشادات عین کتاب وسنت کے مطابق ہیں انہیں سچے دل سے ماننے والا دونوں جہان میں کامیاب ہوگا۔

۱- وجود باری تعالیٰ حاجی عبدالحکیم صاحب ریٹائرڈ پوسٹ ماسٹر نے بتایا کہ میرے ایک کلاس فیلو اور رفیق کار بابو نصیر احمد صاحب ساکن ٹوہانہ ضلع حصار نے ایک دفعہ حضرت قبلہ سے سوال کیا۔ کیا آپ خدا تعالیٰ کا وجود دلائل سے ثابت کر سکتے ہیں؟ آپ نے بے ساختہ فرمایا۔ کیا آپ کے والد صاحب ہیں وہ بولے۔ ہاں! ، فرمایا: آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ آپ کے والد ہیں؟ وہ بولے، میں نے اپنی والدہ سے سنا، عزیزوں سے سنا، اور بہت سے لوگوں سے سنا۔ آپ نے فرمایا۔ جن لوگوں سے آپ نے سنا ہے وہ زیادہ سے زیادہ سو دو سو آدمی ہوں گے، اور آپ کو پورا یقین ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے پر تو کروڑوں آدمی گواہی دے رہے ہیں اور آپ پھر بھی نہیں مانتے! حاجی صاحب کا بیان ہے کہ مجھے بابو نصیر صاحب نے بتایا کہ یہ جواب سنکر میں نے فوراً عرض کیا حضور میں دہریہ ہو جاتا، آپ نے میرا ایمان بچا لیا۔

۲- توحید ورسالت اسلام کی بنیاد کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ

رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر ہے۔ اس مبارک کلمہ کے دو جزو ہیں۔ ایک لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ دوسرا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ پہلے حصہ کا نام توحید ہے، دوسرے کا رسالت حضرت قبلہ نے ایک بار ارشاد فرمایا کہ

"صرف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہنے والا ہرگز ہرگز نجات نہیں پا سکتا جب تک کہ وہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ نہ کہے۔"

نیز فرمایا کہ:

"حریم قدس بارگاہ خداوندی تک پہنچنے کا ایک اور صرف ایک ہی دروازہ ہے اور اس کا نام ہے باب محمدی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ کے بغیر کوئی شخص اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکتا۔"

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر!!
جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

آپ نے مزید فرمایا:

"اگر کوئی شخص محل سرائے میں باریابی کا خواہاں ہو تو اسے دروازہ سے ہی داخل ہونا پڑتا ہے اور اگر وہ دروازہ کی بجائے دیوار پر سے پھاندے یا نقب لگانے کی کوشش کرے تو چور اور مجرم قرار پائے گا اور سزا کا مستحق ہوگا۔"

آپ نے فرمایا:

"جو شخص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے در اقدس پر نہیں جھکتا وہ ہمیشہ بھٹکتا پھرے گا۔"

محمد عربی کابروئے ہر دو سرا است کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

۳۔ افضل الرسل صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز آپ نے ارشاد فرمایا، کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان تمام انبیائے کرام علیہم السلام سے ممتاز ہے جو اوصاف وکمالات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا ہوئے وہ کسی کو نہ ملے۔ دوسرے انبیائے کرام علیہم السلام کسی کسی صفت باری تعالیٰ کے مظہر تھے، مگر ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جامع جمیع صفات بلکہ مظہر ذات ہیں ؎

حسن یوسف، دم عیسیٰ، ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

۴۔ برزخ کبریٰ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ خالق تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان سب سے بڑا وسیلہ ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ عظمیٰ ہیں اور برزخ کبریٰ۔

حضرت قبلہ نے ایک دن ارشاد فرمایا کہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کے نام پاک "محمدؐ" میں دوسرا میم مشدد ہے۔ اور جس حرف پر تشدید ہو اس کا تعلق دونوں طرف ہوتا ہے۔ اپنے سے پہلے حرف سے بھی اور بعد کے سے بھی۔ اسی طرح اس میم کا علاقہ اور رابطہ "ح" سے بھی ہے اور "د" سے بھی پس معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ سے بھی تعلق ہے اور بندوں سے بھی۔ اُدھر سے فیض لیتے ہیں اور ادھر دیتے ہیں ؎

اُدھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شامل
خواص اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشدد کا

پچاس برس سے زیادہ عرصہ گذرا۔ فروری ۱۹۱۴ء کے انوار الصوفیہ میں حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مضمون مبارک بعنوان "حقیقت ایمان" شائع ہوا تھا۔ اس میں اس مسئلہ کو نہایت دلنشیں مثالیں دے کر واضح فرمایا ہے اور ثابت کیا

ہے کہ ساری مخلوق حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی محتاج ہے اور کسی کو بھی آپ کے وسیلہ کے بغیر کچھ بھی نہیں مل سکتا۔ ذیل میں وہ ایمان افروز مثالیں حرف بحرف نقل کی جاتی ہیں۔

مثال اوّل :

آفتاب سے جو شعاعیں اور کرنیں کرۂ ارض پر ہر لحظہ وہر آن گر رہی ہیں۔ یہ بھی بے واسطہ اور توسل نہیں گرتیں بلکہ آفتاب اور کرۂ ارض کے درمیان ایک ذریعہ ان کے لانے کا ہے جس کو اصطلاح علم طبعیات میں ایتھر (ETHER) کہتے ہیں گویا بغیر ایتھر کے کرۂ ارض بالکل تیرہ و تار ہے اسی طرح قلوب بنی آدم بے توسل اپنے واسطہ کے مبدار فیاض سے کوئی انوار و تجلیات کا فیض حاصل نہیں کر سکتے اور حقیقی ایمان و معرفت الٰہی کے حصول کا وسیلہ و ذریعہ وہ قلب اطہر و ذات انور ہے جس کو اصطلاح تصوف میں اُمّ الارواح اور برزخ کبریٰ کہتے ہیں۔

۔۔۔ (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ۔۔۔ وہ باعث ایجاد عالم وہ منبع و سرچشمہ فیوضات ازلی و ہدایت و ایمان سرمدی ہے۔ کوئی متنفس ہدایت یاب نہیں ہو سکتا جو اس سرچشمہ ہدایت سے روگردانی کرے۔ گویا کسی وجود تک نور ہدایت نہیں پہنچتا جو ایتھر معنوی کا وسیلہ اختیار نہ کرے۔ اس کے ثبوت میں خود مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ارشاد فرماتے ہیں (انا من نور اللہ والمومنون من نوری) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نور اقدس سے منوّر ہیں اور سارا جہان حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پاک سے روشن ہے۔ اس حدیث شریف سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ ایتھر انوار معنوی ہمارے آقا و مولیٰ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔

مثال دوسری

ہمارا کلام اور بات چیت ایک سے دوسرے تک پہنچنے کا ذریعہ ہوا ہے۔

اگر ہوا نہ ہو تو کوئی آواز متکلم سے مخاطب تک نہ پہنچ سکے اور اسکا تجربہ علمائے طبعیات بھی کر چکے ہیں پس جسطرح انسانی ہدایت بغیر ہوا کے ایک دوسرے تک نہیں پہنچ سکتی۔ اسی طرح قلبی نور ایمان مبدا فیاض سے قلب بشر تک بغیر وسیلہ حضرت حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پہنچنا محال ہے۔

مثال تیسری

اوپر کی دو تمثیلوں سے بنی آدم کے حصول فیض کا ذریعہ بتلایا گیا ہے۔ اس تیسری مثال سے ظاہر ہوگا کہ کوئی روئیدگی پھل پھول اس عالم میں نہیں رہ سکتا۔ اگر وہ کسی کے وسیلہ سے فیض حاصل نہ کرے۔ درختوں کو دیکھئے کہ وہ زمین سے اپنی غذا اناسیب شعری کے ذریعہ حاصل کر رہے ہیں۔ اگر یہ ذریعہ موجود نہ ہو تو کسی درخت کو غذا نہ پہنچے اور وہ خشک ہو جاوے۔

۵۔ احمد و محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے اسمائے مبارکہ[ل] میں سے ایک اسم مبارک **احمد** ہے اور ایک **محمد** صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان پاک ناموں کا ذکر شریف فرماتے ہوئے حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ **احمد** کے معنی ہیں بے حد تعریف کرنے والے اور **محمد** کے معنی بے حد تعریف کئے گئے۔ یعنی احمد وہ ہیں جنہوں نے اپنے رب تعالیٰ کی سب سے زیادہ حمد و ثنا کی اور محمد وہ ہیں جن کی ان کے رب کریم نے سب سے زیادہ توصیف و ستائش فرمائی۔

پھر فرمایا کہ اسم شریف **احمد** میں محبیت کا جلوہ ہے اور **محمد** میں

ل کتاب وسنت اور دوسری کتابوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے مبارکہ چارسو سے زائد ثابت ہیں۔ ملاحظہ ہو: مدارج النبوت طبع لکھنو جلد اول ص ۲۹۶ - ۲۹۶ باب ہفتم۔ تفصیل کے لئے دیکھئے مواہب لدنیہ وغیرہ۔

شانِ محبوبیت کا ظہور۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی سے آپ کی پہلی شان ظاہر ہوتی ہے اور مدنی زندگی دوسری شان کو نمایاں کرتی ہے۔ تیرہ سال تک مکہ معظمہ میں رہ کر تبلیغِ رسالت فرمائی۔ خویش و اقارب جانی دشمن ہو گئے۔ ایذا رسانی کی انتہا ہو گئی۔ حضور علیہ السلام خود فرماتے ہیں (لا اوذی نبیا مثل ما اوذیت) پھر آپ نے اپنے وطن مالوف کو خیر باد کہا۔ یہ شان عاشقی اور محبیت کی شان تھی۔ اس دور میں شانِ احمدی کا ظہور تھا۔ اور جب آپ نے یہ سب مرحلے استقامت اور بے مثال ثابت قدمی کے ساتھ طے فرما لئے تو اہل مدینہ نے آفتاب رسالت کو لبیک کہا۔ نصرت شعار انصار نے اپنی جان و مال حضور کے قدموں پر نثار کر دیئے۔ یہ شانِ محبوبی اور کمالِ محمدی کا ظہور تھا۔

۶۔ قدِ بے سایہ ایک روز ارشاد فرمایا کہ عالم ناسوت میں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان یہ ہے کہ آپ کا سایہ تک زمین پر نہ پڑتا تھا، کہ برابری اور مثلیت کا دعوٰے کر سکے۔ ع

بے سایۂ وسایبانِ عالم

اور عالم جبروت میں یہ مقام کہ غیر کی اصلاً گنجائش ہی نہیں۔ وہ قربِ خاص حاصل ہے کہ کوئی مقرب فرشتہ اور کوئی نبی مرسل بھی وہاں نہیں ہوتا۔[۱]

پھر فرمایا دراصل یہی وہ مقام ہے جسے لاہوت سے تعبیر کرتے ہیں۔ اسے عالمِ حقیقت محمدیہ کہنا بجا ہوگا۔

۷۔ ربِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جل جلالہٗ قرآن کریم میں ربِ ھٰرون و موسےٰ[۲] اور ربِ ابراھیم آیا ہے۔ اگرچہ ہارون علیہ السلام، موسےٰ علیہ السلام اور

---

[۱] حدیث مشہور لی مع اللہ وقت لا یسعنی ملک مقرب

[۲] قرآن مجید پارہ ۱۶ - رکوع ۱۲

ابراہیم علیہ السلام کا رب تو ایک ہی ہے (جلّ مجدہٗ) لیکن کل یوم ھو فی شان [1] شیونات لاتعین ہیں۔ اس کی شانیں بے شمار ہیں۔ کسی وقت وہ کسی شان سے جلوہ نما ہوا، اور کبھی اس نے کسی اور شان سے تجلّی فرمائی۔ لیکن سب سے نرالی اور سج دھج کی باعظمت شان وہ شان ہے جب کہ وہ ربِّ محمّد کہلایا [2] (جل شانہٗ و صلے اللہ علیہ وسلم)

۸۔ آئینہ جمال حق جلّ مجدہٗ

پھر ارشاد فرمایا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک آئینہ میں صرف چہرہ ہی نظر آتا ہے۔ دوسرا آئینہ اس سے زیادہ بڑا اور زیادہ روشن ہے اور اسی طرح بہت سے شیشے ہیں۔ ہر ایک کی صفت جداگانہ ہے۔ لیکن ایک آئینہ سب سے زیادہ بڑا اور سب سے زیادہ مصفا و مجلا ہے جس پر نہ گرد و غبار ہے نہ مکھی بیٹھتی ہے۔ نہ اس کی ضیاء و جلا میں کوئی کمی آتی ہے۔ اس میں ساری کائنات کا جلوہ نظر آتا ہے۔ وہ آئینہ ہے آئینہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

یہ توضیح مبین ارشاد نبوی کے مطابق ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انا مراۃ جمال الحق" یعنی میں حسن خداوندی کا آئینہ ہوں۔ عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب لکھا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور کی خوبیاں بیان کیں تو حضور علیہ السلام نے ان کی تصدیق فرمائی۔ ابوجہل نے معاذ اللہ عیب لگانے چاہے تو اسے بھی نہ جھٹلایا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی حیرانی اس طرح دور فرمائی کہ میں تو اللہ تعالیٰ کے جمال کا ایک چمکتا ہوا آئینہ ہوں جس میں ہر شخص کو اپنا ہی چہرہ دکھائی دیتا ہے۔

---

[1] پارہ ۲۷ رکوع ۱۲

[2] ولسوف یعطیک ربک میں اللہ تعالیٰ حبیب پاک صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں "تیرا رب" تجھے عنقریب اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے۔ یہی شان ہے جسے رب محمد فرمایا!

گفت من آئینہ ام مصقول دوست
ترکی و ہندی ببیند آنچہ اوست

۹۔ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ سفر حج میں ایک درویش حافظ کمال دین خاں نامی ہمارے ساتھ تھے وہ عالم بھی تھے۔ جب فریضۂ حج کے بعد ہم مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو ایک روز انہیں کچھ روپے کی ضرورت پیش آئی۔ وہ مسجد نبوی شریف میں کسی ساتھی سے روپیہ مانگ رہے تھے۔ پھر فرمایا: ہم نے اشارہ سے کہا حافظ صاحب! دربار عالی کے آداب کا پاس کیجئے۔ یہ کس شہنشاہ عالی شان کا دربار ہے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو حیات ہیں۔ حضور کے سامنے اس قسم کی حرکت بے ادبی ہے ۔ وہ حافظ صاحب ایک تو عالم تھے ہی، دوسرے حضرت کی روحانی توجہ کا ایسا اثر پڑا کہ انہوں نے فوراً اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور خوف زدہ ہو گئے۔ پھر جب تک مدینہ طیبہ میں رہے۔ ان پر محویت کا عالم طاری رہا[۱]

---

[۱] اس روح پرور واقعہ سے دربار رسالت کی عظمت خوب واضح ہے کہ بزرگان دین نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زندہ جاوید مانتے ہیں ؎

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ مرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

اور جس طرح ظاہری حیات طیبہ میں حضور کی مجلس شریف کا ادب بموجب قرآن مجید فرض تھا، آج بھی لازم جانتے ہیں۔ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے خلیفہ ابو جعفر منصور کو تنبیہ فرمائی تھی کہ حضور شہنشاہ کونین کے دربار اقدس میں اپنی آواز بلند نہ کرے اور یقین رکھے کہ حضور فداہ امی وابی آج بھی حقیقی حیات کے ساتھ زندہ ہیں (شفا قاضی عیاض مالکی، مدارج النبوۃ وغیرہ) نیز شہدا کی حیات نص قرآنی سے ثابت ہے۔ عقل سلیم کے لئے یہی ایک دلیل مسئلہ حیات النبی کو تسلیم کرنے کے لئے کافی ہے کیونکہ جب شہید زندہ ہیں تو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و

باقی بر صفحہ ۱۰۹

۱۰۔ "بارہ وفات" کہنا بے ادبی ہے مسئلہ حیات النبی کے ضمن میں ہی ارشاد فرمایا کہ بعض لوگ بارہ ربیع الاول شریف کو "بارہ وفات" کے نام سے پکارتے ہیں۔ وفات عرف عام میں موت کو کہتے ہیں اور یہ مکروہ لفظ ہمارے خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں کہنا گستاخ اور بے ادبی ہے۔

واضح رہے کہ کل نفس ذائقۃ الموت پر ہمارا ایمان ہے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ ضرور پورا ہوا مگر یہ فقط ایک آن کے لئے تھا، اور پھر اسی دم حیات حقیقی دائمی جسمانی عطا ہوئی۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد انکی حیات مثل سابق وہی جسمانی ہے

۱۱۔ نورِ محمدی ارشاد فرمایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پاک سے سارا عالم منور ہے اور کائنات کے ذرہ ذرہ میں نور محمدی جلوہ گر رہا ہے ؎

کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمدؐ کا نور ہے

اس ارشاد گرامی سے بھی مسئلہ حیات النبی خوب روشن ہو جاتا ہے۔ بھلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ سورج نہ رہے مگر اس کی روشنی باقی رہ جائے۔ اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ آفتاب رسالت تو روشن نہ ہو، مگر اس کے نور سے دنیا جگمگاتی رہے۔

۱۲۔ قول بشریت میں ایک نکتہ مئی ۱۹۲۲ء میں حضرت قبلہ نے علی پور شریف کے سالانہ جلسہ میں، ایک نہایت ہی معارف پرور

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۸) جن کے طفیل شہید کو شہادت کا بلند رتبہ اور حیات جاویدہ کا خزانہ ملا تو بدرجہ اولیٰ زندہ ہوں گے۔ حق تو یہ ہے ؎

نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے

وعظ فرمایا، اس کے دوران ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو ارشاد فرمایا (قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی) اس میں قل واحد کا صیغہ ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ فرمادیں کہ بس میں تو تمہارے ہی جیسا بشر ہوں لیکن قولوا نہیں فرمایا۔ لوگوں کو تو ایسا کہنے کا حکم نہیں دیا۔ اگر قولوا ہوتا تو البتہ لوگوں کو ایسا کہنے کا حق ہوتا۔

پھر فرمایا۔ کیوں صاحب! اگر ایک چپڑاسی، ڈپٹی کمشنر یا وائسرائے کو کہے کہ تو ہماری طرح کا سرکاری ملازم ہے تو کیا وہ آئینِ ملکی اور اخلاقِ انسانی کی رو سے مجرم نہیں ہے۔ ہاں وائسرائے اپنی زبان سے کہے کہ میں تمہاری طرح کا آدمی بادشاہ کا نوکر ہوں تو یہ اس کی تواضع ہے۔

۱۴۳ - روضہ مقدسہ عرش اعظم سے افضل ہے[1]

حضرت قبلہ کی مجلس مبارک میں ایک روز دیارِ حبیب کا تذکرہ ہو رہا تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا، کہ لوگ تو کعبہ کو جاتے ہیں مگر کعبہ معظمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ پاک کا شیدائی ہے۔

پھر ارشاد فرمایا۔ حقیقت یہ ہے کہ زمین کا وہ حصہ جس پر حضور سید کونین صلے اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے ہیں، اس کا رتبہ عرش و کرسی، خانہ کعبہ غرضیکہ ہر جگہ سے ارفع و اعلیٰ ہے اور اگرچہ یہ درست ہے کہ خانہ کعبہ بیت اللہ ہے اور حرم کعبہ میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ملتا ہے اور مسجد نبوی شریف میں پچاس ہزار کے برابر۔ مگر یہ ترجیح فقط مساجد میں ہے اور یہ مسجد حرام اور مسجد نبوی کا باہمی تقابل ہے۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مرقد انور یقیناً سارے جہان سے اونچی شان رکھتا ہے ؎

---

[1] روح البیان صـ ۴۳۷ جلد ۹

تو مگر ہے وہ زمیں اے خوابگاہِ مصطفٰے
دید ہے کعبے کو تیری حج کعبہ سے سوا

لطف سے خالی نہ ہوگا۔ اگر ہم یہاں جذب القلوب سے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے چند نورانی جملے نقل کر دیں۔ آپ روضۂ مطہرہ، خانہ کعبہ، مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چاروں کے فضل و شرف کی درجہ بندی کے بارے میں مختلف اقوال بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ:-

۱- قبر شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم مطلقاً مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ سے افضل ہے۔

۲- کعبہ شریفہ حضور سید کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کے سوا باقی شہر مدینہ طیبہ سے افضل ہے۔ اور

۳- باقی شہر مدینہ منورہ باقی شہر مکہ معظمہ سے افضل ہے۔

پھر حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ رہی یہ بات کہ مسجد حرام میں ثواب زیادہ ملتا ہے تو ممکن ہے کہ صرف یہ خاصیت تو مکہ مکرمہ کے ساتھ خاص ہو اور اسکے علاوہ طرح طرح کی کرامات، برکات اور اسلامی منافع مدینہ منورہ کے ساتھ مخصوص ہوں۔ نیز یہ کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مسجد نبوی میں دو رکعت نماز ادا کرنے سے کامل حج کا ثواب ملتا ہے۔ ملاحظہ ہو کہ مسجد نبوی میں شب و روز جتنے دوگانے ادا کئے جائیں گے اتنے ہی حج شمار ہوں گے اور کعبہ شریفہ کا حج تو سال میں صرف ایک بار ہی ہو سکتا ہے (جذب القلوب باب دوم ملخصاً)

اس مسئلہ میں سلف صالحین کا یہی عقیدہ ہے۔ حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

نے خصائص کبریٰ میں اسی کی تصریح فرمائی۔ حضرت شیخ اسمٰعیل حقی بروسوی رحمۃ اللہ علیہ نے روح البیان میں لکھا (ذالک المشہد الاعظم والمرقد الاکرم افضل من جمیع الاکوان من العرش والجنان) یعنی گنبد خضرا روضۂ مقدسہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تمام کائنات حتٰی کہ عرش اور جنت سے بھی افضل اور اعلیٰ ہے۔

۱۴۔ عالم ماکان و مایکون

حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا گیا ہے۔ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم گذرے ہوئے واقعات کو بھی جانتے ہیں اور آئندہ ہونے والی باتیں بھی آپ کے پیش نظر ہیں۔

اہلسنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ علام الغیوب نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ماضی اور مستقبل کے تمام علوم عطا کئے، اور آپ عطائے الٰہی سے تمام ماکان و مایکون کے عالم ہیں اور "نبی" کے معنی ہی یہ ہیں کہ وہ برگذیدہ ہستی جسے غیبی خبریں دی جائیں اور جو لوگوں تک وہ غیبی خبریں پہنچائے۔ بکثرت آیات و احادیث اس عقیدہ کی تائید کرتی ہیں۔

۱۵۔ "امی" لقب

حضور علیہ السلام کا عالم ماکان و مایکون ہونا بیان کرنے کے بعد حضرت قبلہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کو تمام کائنات سے افضل و برگذیدہ بنایا اور حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کو سب نبیوں سے افضل کیا۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت خود باری تعالیٰ نے اپنے علم ازلی سے فرمائی۔ حضور امی لقب ہیں اور امی کے معنی یہ ہیں کہ آپ نے کسی مکتب کسی مدرسہ میں کسی استاد سے علم نہیں سیکھا، نہ کوئی انسان نہ کوئی فرشتہ آپ کا استاد ہے، حتیٰ کہ جبریل علیہ السلام

بھی حضور علیہ السلام کے محتاج ہیں۔ حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے براہِ راست علم سکھایا۔ (علمنی ربی فاحسن تعلیمی۔ الحدیث)

اعلیٰ حضرت امیرِ ملت حضور قبلہ عالم محدث علی پوری قدس سرہٗ العزیز سچے اور جھوٹے نبی کی ایک پہچان یہ فرماتے ہیں کہ سچا نبی صرف اپنے خالق تعالیٰ سے علم حاصل کرتا ہے اور جو کسی انسان یا کسی اور مخلوق سے تعلیم پائے اور علم سیکھ کر نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا ہے۔ (ملفوظات امیرِ ملت قدس سرہٗ)

۱۶۔ خاتم النبیین حضرت قبلہ نے ایک نشست میں ارشاد فرمایا، کہ ہمارے آقا و مولیٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خطاب "خاتم النبیین" ہے (قرآن مجید پارہ ۲۲۔ رکوع ۲) ۔ لفظ خاتم کی ت پر زبر (فتحہ) ہو تو اس کے معنی ہیں مہر اور انگوٹھی اور اگر زیر (کسرہ) ہو تو مراد ہوگی ختم کرنے والے۔ اگر خاتَم پڑھیں تو مراد یہ ہوگی کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اس فردِ نبوت پر جو کہ آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک تیار ہوئی بطور مہرِ تصدیق کے ہیں۔ قاعدہ یہ ہے کہ جب کوئی دستاویز تحریر کی جاتی ہے تو اس کی تصدیق اور شہادت کے لئے آخر میں مہر ثبت کر دی جاتی ہے۔ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیائے سابقین علیہم السلام کی تصدیق فرمانے والے ہیں اور اگر خاتِم پڑھیں تو بھی مطلب واضح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سلسلۂ نبوت و رسالت کی تکمیل فرمانے والے ہیں۔ آپ نے قصرِ نبوت کو مکمل کر دیا۔

بہرحال خواہ خاتَم النبیین بفتح تا پڑھیں یا خاتِم النبیین بکسر تا۔ نتیجہ ایک ہی نکلتا ہے اور وہ یہ کہ حضور رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ربُ العزت جل جلالہٗ کے آخری نبی ہیں۔ اب قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں آسکتا۔ جمہور اہلِ اسلام کا یہی عقیدہ ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کا قربِ قیامت میں آسمان سے زمین پر آنا ختمِ نبوت

کے منافی نہیں، کیونکہ آپ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شریعت پر ہی عمل کرینگے۔

۱۷- ولایت پر تو نبوت ہے

جس طرح الوہیت کے کمالات آئینۂ نبوت سے منعکس ہوئے۔ انوار نبوت ولایت کے شیشے میں چمکے۔ حضرت قبلہ نے حدیث قدسی (کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق - میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا۔ پھر جب میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں تو میں نے خلقت کو پیدا فرمایا) پر کلام فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اس جمیل حقیقی جل شانہٗ نے اپنی پہچان کرانے کے لئے سب سے پہلے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا۔ سب سے پہلی تجلی اسی نور پاک کی تھی۔ وہی نور پاک جو آدم علیہ السلام سے لے کر عیسٰی علیہ السلام تک جملہ انبیائے کرام علیہم السلام کی پیشانیوں میں جلوہ افروز رہ کر ہدایت عالم کا کام کرتا رہا۔ اب چونکہ نبوت تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی آئندہ قیامت تک وہ نور پاک اولیائے کرام کے قلوب میں جلوہ گر ہو کر ہدایت و عرفان کے چشمے جاری کرتا رہے گا۔

اسی سلسلہ میں فرمایا ؎

نکو رو تاب مستوری ندارد
چو دربندی ز روزن سر برآرد

یعنی حسین اپنے حسن کو چھپانے کی تاب نہیں لا سکتے اگر دروازہ بند ہو جائے۔ تو روزن (سوراخ) میں سے حسن کی جھلک باہر آجاتی ہے۔ اب نبوت کا دروازہ تو حکمت الٰہی سے بند ہو گیا ہے۔ وہ حسن حقیقی جو نبوت کے دروازوں سے جلوہ گری کرتا تھا، اب اس نے ولایت کے روزن سے اپنا حسن دکھانا شروع کر دیا ہے۔[1]

---

[1] ملاحظہ ہو حضرت قبلہ رحمۃ اللہ کا مضمون "شرح صدر" انوار الصوفیہ جولائی ۱۹۲۲ء نیز بارِ دیگر اگست ستمبر ۱۹۲۷ء

۱۸۔ عصمت انبیاء علیہم السلام مولانا عبد المجید خان صاحب نے تجیاۃ الکمالات (ص ۹۵) میں عصمت انبیاء علیہم السلام کے موضوع پر حضرت قبلہ کا ارشاد گرامی نقل فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں اور معصوم کا مادہ ہے (ع ص م) جس کے معنی ہیں "بند زدہ" (مٹھی میں) ۔ جو شے مٹھی میں بند ہوتی ہے وہ نسبتاً بہت ہی محفوظ ہے گویا دستِ قدرت نے اس مقدس گروہ کی خاص حفاظت فرمائی ہے۔

ساتھ ہی ارشاد فرمایا: اولیاء اللہ معصوم تو نہیں ہیں مگر محفوظ ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت غیب سے فرماتے ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک گھوڑا کسی شہسوار کی سواری میں ہے اور اس کی لگام چابک سوار کے ہاتھ میں ہے۔ وہ خندق وغیرہ میں گرنے اور ٹھوکر کھانے سے بالکل محفوظ ہو گیا ہے۔ اگر اسی گھوڑے کو لمبی رسی سے مضبوط باندھ کر کسی درخت سے باندھ دیا جائے تو گھوڑے کا دائرہ گشت معین و محدود ہو جائے گا۔ اور وہ اس دائرے میں چر چگ کر محفوظ رہے گا۔ وہ بھی گم ہو جانے اور ضائع ہو جانے سے محفوظ رہے گا مگر زیرِ رانِ شہسوار نہیں ہے۔ یہ حفاظت بھی غنیمت ہے خاصانِ خدا اولیائے عظام کی حفاظت اسی قسم کی ہوتی ہے۔

۱۹۔ صحابی کا درجہ ایک روز ارشاد فرمایا، کہ کوئی امتی خواہ ابدال ہو۔ غوث ہو۔ قطب ہو۔ کسی صحابی کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے براہِ راست فیض پایا اور آفتاب رسالت کی شعاعیں ان پر بلا واسطہ پڑیں اور یہ ایک ایسی فضیلت ہے جس میں کوئی بھی ان مقدس حضرات کا شریک نہیں۔

پھر اس مسئلہ کو ایک نفیس مثال دے کر واضح فرمایا: ارشاد فرمایا کہ یوں سمجھو کہ ایک شخص آفتاب، آفتاب' پکار رہا ہے۔ وہ سینکڑوں برس تک بھی سورج کا نام جپتا

رہے تو اسے کوئی حرارت اور نور حاصل نہیں ہو سکتا۔ البتہ وہ شخص جو دھوپ میں بیٹھ جائے۔ چاہے ایک گھڑی کے لیے ہی بیٹھے، اسے گرمی بھی محسوس ہوگی اور روشنی بھی۔ مطلب یہ کہ صحابہ کرام آفتاب رسالت کی نورانی کرنوں سے براہِ راست منور ہوئے اور یہ سعادت خاص انہی حضرات کو نصیب ہوئی [۱]

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

۲۰۔ یزید پلید حضرت قبلہ نے ایک مکتوب شریف میں ایک ارادت مند کو تلقین فرمائی کہ اہل بیت اطہار سے صبر کا سبق سیکھے اس مکتوب میں یزید کا ذکر آگیا تو اسے "لعین" کے لفظ سے یاد کیا۔ آپ نے فرمایا

"آلِ اطہار کے ستر برگزیدہ وجود یزیدیوں نے میدان کربلا میں ہزارہا زخم اور شدت پیاس کی تکلیف پہنچا کر شہید کیے۔ شہدائے کرام کے سردار سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام کے سر اقدس کو شمر لعین نے نیزہ پر چڑھایا۔ اور یزید لعین کے روبرو پیش کیا۔ اس لعین نے اپنی چھڑی حضرت سید الشہداء کے سر مبارک کو لگائی"

اس ارشادِ عالی سے یہ امر بھی خوب واضح ہوگیا کہ علمائے اہلسنت اور صلحائے امت جسطرح اس بات کو ناروا جانتے ہیں کہ کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم

---

[۱] حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کا ساری امت سے افضل ہونا اس لئے ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت سے مالامال تھے اور یہ فضیلت تمام فضیلتوں سے بڑھ کر ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشی کو مسلمان ہونے کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت فقط ایک بار نصیب ہوئی اسی وجہ سے مرتبہ میں خیرالتابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے بھی بڑھ گئے۔
(مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب ۲۲ وغیرہ)

کے صحابی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرے۔ اسی طرح یہ بات بھی قطعاً ناپسند کرتے ہیں کہ کوئی دشمن اہلبیت یزید پلید کے قصیدے پڑھے اور اسے "امیرالمومنین" کہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بدبخت یزید نے جو ناپاک حرکت کی، وہ تو کوئی کالا کافر بھی نہیں کرسکتا۔

"کارے کہ آں بدبخت کردہ ہیچ کافر فرنگ نکند"

(مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب ۲۵۴)

شریعت

تمام عبادات و معاملات شریعت اسلامی کے دائرہ میں آتے ہیں۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایات کے مطابق اوامر کی بجا آوری اور نواہی سے اجتناب کا نام ہی اسلام ہے۔

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید !
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

حضرت قبلہ کے ارشادات میں جستہ جستہ شرعی احکام و مسائل دستیاب ہوتے ہیں وہی ہدیہ قارئین ہیں:۔

۱۔ فضیلتِ وضو

حضرت قبلہ نے ایک روز ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں وضو کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم طہارت پر مداومت کرو تمہارا رزق وسیع کردیا جائے گا (دم علی الطہارۃ یوسع علیک الرزق)

مولانا عبدالمجید خانصاحب لکھتے ہیں کہ جب حضرت قبلہ نے یہ حدیث پاک

بیان فرمائی تو میرے دل میں خیال آیا کہ یہودی پارسی وغیرہ تو بالکل ناپاک رہتے ہیں۔ وضو تو درکنار، وہ تو نجاست غلیظ بھی پانی سے دُور نہیں کرتے۔ مگر وہ عیش اڑاتے ہیں اور وضو کرنے والے مسلمان بے چارے فاقہ مست رہتے ہیں۔ ادھر میرے دل میں یہ وسوسہ آیا، ادھر حضرت قبلہ نے تبسم فرمایا، اور ارشاد فرمایا:

۲۔ وسعتِ رزق اور کثرتِ رزق

عبدالمجید! وسعتِ رزق اور ہے کثرتِ رزق اور۔ غنا اور وسعت رزق کثرتِ رزق پر موقوف نہیں۔ پھر ارشاد فرمایا کہ ہندوستان کے وائسرائے لارڈ کرزن کی تنخواہ ستر ہزار روپے تھی۔ مگر اس نے گورنمنٹ برطانیہ سے درخواست کی، کہ مہنگائی کے باعث اس قلیل تنخواہ میں میرا گذارہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ اس کی تنخواہ پچھتر ہزار کر دی گئی۔ پھر فرمایا: اصل بات یہ ہے کہ جب تک حرص اور طلب باقی ہے، وسعت کی بجائے تنگی کی ہی شکایت رہتی ہے۔ بندۂ مومن کو قناعت اور استغنا کی دولت مل جاتی ہے۔ اب اس کا رزق قلیل ہونے کے باوجود بہت ہو جاتا ہے

نیز ارشاد فرمایا: کہ وضو میں ظاہری برکت یہ بھی ہے کہ انسان کی سستی اور کسل دور ہو جاتی ہے اور وضو کے بعد جو کام کرتا ہے اس میں بوجہ تازگی اور بشاشت برکت پیدا ہو جاتی ہے۔

۳۔ اہمیت وضو پر ایک عجیب مثال

حضرت قبلہ روزمرّہ زندگی کے معمولی معمولی واقعات سے بڑے معنی خیز نتائج اخذ فرما لیتے تھے۔ دائمی وضو کے سلسلہ میں ایک ایسا ہی لطیفہ پیش آیا۔ ایک دن ایک پیر بھائی فیاض علی صاحب کا سائیکل پنکچر ہو گیا۔ وہ اس کی ٹیوب پانی میں ڈال کر دیکھ رہے تھے۔ حضرت قبلہ نے انہیں دیکھ کر مولٰنا عبدالمجید خانصاحب

سے فرمایا۔ یہ بے جان گھوڑا اکثر جاندار گھوڑوں سے بھی زیادہ چلتا ہے ۔ مگر ہوا خارج ہونے کی وجہ سے بے کار ہے اس لئے پانی سے اس کا وضو ہو رہا ہے پھر وہ اپنی اصلی حالت پر آجائے گا۔ پھر فرمایا: انسان بھی سلوک کے راستہ میں سفر کر رہا ہے اس کی ہوا خارج ہو جائے تو وہ بھی بوجھل اور بے کار ہو جاتا ہے اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ بھی دوبارہ وضو کر لے تاکہ اس کا کام (روحانی سفر) دوبارہ جاری ہو جائے۔

۴۔ نماز

کلمہ شہادت کے بعد نماز، زکوٰۃ، حج اور روزہ اسلام کے بنیادی رکن ہیں۔ نماز کے بارے میں حضرت قبلہ کا ارشاد ہے کہ نماز دین کا ستون ہے۔ بغیر ستون کے چھت گر جاتی ہے۔ ایک مخلص یار کو فرمایا کہ ملازمت کی وجہ سے کہیں تمہاری نمازوں میں تو رکاوٹ نہیں پڑتی پھر فرمایا:

"اگر رکاوٹ ہوتی ہے تو اللہ کے فرمان مقدم ہیں ایسے کام کو چھوڑ دینا بہتر ہوگا"

اسی طرح ایک اور ارادت مند کو لکھا:

"اگر ملازمت فرائض دینی میں بارج ہو تو ترک کر دینا لازم ہے"

(پہلے باب میں گزر چکا ہے کہ خود حضرت قبلہ نے کمال جرأت سے ھندو جج سے فرمایا: "ملازمت جاتی ہے تو جائے نماز نہیں جا سکتی۔")

اعلیحضرت حضور قبلہ عالم امیر ملت محدث علی پوری قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں: لوگوں کو کافروں (انگریز ہندو حاکموں) کے دربار میں حاضر نہ ہونے کا تو افسوس ہوتا ہے مگر خدا تعالیٰ کے دربار کی غیر حاضری کا افسوس نہیں ہوتا

(ملفوظات امیر ملت طبع سوم صفحہ ۹۶)

۵- ایمان کی اصل حضرت قبلہ نے ایک روز ایک شخص کے بارے میں دریافت فرمایا کہ وہ نماز پڑھتا ہے یا نہیں۔ عرض کیا گیا حضور کی توجہ عالیہ سے اب تو نمازی بن گیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ نماز کی بابت پوچھنے سے ہمارا مطلب یہ تھا کہ اگر وہ نماز پڑھتا رہے گا تو اس کے ایمان کی جڑ خشک نہیں ہوگی۔

بعد ازاں فرمایا کہ ایک لڑکے نے ہمارے مکان میں ایک موتیا کا پودا لگا دیا تھا موسم خزاں میں اس کے تمام پتے جھڑ گئے۔ بہار آئی تو وہ پھر ہرا ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ اس کی جڑ ہری تھی اس وجہ سے وہ پھر سرسبز ہو گیا۔ پھر فرمایا: اسی طرح جو شخص نماز پابندی کے ساتھ پڑھتا رہے گا، اگرچہ اس کے باقی اوراد و وظائف میں کوتاہی بھی ہو جائے مگر اس کا دل مردہ نہیں ہوگا۔ اس کا ایمان زندہ رہے گا۔

۶- احتیاط الظہر دوگانہ جمعہ کے بعد احتیاط الظہر یعنی پوری نماز ظہر پڑھنے کے بارے میں بہت سے علمائے کرام اور مشائخ عظام متفق ہیں۔ خصوصاً اعلیٰ حضرت امیر ملت محدث علی پوری قدس سرہ اور سیدی حضرت قبلہ وکعبہ سراج ملت رحمۃ اللہ علیہ اس بات کی خوب تبلیغ اور تاکید فرماتے کہ احتیاط الظہر ضروری ہے۔ حضرت قبلہ کا ایک مکتوب، شریف ماسٹر محمد افضل خاں کے نام بقلم مخدومی حضرت حافظ صاحب ملا ہے اس میں ارشاد ہے:

"احتیاط الظہر ضرور پڑھنی چاہیئے۔"

۷- زکوٰۃ زکوٰۃ دینے سے مال پاک بھی ہو جاتا ہے اور چوری، گمشدگی اور ضائع ہونے سے محفوظ بھی۔ حاجی عبد الحکیم صاحب جھجھ والے بتاتے ہیں۔ ایک دفعہ ہمارا کچھ زیور گم ہو گیا۔ میں نے حضرت قبلہ کی خدمت میں عریضہ لکھا۔ آپ نے جواب دیا، اس کی زکوٰۃ نہیں دی گئی تھی۔ اسی لئے گم ہوا۔ حاجی صاحب کہتے ہیں پھر میں نے اپنی والدہ سے حقیقت پوچھی تو انہوں نے کہا واقعی اس مرتبہ غلطی ہو

گئی، اس کی زکوٰۃ نہیں دی تھی۔

۸۔ حج حضرت قبلہ نے ایک روز ارشاد فرمایا کہ حج ساری عمر میں ایک مرتبہ فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا

اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس کے گھر کا حج فرض ہے جو اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو۔

پھر فرمایا: اگرچہ حج فرض تو صرف ایک ہی دفعہ ہے مگر بہت سے عاشقانِ الٰہی بار بار کی صعوبتیں برداشت کرتے ہیں اور دربارِ خداوندی میں حاضر ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا: دراصل اس سفرِ مبارک کی ایک غرض یہ بھی ہوتی ہے کہ ہزاروں اولیائے کرام فقرا اور درویش اور علمائے عظام کا اجتماع ہوتا ہے۔ ان مقبولانِ درگاہ کی زیارت اور ملاقات بھی بڑی چیز ہے۔

اُٹھ فریدا ستیا لوکاں ویکھن جا !
بھلا جے کوئی بخشیا مل جائے تو بھی بخشیا جا

۹۔ روزہ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا عبدالرب صاحب کو رمضان مبارک کے متعلق ایک مکتوب شریف ارسال فرمایا ــــــــ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس مبارک مہینے کو رحمت کا مہینہ فرمایا ہے۔ روزہ دار کو عالم غیب سے ایک نوری کھانا ملتا ہے اور یہ نوری کھانا اس کے روزہ کو کوئی نقصان نہیں دیتا۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے خوشبو سے روزہ میں کوئی خلل نہیں آتا۔ رہی یہ بات کہ عام لوگوں کو اس نوری کھانے کا احساس نہیں ہوتا تو جسطرح زکام کا مریض پھولوں کی خوشبو محسوس نہیں کرتا۔ اسی طرح جس کے روحانی حواس بیمار ہوں وہ اس کھانے کی لذت سے بے بہرہ رہتا ہے۔ ہاں اولیائے کاملین اس

سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

شہادت کے طور پر حضور اعلیٰ حضرت امیر ملت قدس سرہ العزیز کا ایک ملفوظ شریف ملاحظہ ہو۔ آپ فرماتے ہیں ایک دفعہ میں سخت بیمار ہو گیا۔ چلنے پھرنے اور اٹھنے کی طاقت نہ تھی۔ رمضان شریف قریب آگیا۔ مجھے خوف ہوا کہ میں روزہ کیسے رکھ سکوں گا مگر رمضان کا چاند دیکھ کر ہمت کر لی، روزہ رکھ لیا۔ پھر فرماتے ہیں قابلِ غور امر یہ ہے کہ پہلے روزہ کی طاقت کے مقابلہ میں آخری روزہ کی طاقت میں کئی گنا فرق پایا ـــــ یہ طاقت اسی نوری کھانے کی تھی ؎

گر خوری یک لقمہ از نانِ نور!
خاک ریزی بر سرِ نانِ تنور

۱۰۔ اتباعِ سُنّت

دو جہاں کی بھلائی دو جہاں کے سردار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی غلامی پر موقوف ہے۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے نورانی سانچے میں اپنی زندگی ڈھالنا مومن کی معراج ہے۔ سنت نبوی کی پیروی اور تقلید سے عبادات میں ایک خاص حلاوت اور لذت پیدا ہو جاتی ہے ؎

کیفیت ہا خیزد از صہبائے عشق
ہست ہم تقلید از اسمائے عشق

حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو اتباع سنت اور تقلید رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا پورا خیال رہتا تھا۔ خود بھی اسی جذبہ سے سرشار تھے اور دوسروں کو بھی اسی پاکیزہ روش پر دیکھنا چاہتے تھے۔ حیاۃ الکمالات سے مختصراً دو واقعے درج کئے جاتے ہیں۔ جن سے آپ کے ذوقِ اتباع کا پتہ چلتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا دَ ... اِیَّاکُمْ۔

مولانا عبد المجید خانصاحب فرماتے ہیں ایک دفعہ حضرت قبلہ موضع بھالوٹ

(ضلع رہتک) تشریف لے گئے۔ نیز برج ولایت حضرت صاحبزادہ حافظ نور احمد صاحب جو ابھی خورد سال ہی تھے، رکاب سعادت میں تھے۔ خادم (مولٰنا عبدالمجید صاحب مرحوم) نے جناب حافظ صاحب مدظلہٗ کی خدمت میں گنڈیریاں پیش کیں اتفاقاً آپ نے بائیں ہاتھ سے گنڈیری اٹھائی اور دائیں ہاتھ سے چھلکا پھینک دیا۔ مگر پھر فوراً ہی دائیں ہاتھ سے چوسنے اور بائیں ہاتھ سے چھلکے پھینکنے لگے۔ تب حضرت قبلہ نے تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ ان کی روح نہایت صاف اور سادہ ہے انہیں بائیں ہاتھ سے چوستا دیکھ کر ہمارے دل میں خیال آیا تھا کہ مسنون طریقہ سے کیوں نہیں چوستے۔ بس خیال کے آتے ہی انہوں نے دائیں ہاتھ سے چوسنا شروع کر دیا۔ یہ تھا حضرت کا تصرف باطنی اور حضرت صاحبزادہ صاحب کی صفائے قلبی، نورٌ علیٰ نورٍ!

دوسرا واقعہ مولٰنا مرحوم نے لکھا کہ حضرت قبلہ فیروزپور چھاؤنی کے اسلامیہ جلسہ میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے تو یہ غلام بھی ہمراہ تھا۔ تانگہ میں سوار ہوئے راستہ میں کوچوان نے گھوڑے کو پانی پلایا گھوڑے نے تین سانس لے کر پانی پیا۔ حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا: عبدالمجید! یہ گھوڑا سنت کی رعایت سے تین سانس لے کر پانی پیتا ہے۔ افسوس کہ انسان اشرف المخلوقات ہو کر ایک حیوان کے برابر بھی پابند سنت نہ ہو۔

۱۱۔ عفتِ نظر

ایک روز ارشاد فرمایا: امرتسر میں ایک خوبصورت نوجوان رئیس زادہ ہمارے ساتھ فٹن میں سوار ہوا خوری کر رہا تھا۔ اچانک سامنے سے ایک یورپین لیڈی کی گاڑی آ گئی۔ وہ نوجوان اس کے ظاہری حسن پر ایسا فریفتہ ہوا کہ جب تک وہ نظر آتی رہی اسے تکتا رہا۔ جب وہ دور نکل گئی ۔ ہم نے اس سے کہا ؎

روباہ در راہ راست وچپ گردد شیر راہیں کہ سرفگندہ رود

یعنی لومڑی تو راستے میں چلتے ہوئے دائیں بائیں دیکھتی جاتی ہے لیکن شیر کو دیکھو کہ وہ اپنا سر جھکائے چلتا ہے۔

حضرت کی تربیت بھی حکمت اور موعظہ حسنہ کے پیرائے میں ہوتی تھی۔ اس نوجوان کو غصہ سے نہیں جھڑکا، بلکہ ایسے پیارے انداز سے نصیحت کی کہ اس نے برا بھی محسوس نہ کیا اور اصلاح بھی ہو گئی۔

نگاہ بلند، سخن دلنواز، جاں پُرسوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کیلئے

تصوّف

تصوّف کی غرض وغایت یہ ہے کہ انسان اہلسنت کے موافق عقائد کی درستی اور شریعتِ مطہرہ کے مطابق نیک اعمال کے ساتھ ساتھ اپنے اوقات ذکرِ الٰہی سے معمور رکھے۔ لیکن ذکر وہی نافع ہے جو شیخ کامل تعلیم فرمائے۔ اسی لئے شیخِ طریقت کو تصوّف میں ایک خاص امتیازی حیثیت حاصل ہے۔

۱۔ ضرورتِ شیخ ایک روز حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے جینید (مشرقی پنجاب) کے ریلوے سٹیشن پر ایک بابو صاحب نے دریافت کیا۔ حضرت کیا پیری مریدی فرض ہے؟ آپ نے فرمایا جس کا کوئی پیر نہ ہو اس کا پیر شیطان ہوتا ہے۔ نیز فرمایا: قرآن مجید کا حکم ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَ جَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○ (پارہ ۶۔ رکوع ۱۰)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو

اور اس کی راہ میں مجاہدہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ"

اس آیت پاک میں ایک نقطہ خاص طور سے قابل غور ہے - وہ یہ کہ وسیلہ ڈھونڈنے کا حکم پہلے دیا گیا ہے اور مجاہدہ کا بعد میں - اس سے معلوم ہوا کہ پیر و مرشد کی رہنمائی کے بغیر مجاہدہ مفید نہیں، بلکہ غرور و تکبر کا سبب بنکر الٹا نقصان دہ ثابت ہوتا ہے عبادت و ریاضت وہی نفع بخش ہو سکتی ہے جو شیخ طریقت کے بتائے ہوئے طریقے سے کی جائے -

حضور جوہر ملت الحاج حافظ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب مدظلہم العالی نبیرۂ اعظم اعلیٰ حضرت حضور قبلہ عالم امیر ملت محدث علی پوری قدس سرہٗ نے ہمارے ممدوح حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے عرس شریف پر قصور میں "ضرورت شیخ" پر ایک نہایت ہی جامع تقریر فرمائی - جس میں پوری شرح و بسط کے ساتھ اس مسئلہ پر روشنی ڈالی - آپ نے فرمایا: قرآن کریم ہمیں تلقین فرماتا ہے کہ صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق مانگو[۱] اور شیطان نے اللہ تعالیٰ کے دربار میں کہا تھا کہ میں صراط مستقیم پر اڑ کر بیٹھوں گا - اور دائیں بائیں آگے پیچھے چاروں طرف سے لوگوں پر حملہ کروں گا[۲] - ساتھ ہی یہ بھی اعتراف کیا کہ تیرے خاص بندوں کے سوا سب رستہ چلنے والوں کو گمراہ کروں گا[۳] - مولیٰ کریم جل مجدہٗ نے بھی فرمایا - ہاں جو میرے خاص بندے ہیں - ان پر تجھے غلبہ نصیب نہ ہو سکے گا[۴]

---

[۱] اھدنا الصراط المستقیم (سورۂ فاتحہ)

[۲] لاقعدن لھم صراطک المستقیم ثم لاتینھم من بین ایدیھم و من خلفھم و عن ایمانھم و عن شمائلھم (پارہ ۸ رکوع ۹)

[۳] لاغوینھم اجمعین الا عبادک منھم المخلصین (پارہ ۲۳ رکوع ۱۴)

[۴] ان عبادی لیس لک علیھم سلطان (پارہ ۱۴ رکوع ۳)

خلاصہ کلام یہ کہ:

(۱) صراطِ مستقیم پر چلنا منشائے ایزدی کے مطابق ہے۔

(۲) مگر صراطِ مستقیم پر شیطان بیٹھا ہے اور سالکین راہ کو گمراہ کرنے میں لگا ہوا ہے۔

(۳) اولیائے کرام بزرگانِ دین اس کے شر سے محفوظ ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ جو شخص بھی ان پاک نفوس صالحین عظام کے دامن سے وابستہ ہوگا وہ شیطان کے جال سے بچ جائے گا۔ اور جو شخص بے پیرا ہوگا وہ گمراہ ہو جائے گا۔

نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

اسی لئے عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ بھی نصیحت فرماتے ہیں کہ یہ رستہ بڑا پُرخطر ہے اس لئے کسی سچے پیر و مرشد کا ہاتھ تھام لے تاکہ تو سلامتی سے منزلِ مقصود پہ پہنچ جائے ؎

پیر را بگزیں کہ بے پیر ایں سفر
ہست بس پُر آفت و خوف و خطر

۴۔ تصورِ شیخ

حضرت قبلہ نے رانا شیر جنگ صاحب بی۔اے (علیگ) کے نام ایک مکتوب شریف میں ارقام فرمایا: "عزیزم! شیخ طریقت کی صحبت میں جب قیام کا موقعہ نہ ہو تو تصورِ شیخ کو رفیقِ باطن بنانا امورِ لابدی میں سے ہے کہ اس جگہ سے بارگاہ رب العالمین میں اور دربار حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں قرب حاصل ہوتا ہے اور اعمال صالحہ کی توفیق ہوتی ہے۔"

پھر فرمایا: "اگر صورتِ شیخ نقش باطنی ہو جائے تو چونکہ شیخ کا باطن اللہ تعالٰے اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لگا ہوا ہے اور اس کے ظاہری اعضاء اتباعِ سنت سے اور بجا آوری احکام شریعت سے مزین ہیں تو اس کا ظاہر و باطن بھی

اسی رنگ سے رنگا جائے گا۔"

نیز فرمایا: "اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کونوا مع الصادقین صادقین کے ساتھ رہا کرو۔ تو اس فرمانِ ربی کے مطابق جتنا وقت ظاہری طور پر ان کی خدمت میں رہ سکے وہ تو بہت ہی غنیمت ہے لیکن کم سے کم یہ صورت تو ہو کہ جہاں کہیں بھی ہو اپنا باطن ان کی طرف لگا دے تاکہ اس لگن کے تار کے ذریعہ سے برقِ محمدی شیخ کی طرف سے جو وجودِ مسعود برقِ محمدی کی گویا بیٹری ہے طالبِ حق کے قلب میں پہنچتی رہے۔

حقیقت میں تصورِ شیخ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رسائی کا قریب ترین راستہ ہے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔ (مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب):

"ہیچ طریقے اقرب بوصول از طریق رابطہ نیست"

۳۔ آدابِ شیخ ایک روز ارشاد فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت تمہاری ماؤں کے قدموں تلے ہے اور صوفیائے کرام کے نزدیک پیرِ طریقت روحانی ماں ہے۔[1]

حضرت قبلہ نے آدابِ شیخ کا جو عملی نمونہ پیش فرمایا ہے وہ تو قارئین کرام سوانحِ حیات کے باب میں ملاحظہ فرما چکے اب آپ کی فرمودہ دو حکایتیں تحیاۃ الکمالاۃ سے ملخصاً پیش کی جاتی ہیں۔

۱۔ ارشاد فرمایا حضرت سید امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکان شریف والوں کے

---

[1] حاجی ذاکر علی صاحب کی ایک روایت یاد آئی انہوں نے بتایا ایک دفعہ علی پور شریف [illegible] پیر و مرشد تو حضور قبلہ عالم سرکار علی پوری ہیں اور حضرت مولانا صاحب (حضرت قبلہ قصوری رحمۃ اللہ علیہ) تو ہمارے پیر بھائی ہیں۔ ہمیں تو حضور قبلہ عالم شہنشاہ علی پوری (قدس سرہٗ) کی خدمت میں رہنا چاہیئے نہ کہ حضرت مولانا صاحب کی۔ یہ خیال آنا تھا کہ حضرت مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے از خود ارشاد فرمایا جس ماں کے بچے بہت زیادہ ہوں تو بڑی بہن چھوٹے بچوں کی دیکھ بھال کرتی ہے سبحان اللہ کیا جامعیت ہے اور کیسی سادگی تھی۔ [illegible]

پیر و مرشد نے خاص اپنی سواری کی گھوڑی آپ کے پاس بھیجی۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی نہایت شایان شان خدمت فرمائی۔ یہ بات خاص طور سے قابل ذکر ہے کہ آپ نے اپنا روزانہ کا وظیفہ بنا لیا کہ صبح سویرے اٹھتے ہی سب سے پہلے اس گھوڑی کی زیارت کرتے۔

۲۔ نیز فرمایا ایک دفعہ حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک سائل آیا آپ نے خادم کو اشارہ کیا اس نے سائل کو آپ کے پاپوش مبارک دے کر رخصت کیا۔ سائل نے شرم کے مارے وہ جوتی مبارک لے تو لی مگر دل ہی دل میں قسمت کا گلہ کرتا جاتا تھا۔ اسے ان کی قدر و قیمت کا کیا اندازہ ہو سکتا تھا۔ حسن اتفاق سے اسی دن بادشاہ نے امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کو ایک قصیدہ کے صلہ میں زر کثیر انعام میں دیا تھا وہ چلے آ رہے تھے رستے میں وہ سائل مل گیا مشام محبت میں بوئے محبوب آئی۔ پوچھا تو سائل نے سارا ماجرا کہہ سنایا، ہیرے کی قدر تو جوہری ہی جانتا ہے آپ نے فرمایا میاں تنگ دل کیوں ہوتے ہو یہ سب اشرفیاں لے لو اور میرے آقا کے نعلین مبارک مجھے دے دو غرض اس سودے پر خوشیاں مناتے تاج پاپوش سر پہ رکھے بارگاہ مرشد میں حاضر ہوئے حضور محبوب الٰہی نے دیکھا تو تبسم کناں فرمایا "خسروارزاں خریدی"

ان دو حکایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مرید صادق کے دل میں پیر و مرشد کا کتنا ادب ہوتا ہے!

با ادب بانصیب بے ادب بے نصیب

صاحب عوارف المعارف حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے مشائخ عظام نے آداب شیخ پر بہت زور دیا ہے۔ حضرت مجدد صاحب فرماتے ہیں آداب شیخ کی رعایت ایک دولت عظمیٰ ہے (جلد اول مکتوب ۲۱۱) آپ فرماتے ہیں مرید کو ہر کام میں اپنے پیر کی اقتدار کرنی چاہیئے مسائل فقہ میں بھی پیر کی موافقت کرے۔ پیر و مرشد کے گھر کی طرف نہ پاؤں کرے نہ تھوکے حتیٰ کہ پیر کے سایہ کا بھی ادب کرے

کوئی بے ادب خداوند قدوس جل شانہ کی بارگاہ میں نہیں پہنچ سکتا (مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب ۲۹۲)

از خدا جوئیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب

۴۔ صحبت صالح

حضرت قبلہ نے ایک بار طریقت مختار علی صاحب پوسٹ مین کو لکھا: "عزیزم! سب برکتوں سے بڑی برکت اور سب نیکیوں سے اچھی نیکی نیک لوگوں کی خدمت میں حاضر رہنا اور ان کے فرمانوں پر ادب کے ساتھ عمل کرنا ہے"

رانا شیر جنگ صاحب کو ارقام فرمایا اولیا اللہ کی ایک گھڑی کی صحبت سینکڑوں چلوں اور ریاضتوں سے افضل ہے۔

صحبت مرداں اگر یک ساعت است
بہتر از صد چلہ و صد طاعت است

ایک روز فرمایا اولیاء اللہ کی ایک گھڑی کی صحبت سو سال کی بے ریا عبادت سے افضل ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف صحابہ کرام حاصل کر چکے اب وہ وقت سعید نکل چکا ہے اب اولیائے کرام کی صحبت ہی غنیمت ہے جو اسی سرچشمۂ فیوضات سے نور لے کر ساری دنیا کو روشن کر رہے ہیں۔

پھر فرمایا اولیاء اللہ کی زیارت چاہے ایک آن کے لئے ہی نصیب ہو وہ اپنا نورانی عکس طالب اور مرید کے دل میں ڈال دیتے ہیں اور جو شخص ان کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتا ہے وہ ان کی نورانی تجلی سے محروم نہیں رہتا۔ دنیا کے کام تو یوں ہی چلے جائیں گے۔ حتی الوسع صحبت اولیاء اللہ سے مستفیض ہونا چاہیئے۔

آدھی کی بھی آدھ بھل اور آدھی کی بھی آدھ
بھیکا سنگت سادھ کی کاٹے کوٹ اپرادھ

۵۔ ایک انتباہ

یاد رہے کہ صحبت صالحین کی دولت نصیب ہو جائے اور ان کی خدمت

کی توفیق میسر ہو تو مرید کو اسے اپنا کمال نہیں جاننا چاہیئے بلکہ یقین رکھے کہ یہ بھی ان بزرگوں کا ہی کرم ہے کہ انہوں نے اپنی بارگاہوں میں قبول فرمالیا ہے ؎

دیدار کے قابل تو کہاں میری نظر ہے
یہ تیری عنایت ہے کہ رخ تیرا ادھر ہے

حضرت قبلہ نے ایک دفعہ فرمایا جب کبھی انسان محبت شیخ کو اپنا کمال سمجھنے لگتا ہے تو اس رابطہ اور عقیدت میں کمی آجاتی ہے اور اس کمی کا واقع ہونا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ ارادت اور تڑپ مرید کا فعل نہ تھا بلکہ یہ بھی توجہ شیخ کی برکت تھی ؎

تا نہ سوزد شمع کے پروانہ شیدا می شود

قرآن پاک میں ہے بعض لوگوں نے اپنے قبول اسلام کا احسان جتایا تو مولا کریم جل مجدہٗ نے فرمایا اے محبوب! صلی اللہ علیہ وسلم یہ اپنے مسلمان ہونے کا آپ پر احسان جتاتے ہیں آپ فرما دو کہ میرے پر احسان نہ دھرو بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی دولت عطا فرما دی (یمنون علیک ان اسلموا قل لا تمنوا علی اسلامکم بل اللہ یمن علیکم ان ھداکم للایمان - پارہ ۲۶ رکوع ۱۴)

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنم
منت شناس ازو کہ بخدمت گذاشتت
شکر خدای کن کہ موفق شدی بخیر!
زانعام وفضل اوست نہ معطل گذاشتت

۶۔ صحبت صالح

صحبت صالحین اولیائے کاملین کی تو بڑی شان ہے۔ عام مسلمانوں کی صحبت اور پڑوس بھی بدکاروں اور کافروں کے قرب اور ہمسائیگی سے بدرجہا بہتر ہے اگر کسی کو خواص اہل اللہ کی صحبت میسر نہ آسکے تو کم از کم یہ تو کرے کہ کافروں مشرکوں کی بجائے عام مسلمانوں سے میل جول رکھے کیونکہ کفار کی ہم نشینی تو بلاشبہ ہلاک

کرنے والی ہے۔

ایک دفعہ حضرت قبلہ کی خدمت میں ایک سید صاحب آئے ان کا مکان قصابوں کے محلہ میں تھا وہ بولے حضور کھالوں کی بدبو اور قصائیوں کی فحش گالیوں سے ناک میں دم آگیا ہے اگر ہمیں ہندوؤں کے محلہ میں کوئی گھر مل جائے تو بہت اچھا ہو۔ آپ نے فرمایا "میر صاحب! لہسن میں بدبو بھی ہوتی ہے اس کا رنگ بھی کوئی دلفریب اور دلکش نہیں ہوتا برعکس اس کے سنکھیا دیکھو بڑا خوش رنگ اور چمک دار ہوتا ہے اور اس میں لہسن کی طرح دماغ کو پریشان کرنے والی بدبو بھی نہیں ہوتی مگر اس کے باوجود لہسن غذا کو خوش مزہ بناتا ہے اور اکثر بیماریوں امراض کی بے نظیر دوا ہے۔ برخلاف اس کے سنکھیا زہر قاتل ہے۔ پھر فرمایا اس مثال سے سمجھ لینا چاہئیے کہ مومنین اہل اسلام کا پڑوس کافروں ہندوؤں کے پڑوس سے بہرحال بہتر ہے اگرچہ مسلمان میں ظاہری صفائی نہ بھی ہو پھر بھی وہ کافر سے بہت بہتر ہے۔

اسی ضمن میں آپ نے فرمایا دیہات کے مسلمانوں کو دیکھ لیجئے کفار کی صحبت سے ان کی عادات اور طور طریقوں پر کیسے برے اثر پڑے ہیں اور ان پر ہندوانہ رنگ کتنا غالب ہوگیا ہے۔ (یہ تقسیم برصغیر سے پہلے کی بات ہے ہندوؤں کے وہ گاؤں جہاں مسلمانوں کی تعداد بہت تھوڑی تھی وہاں مسلمانوں کے نام، بیاہ شادی کے رسم و رواج اور رہن سہن کے طریقے وغیرہ سبھی ہندوانہ تھے۔ اور اب بیچارے بھارتی مسلمان بالعموم اسی مصیبت میں مبتلا ہیں)

جس طرح ظاہری صحبت کے اثرات مسلمہ ہیں معنوی صحبت بھی اپنا کام کرتی ہے۔ اچھی اچھا، بُری بُرا۔ صالحین کی تصانیف باعث برکت ہیں اور ان کے برعکس موجب ہلاکت حاجی ذاکر علی صاحب نے اسی سال مئی ۱۹۷۸ء کے سالانہ جلسہ پر علی پور شریف میں بتایا میں نے محمد علی مرزائی کا انگریزی ترجمہ قرآن پاک خریدا اور حضرت قبلہ کو لے جاکر دکھایا آپ نے فرمایا تم اسے مت پڑھو!

۷۔ ذکر ذکر کے موضوع پر حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ان انگریزی مکتوبات میں جو میر ہدایت اللہ صاحب کے نام ہیں بڑی سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔ ان کا اردو ترجمہ باب چہارم کے آخر میں دیکھئے۔ یہاں بعض اور ارشادات نقل کئے جاتے ہیں۔

آپ نے ماسٹر افضل خاں صاحب کو فرمایا ذکر کثیر و درود شریف حسب امر شیخ معہ رابطہ وتصور شیخ کامل سے بڑھ کر کوئی چیز بعد اتباع شریعت کے ایمان کے کامل کرنے میں زیادہ فائدہ مند نہیں ہے

ذکر کن ذکر تا ترا جان است
پاکیٔ دل ز ذکر رحمٰن است

ایک اور مکتوب شریف میں فرمایا، عزیزم! دنیا روزے ست چند باقی کار با خداوند ہے

دائم ہمہ جا با ہمہ کس در ہمہ کار
می دار نہفتہ چشم دل جانب یار

۸۔ ذکر اور عشق حاجی ذاکر علی صاحب بتاتے ہیں ایک دفعہ میں نے سوال کیا: ذکر اور عشق میں کیا نسبت ہے؟ آپ نے فرمایا "ذکر آگ ہے عشق اس کی حرارت جتنی آگ زیادہ گرمی اتنی زیادہ اسی طرح جتنا ذکر زیادہ ہوگا عشق زیادہ ہوگا"

۹۔ توبہ استغفار حاجی ذاکر علی صاحب ہی بتاتے ہیں ایک دفعہ میرے بھائیوں نے مجھ پر مقدمہ کر دیا میں نے کرنال شریف مفصل عریضہ لکھا حضور کا مکتوب شریف آیا لکھا تھا "جو کچھ ہوتا ہے انسان کے نفس کی غلطی کی وجہ سے ہی ظہور پذیر ہوتا ہے اس لئے توبہ استغفار پڑھنا چاہیئے، سارا گھر پڑھے" پھر ہم سب گھر والوں نے توبہ استغفار کی ایک ہی دن میں قدرت نے غیب سے سامان کر دیئے اور ہماری صلح ہوگئی اور سب جھگڑا ختم ہوگیا۔

۱۰۔ توکل حضرت قبلہ نے شیخ عبدالرحمٰن شاہی کو لکھا "ہر ایک امر میں اسی ذات پر بھروسہ

کرنا چاہیئے "۔ اور مولوی محمد یوسف صاحب کو فرمایا " اللہ تبارک وتعالیٰ کارساز حقیقی ہے۔ تم اطمینان، محنت، اتنہ ہی اور دیانت کے ساتھ کام کیئے جاؤ وہ مالک اپنے فضل سے اور اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے بہتر فرمادیں گے "۔

حضرت کچہری روہتک کی مسجد میں جمعہ پڑھایا کرتے تھے ایک روز بارش آگئی اور مسجد کے چبوترے پر سائبان نہ تھا لہذا نماز کے لئے وکیلوں کا کمرہ (بار روم) منتخب ہوا۔ حضرت قبلہ نے موقعہ محل کی مناسبت سے وعظ میں فرمایا " اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ایک نام پاک " الوکیل " بھی ہے۔ ہم زبان سے تو کہتے ہیں حسبنا اللہ ونعم الوکیل (اللہ ہمیں کافی ہے اور وہ کیا ہی اچھا کارساز ہے) لیکن دل میں یقین کامل نہیں رکھتے۔ ہمیں اپنے دنیاوی وکیلوں پر تو کامل بھروسہ ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ جو بہترین وکیل اور حقیقی وکیل ہے اس پر پورا بھروسہ نہیں کرتے۔

حضرت غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے توکل کو ایمان کی شرط قرار دیا ہے وعلی اللہ فتوکلوا ان کنتم مؤمنین۔ (یعنی اگر تم مومن ہو تو اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کرو۔ پارہ ۶ رکوع ۸) مولیٰ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ (جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے پارہ ۲۸ رکوع ۱۷) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم رب تعالیٰ پر ایسا توکل کرو جیسا کہ توکل کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں اس طرح سے روزی عطا فرمائے گا جیسے پرندوں کو عطا فرماتا ہے وہ صبح کو بھوکے اٹھتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر لوٹتے ہیں۔

اعلیحضرت حضور قبلہ عالم امیر ملت محدث علی پوری قدس سرہ فرماتے ہیں قیامت کے دن نوے فیصدی مخلوق کو اس لئے عذاب ہوگا کہ انہیں اللہ تعالیٰ کے رزاق ہونے پر پورا یقین نہ تھا۔ آپ فرماتے ہیں کوئی شخص تمہاری دعوت کر جائے تو اس کا تو پورا یقین ہوجاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر یقین نہیں کرتے جس نے صاف صاف فرمایا کہ زمین پر کوئی جاندار ایسا نہیں جس کا رزق

ہمارے ذمہ کرم پر نہ ہو (وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا)

۱۱۔ صبر، رضا، شکر

صبر کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کسی مصیبت کو اللہ تعالیٰ سے مد چاہتے ہوئے برداشت کرے۔ اس سے بڑھ کر مقام رضا ہے۔ اب بندہ مصائب پر ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کرتا اور تقدیر الٰہی پر راضی رہتا ہے لیکن اس سے بھی بلند تر درجہ یہ ہے کہ ہر تکلیف اور بلا کو ایک نعمت سمجھا جائے اور مصیبت نازل ہونے پر خوشیاں منائی جائیں۔ اس آخری درجہ کو حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ "التذاذ" کا نام دیتے ہیں[1]۔ اس مقام پر سالک مصیبتوں پر اپنے مالک حقیقی کا شکر ادا کرتا ہے[2] مصائب و آلام کو شکر پارے تصور کرتا ہے اور مصیبت کو راحت سے زیادہ چاہتا ہے[3]۔

حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ شکر اور التذاذ کے بلند ترین مرتبہ پر فائز تھے اور ذیل کے واقعات اس کے شاہد ہیں۔

آپ کی خدمت میں موضع کاہنی (ضلع رہتک) میں ایک نابینا آدمی نے عدم بصارت کی شکایت کی آپ نے اسے تسلی دیتے ہوئے فرمایا ہر حال میں اللہ کا شکر کرنا چاہیے یہ اس کی رحمت ہے کہ اس نے بہت سے گناہوں سے بچا لیا آنکھیں ہوتیں تو نہ معلوم کیا کیا گناہ کرتے۔ پھر فرمایا مجھے بھی سماعت کی طرف سے معذوری ہے (پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ آپ کو بظاہر کچھ اونچا سنتا تھا) اور میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے چغلی غیبت راگ باجا سننے کے گناہوں سے بچا لیا (تجلیات الکمالات ص۵۲)

---

[1] مکتوبات امام ربانی جلد ثانی مکتوب ۸۹: "جائے آنست کہ محباں از فعل محبوباں لذت بگیرند و عیش نمایند۔ صبر چہ دلالت کند کہ ایمائے بکراہت دارد و مقام رضا ہر چند از رغبت و سرور خبری دہد اما مرتبۂ التذاذ امرے دیگر است"

[2] ایضاً مکتوب ۵۷

[3] ایضاً مکتوب ۲۹

اسی طرح ایک اور واقعہ پیش آیا آپ کے ایک صاحبزادے بچپن میں ہی فوت ہوگئے اس وقت آپ قصور ہائی سکول میں قائم مقام ہیڈ ماسٹر تھے۔ فیروزپور کے ایک پیر بھائی مولوی عبدالعزیز صاحب تعزیت کے لئے آئے اور بجائے اس کے کہ یہ حضرت قبلہ کو تلقین صبر کرتے خود آپ نے ہی فرمایا "مولوی صاحب! مدرسہ میں آج کل لڑکوں نے ایک نیا کھیل نکالا تھا وہ دن بھر پھرکیاں پھراتے رہتے۔ ہر طالب علم اپنے اپنے بستے میں ایک ایک پھرکی لاتا۔ جب ہم نے اس صورت حال کا جائزہ لیا تو حکم دیا کہ سب لڑکوں کے بستوں کی تلاشی لی جائے اور جتنی پھرکیاں ملیں ہماری میز پر جمع کر دی جائیں۔ چنانچہ جب سب پھرکیاں برآمد ہوگئیں تو ہم نے سب کو تڑوا دیا تاکہ بچے کھیل میں مشغول ہو کر اپنے اصلی مقصد کو نہ بھول جائیں ہم نے یہ کام ان کے فائدے کے لئے ہی کیا تھا یہ اور بات ہے کہ ہماری حکمت اور مصلحت ان کی سمجھ میں نہ آئے۔

پھر فرمایا "مولوی صاحب ہمارا بھی یہی حال ہے ہم نے اپنے بچے سے محبت شروع کر دی تھی یہ بات ہمارے محبوب حقیقی جل جلالہ کو گوارا نہ ہوئی وہ بڑا ہی غیور ہے اس نے کمال حکمت سے ہمارا وہ "کھلونا" توڑ دیا تاکہ ہم کامل یکسوئی کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہو جائیں (تجلیات الکمالات ص ۱)

۱۲۔ دین اور دنیا

حضرت قبلہ نے ایک مخلص ارادتمند کو لکھا "سب نعمتوں میں بڑی نعمت یہ ہے کہ "دل بیار، دست بکار" کی صفت حاصل ہو، دل محبوب سے لگا ہو اور ہاتھ کام میں"

اہل بصیرت جانتے ہیں کہ اسلام دین اور دنیا میں تفریق نہیں کرتا بلکہ یہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اسلامی زندگی کی تکمیل دین اور دنیا کے ایک حسین امتزاج پر موقوف ہے جن قوموں نے ان میں مغائرت پیدا کرنے کی کوشش کی وہ صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ گئیں عروج انسانی کا راز دین اور دنیا کی ایک معتدل ہم آہنگی میں ہی پوشیدہ ہے۔

ایک دن حضرت قبلہ کی خدمت میں ایف اے کے ایک طالبعلم احمد خاں نامی حاضر ہوئے صبح کا وقت تھا آپ اس وقت مراقبہ میں تھے وہ ذرا پیچھے ہٹ کر بیٹھ گئے۔ جب آپ مراقبہ سے

فارغ ہوئے تو ان کو نزدیک بلایا اور ان کے شانہ پہ دستِ شفقت رکھ کر فرمایا آپ نے مرغیاں پال رکھی ہیں اور اکثر دیکھا ہوگا کہ جب مرغی انڈوں پر بیٹھتی ہے تو پچھلے انڈے جو سینہ سے ذرا فاصلے پر دُم کی طرف ہوتے ہیں اپنی چونچ سے آگے کر لیتی ہے اور اگلے انڈے پیچھے کو سرکا دیتی ہے مرغی کی اس فطری حرکت پر بھی کبھی غور کیا ہے کہ وہ ایسا کیوں کرتی ہے بات یہ ہے کہ سینہ کے نیچے انڈے پوری حرارت حاصل کرتے ہیں اور گندے بھی نہیں ہوتے۔ جو مرغی اس قدرتی حکمت پر عمل کرتی ہے اس کے انڈے گندے نہیں ہوتے اور عموماً سب میں سے بچے نکل آتے ہیں۔

اس تمہید کے بعد فرمایا آدمی کے زیرِ عمل دو پہلو ہیں ایک دنیا کا اور دوسرا دین کا۔ ان میں سے کسی ایک ہی پہلو کی جانب منہمک نہیں ہونا چاہیئے تاکہ دوسرا معطل اور بیکار نہ ہو جائے انسان کو دنیا کے کام بھی کرنے ہیں اور دین کے بھی۔ اگر دنیا کی طرف ہی مائل ہو گیا اور دین سے غافل رہا تو اپنا دین برباد کرے گا اور ہمہ تن دین کی جانب ہی متوجہ ہو کر تارکِ دنیا ہو جائے گا تو دنیا کے کام خراب ہو جائیں گے۔ اسلام ایسے زہد و رہبانیت کی اجازت نہیں دیتا ؎

دین و دنیا بہم آمیز کہ اکسیر شود

پھر فرمایا ہمیں اللہ تعالیٰ نے دنیا اور دین دونوں کی بھلائی مانگنے کی تلقین فرمائی ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ وہی لوگ اپنے کسب و کار سے برخوردار ہوتے ہیں جو کہتے ہیں یا اللہ! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ (ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار پارہ ۲ رکوع ۹)

۱۳۔ ایک نفیس نکتہ ارشاد فرمایا دنیا کی بھلائی پہلے اور آخرت کی بھلائی پیچھے مانگنے میں حکمت یہ ہے کہ دنیا کا نفع اور متاعِ دنیا قلیل ہے اس لئے اسے پہلے طلب کیا گیا ہے اور آخرت کی بھلائی اور فلاح کثیر ہے اسے بعد میں (مذکورۃ الصدر طالبعلم احمد خاں سے ہی خطاب کرتے ہوئے فرمایا) آپ بھی امتحان میں وہ سوال جو آسان ہوتے ہیں جلدی سے حل کر لیتے ہیں اور باقی وقت اطمینان سے زیادہ اہم اور مشکل سوالوں پر خرچ کرتے ہیں۔ پس

انسان کو چاہیئے کہ دنیا کے کام وقتِ مناسب پر انجام دے کر اطمینان کے ساتھ دین کے اہم فرائض کی بجاآوری میں مشغول ہو جائے۔ جو شخص اس اصول پر عمل نہیں کرتا وہ کوئی کمال حاصل نہیں کر سکتا۔

انسان کو مرغی سے یہی سبق حاصل کرنا چاہیئے ؎

دنیا کے کام میں بھی تگ و دو لگی رہے
لیکن یہ شرط ہے کہ ادھر لو لگی رہے

پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ حضرت قبلہ کے قول اور فعل میں کامل مطابقت تھی آپ نے جس طرح احمد خاں صاحب کو دین و دنیا یکجا کرنے کی تلقین فرمائی اسی طرح خود بھی اس پر عمل فرمایا آپ کی روزمرہ زندگی "بے ہمہ و با ہمہ" کا نمونہ تھی۔ امورِ دنیوی کی طرف قدرِ ضرورت سے زیادہ کبھی توجہ نہ فرمائی۔ مخدومی حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کو بازار سے کبھی کچھ خریدتے نہ دیکھا۔ اصل نصب العین آخرت ہی تھا۔ مولیٰ کریم کا ارشاد ہوتا ہے اے عام لوگو! بل تؤثرون الحیوٰۃ الدنیا والاخرۃ خیر و ابقٰی۔ مگر خاصانِ حق کی شان اس سے بلند تر ہے وہ دنیا اور مافیہا کو پرِ پشہ کے برابر بھی نہیں جانتے۔

۱۴۔ فقر تصوف میں فقر سے مراد مفلسی اور ناداری نہیں بلکہ استغنا اور قناعت ہے اس طرح ایک امیر کبیر آدمی بھی فقیر ہو سکتا ہے۔ اگر اس کے دل میں مال و زر کی محبت نہ ہو اور ایک حریص اور لالچی شخص چاہے ٹکڑے ٹکڑے کا محتاج ہو وہ بھی فقیر نہیں کیونکہ وہ محبتِ دنیا میں گرفتار ہے مطلب یہ ہے کہ حرص دولت سے بے نیاز قبا پوش شہنشاہ حقیقی معنی میں فقیر ہے اور حرص و ہوا کا غلام پیوند لگی عبا پہننے والا گدا گر فقرا کی جماعت سے خارج۔

اس موضوع پر حضرت قبلہ نے ایک حکایت ارشاد فرمائی کہ ایک زاہد نے حضور شہنشاہ منقلشان خواجہ نقشبندی بخاری قدس سرہٗ کا چرچا سنا تو بیعت کے ارادہ سے بخارا شریف آیا حضرت کے آستانہ پر شاہانہ ٹھاٹھ غالیچے گھوڑے دیکھ کر دل میں افسوس کرنے لگا کہ محنت رائیگاں گئی یہ تو (معاذ اللہ) دنیادار ہیں۔ خیرات کا وقت تھا بے دلی سے ایک طرف پڑ رہا۔ تہجد کے وقت

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کے پاس تشریف لائے حال پوچھا اس نے ماجرا کہہ سنایا اور بولا اب درویش کہاں رکھے ہیں اب تو میرا ارادہ ہے کہ مکہ شریف جا کر مجاوری کروں۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تمہارا ارادہ بہت نیک ہے چلو میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں چلتے چلتے ایک جگہ پڑاؤ کیا تو وہ زاہد خشک بولا افسوس میرا ایک پیالہ تو اس دنیا دار کے ہی رہ گیا آپ نے فرمایا مٹی کا پیالہ ہی تو ہے اور لے لیں گے وہ بولا وہ تو سالہا سال سے میرے پاس تھا اور خوب چکنا ہو گیا تھا میں اسے کیسے ضائع کروں۔ اب حضور خواجہ صاحب قدس سرہٗ نے اس سے فرمایا بھائی! میں وہی بخاری درویش ہوں جس کے سازو سامان کو دیکھ کر تم نے اس سے ملاقات تک گوارا نہ کی مگر دیکھو میں وہ سب مال متاع اللہ تعالیٰ کے لئے چھوڑ کر تمہارے ساتھ ہو لیا نہ وہ مال اسباب کسی کو سونپا نہ زادِ راہ کے لئے کچھ لیا محض توکل پہ چل پڑا اور تم ایک جام سفال بھی چھوڑنے کو تیار نہیں بتاؤ دنیا دار کون ہوا؟

حضرت قبلہ نے اس کے ساتھ فرمایا ہمارے حضور قبلہ عالم امیر ملت محدث علی پوری روحی فداہ کے دربار شریف میں کیا کچھ نعمتیں اور عجائبات عالم نظر آتے ہیں مگر جو کچھ ہے سب خدمت خلق کے لئے ہے جس قدر مہمان زیادہ ہوں آپ اتنے ہی خوش ہوتے ہیں مہمان جاتے ہیں تو آپ کو شاق گذرتا ہے۔ خود تو وہ شہنشاہِ دین پناہ فرش زمین پر بستر لگائے بیٹھے ہیں اور آپ کے قلب منور میں سوائے ذات احدیت کی طلب صادق کے کسی کی گنجائش نہیں مگر مخلوق خدا کے آرام و آسائش کے لئے حویلی باغ مہمان خانے مرغن اور پر تکلف کھانے حاضر ہیں۔

چیست دنیا از خدا غافل بدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

۱۵۔ حال اور مقام

صاحب تحیاۃ الکملاۃ لکھتے ہیں ایک دن میں ایک صراحی بھر رہا تھا وہ ابھی بہت خالی تھی مگر اس کی گردن میں ہوا رک جانے کی وجہ پانی باہر گرنے لگا اور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ بھر گئی ہے۔ جب ہوا نکل گئی تو پانی اندر

گیا تب معلوم ہوا کہ ابھی پوری نہیں بھری۔ حضرت قبلہ وہاں تشریف فرما تھے آپ نے فرمایا: عبدالمجید! یہ حال اور مقام کی ایک عمدہ مثال ہے۔ یہ جو عارضی طور پہ صراحی بھری معلوم ہوتی تھی یہ ایک 'حال' تھا جسے قرار نہیں مگر رفتہ رفتہ پانی اس صراحی میں ڈالتے رہو تو کئی دفعہ حال وارد ہونے کے بعد آخر یہ بھر جائے گی وہ حالت 'مقام' کہلائے گی۔

پھر فرمایا سالک پر بھی حال وارد ہوتا ہے اور اس وقت اس کی حالت وصال اور معموری کے مانند ہوتی ہے مگر جب وہ "حال" گذر جاتا ہے تو پھر خالی کا خالی رہ جاتا ہے اور اس طرح ہوتے ہوتے وہ حال ہی مقام بن جاتا ہے[1]

۱۶۔ مجاہدہ و مشاہدہ ایک روز ارشاد فرمایا سالکان طریقت دو قسم کے ہیں ایک ارباب ورد یعنی اہل مجاہدہ دوسرے اصحاب درد یعنی اہل مشاہدہ۔ پھر فرمایا ورد و ظائف اور ریاضت مجاہدہ والوں کی نظر اپنی نیکیوں پہ رہتی ہے۔ اس لئے غرور و تکبر کا خطرہ ہے اور ؎

تکبر عزازیل را خوار کرد
بزندانِ لعنت گرفتار کرد

تکبر آیا تو سارے عمل برباد ہو جائیں گے لیکن درد و عشق اور معائنہ و مشاہدہ والے اپنے سوز و مستی میں رہتے ہیں وہ اپنی عبادتوں پہ ناز نہیں کرتے اس لئے انہیں کسی قسم کی خود رائی اور خود بینی کا کوئی اندیشہ نہیں ہوتا۔

نیز فرمایا لفظ ورد کو الٹیں تو درد بن جاتا ہے جو فارسی مصدر دردون سے بنا ہے اور اس کے معنی ہیں فصل کاٹنا۔ مطلب یہ ہے کہ صاحب درد جب پلٹا کھاتا ہے تو بس فوراً ہی اس

---

[1] سلف صالحین کی کتابوں میں دو اصطلاحیں آتی ہیں تلوین اور تمکین۔ تلوین کے معنی متلوّن ہونا، رنگ بدلنا اور تمکین کے معنی متمکن ہونا جم جانا۔ تلوین ابتداء ہے تمکین انتہا۔ حضرت قبلہ کے ارشاد میں حال سے مراد یہی تلوین ہے اور مقام سے تمکین۔

کے عملوں کی کھیتی برباد ہو جاتی ہے لیکن ورد کی خاصیت یہ ہے کہ جب اٹھا جائے تب بھی ورد ہی رہتا ہے اس لئے اہل ورد ہر حال میں ہلاکت سے محفوظ رہتے ہیں ۔

حضرت کے انگریزی مکاتیب میں دو اصطلاحیں پائی جاتی ہیں ایمانِ غیبی اور ایمانِ شہودی پہلی کا تعلق مجاہدہ سے ہے ۔ دوسری کا مشاہدہ سے ۔ ایمانِ غیبی کی حالت میں وہی خطرے ہیں جو اوپر اربابِ مجاہدہ اور ورد کے لئے لکھے گئے اور جب سالک ایمانِ شہودی کی دولت سے سرفراز ہو جاتا ہے تب سارے خطرے دور ہو جاتے ہیں اب وہ "عبادِ مخلصین" کے زمرہ میں داخل شیطان لعین کی فریب کاریوں سے مامون ہو جاتا ہے ۔

خلاصۂ کلام یہ کہ جب تک سالک اہل ورد و مجاہدہ کی صف میں ہوتا ہے اس کا ایمان غیبی ہوتا ہے اور وہ حال اور تلوین کے درجہ میں رہتا ہے یہ مرحلہ بڑا دشوار اور پرخطر ہے لیکن جب فضل خداوندی سے سالک اہل ورد و مشاہدہ سے ہو جاتا ہے تو اسے ایمانِ شہودی نصیب ہوتا ہے اور یہ مقام و تمکین کی مسند پہ جلوہ آرا ہوتا ہے اب وہ ہر قسم کے خوف و حزن سے محفوظ ہو جاتا ہے ۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشآء

۱۷۔ قہر و لطف

حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا ایک دن ایک دوست آئے اور بولے حضور قبلۂ عالم شہنشاہ علی پوری روحی فداہٗ فلاں پیر بھائی سے ناراض ہو گئے ہیں اور آپ تو سراپا رحمت ہیں پھر غصہ ہونے کا کیا مطلب ہے؟

حضرت قبلہ فرماتے ہیں عین اس وقت ایک شخص (خادم) ہمارے یہاں آٹا گوندھ رہا تھا ہم نے کہا دیکھو یہ آدمی اب تو آٹے کو ٹھنڈے پانی سے گوندھ رہا ہے اور ابھی تھوڑی دیر میں اس آٹے کو جلتے توے پہ رکھ دے گا ۔ پہلے پانی استعمال کیا پھر آگ ۔ یہ دونوں چیزیں ہیں تو ایک دوسرے کی ضد مگر حکمت یہ ہے کہ اس طرح یہ آٹا مفید اور کارآمد ہو جائے گا ۔

لہ انہیں خبر نہ تھی کہ بندۂ مومن صفات خداوندی کا آئینہ ہے اور ــــ

ستاری و غفاری و قہاری و جبروت　　یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلماں

پھر فرمایا اس رستہ کے طالبِ صادق تو اللہ تعالیٰ کے جمال و جلال اور لطف و قہر دونوں کے عاشق ہوتے ہیں اور زبانِ حال سے یہی کہتے ہیں کہ ہم تو اس کے قہر اور لطف دونوں پر شیدا ہیں اور مقامِ تعجب یہ ہے کہ ہم دو متضاد چیزوں کے عاشق ہیں ؎

عاشقم بر قہر و بر لطفش بجد
اے عجب من عاشق ایں ہر دو ضد

اللہ رب العزت قرآن مجید میں فرماتے ہیں وھو القاھر فوق عبادہٖ[1] (وہ اپنے بندوں پر قاہر ہے) نیز اللہ لطیف بعبادہٖ[2] (اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر لطیف ہے) معلوم ہوا اس کا قہر اور لطف دونوں حق ہیں۔

کشف المحجوب میں حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں صوفیائے کرام کے نزدیک قہر کا مطلب یہ ہے کہ بندہ کی خواہشاتِ نفسانی تائیدِ الٰہی سے فنا ہو جائیں اور لطف سے مراد یہ ہے کہ انسان کی روحانی قوت بقائے الٰہی کے ساتھ بقا حاصل کرلے۔ دونوں صورتوں میں تائید ایزدی شاملِ حال ہوتی ہے اسی کی عنایت سے نفسانی قوت مغلوب ہوتی ہے اور اسی کی رحمت سے روحانی قوت غالب لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

۱۸۔ فنا و بقا

ایک روز ارشاد فرمایا جب فضلِ ربانی سے پیرِ کامل کا دامن ہاتھ آجائے تو مرید کو چاہیئے کہ اس کے ارشادات پر پورا پورا عمل کرے اپنے آپ کو مٹاتا چلا جائے اور یہ مٹانا بظاہر تو مٹانا ہے مگر حقیقت میں بنانا۔ جتنا مٹے گا اتنا ہی بنے گا۔ یہ مٹنا اور بننا ہی فنا اور بقا ہے اور اسی کو تکمیلِ سلوک کے نام سے یاد کرتے ہیں ؎

از بہاراں کے شود سر سبز سنگ
خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ

---

[1] پارہ ۷ رکوع ۱۴

[2] پارہ ۲۵ رکوع ۳

فرمایا مرید وہ ہوتا ہے جس کا اپنا کوئی ارادہ نہ ہو (المرید لا یرید) اس کا ارادہ پیر کے ارادہ میں فنا ہوتا ہے اور اسی میں مرید کی عظمتیں اور سربلندیاں پوشیدہ ہیں حقیر سی چیونٹی کبوتر حرم کے قدم تھام کر اپنی حرکت اور ارادہ اس کی حرکت اور ارادہ میں گم کر دیتی ہے تو اس کی ایک اڑان کے ساتھ ہی خانہ کعبہ کے دیدار سے مشرف ہو جاتی ہے اسی طرح مرید اپنا ارادہ پیر کے ارادہ میں فنا کر دے تو حریم قدس کے جلوے دیکھ لیتا ہے ؎

مورِ مسکین ہوسے داشت کہ در کعبہ رسد
پنجہ بر پای کبوتر زد و ناگاہ رسید

اس ضمن میں مولانا عبد المجید خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بہت پُر لطف قصہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضور قبلہ عالم شہنشاہ علی پوری قدس سرہٗ موضع کھیرڑی ضلع رہتک میں تشریف لا رہے تھے۔ حضرت یہ مژدۂ جانفزا سن کر رہتک سے تانگہ پر سوار ہوکے یہ احقر آپ کے ساتھ ساتھ سائیکل پر چلا۔ شہر سے نکل کر حضرت قبلہ نے مجھے اپنے کلماتِ طیبات سے مشرف فرمایا اس لئے میں نے "تانگہ کے تختہ پر ہاتھ رکھ لیا اپنے پاؤں کی حرکت بند کر دی اور ہمہ تن گوش بن کر ارشاداتِ عالی سنتا رہا۔ اب میں نے سائیکل چلانا بالکل بند کر دیا تھا مگر اس کے باوجود سائیکل بھی تانگہ کی رفتار سے چلتا رہا۔ اس وقت حضرت نے فرمایا: "عبد المجید دیکھو تم نے ہماری سواری کو ایک ہاتھ سے پکڑ لیا ہے اور اپنی حرکتِ ارادی بند کر دی ہے۔ تم نے اپنا ارادہ ہمارے ارادے میں فنا کر دیا ہے اسی ربطِ مستحکم کی وجہ سے ہماری رفتار کے ساتھ تمہارا سفر بھی طے ہو رہا ہے اور بلا تکان تم بھی اسی وقت منزل مقصود پہ پہنچ جاؤ گے جب ہم پہنچیں گے" پھر فرمایا "لیکن اگر ایک لمحہ کے لئے بھی تم اپنا ہاتھ ہمارے تختہ سے جدا کر لو تو اسی وقت نہیں خود جد و جہد کرنی پڑے گی ورنہ اسی جگہ کھڑے رہ جاؤ گے"

(تجلیات الکمالات صفحہ ۸۵)

فنا اور بقا کے متعلق اتنی گذارش اور ہے کہ صوفیائے کرام کے نزدیک "گسستن" اور

"پیوستن" کے بھی یہی معنی ہیں بندہ کا تعلق مخلوق سے ٹوٹتا جاتا ہے اور خالقِ تعالیٰ سے جڑتا جاتا ہے۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "فنا فی اللہ" اور "بقا باللہ" سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ ممکن واجب اور بندہ (معاذ اللہ) خدا بن گیا یہ امر قطعاً محال ہے[1] فنا و بقا شہودی ہے وجودی نہیں بندہ ہمیشہ بندہ رہتا ہے اور رب تعالیٰ ہمیشہ رب[2]

اَلْعَبْدُ عَبْدٌ دَائِماً ‌ ‌ ‌ ‌ وَالرَّبُّ رَبٌّ سَرْمَدًا

۱۹۔ استقامت

آپ فرمایا کرتے تھے کہ استقامت کی ہر کام میں ضرورت ہے جو نیک عمل روزانہ باقاعدگی سے ہوتا رہے وہ اس کثیر سے بہتر ہے جس میں مداومت نہ ہو۔ اور راہ سلوک میں تو استقامت کرامت سے افضل ہے الاستقامۃ فوق الکرامۃ

استقامت کے موضوع پر تقریر میں فرمایا کہ حضرت امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے گاؤں نزد جبتر میں ایک بزرگ تشریف لائے اور شاہ صاحب ان کے مرید ہو گئے۔ بارہ برس تک اپنے پیر و مرشد کی خدمت کرتے رہے۔ ایک دن حضرت پیر صاحب نے پوچھا "لڑکے تمہارا نام کیا ہے؟" شاہ صاحب روتے ہوئے قدموں پر گر پڑے عرض کی "حضور آج بارہ برس کے بعد تو میرا نام پوچھا ہے" اور کام پوچھنے کے لئے تو عمر دراز چاہیئے۔ پیر صاحب نے مسکرا کر گلے سے لگایا اور فیوضِ باطنی سے مالا مال کر دیا۔ پھر جب صاحبِ اجازت ہو کر اپنے گاؤں لوٹے تو ایک دنیا کو فیض پہنچایا اور لوگ آپ کے ادب کی وجہ سے آپ کے گاؤں کو "مکان شریف" کہنے لگے۔

یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد فرمایا مریدین کے لئے اس میں بڑا سبق ہے کہ خاصانِ خدا کی بے نیازی کا یہ عالم ہے کہ بارہ بارہ سال تک نام بھی نہیں پوچھتے اور یہاں لوگوں کا یہ حال ہے کہ آج مرید ہوئے اور دوسرے دن ہی خلافت کی آرزو کرنے لگے۔

ببیں تفاوتِ راہ از کجاست تا بہ کجا

---

[1] مکتوبات امام ربانی جلد اول مکتوب ۱۲۶

[2] ایضاً ‌ ‌ ‌ جلد ثانی مکتوب ۹۹

استقامت کے موضوع پر کلام کرتے ہوئے فرمایا حضور سید انس وجان صلی اللہ علیہ وسلم کو مولیٰ کریم جل مجدہٗ نے فرمایا اے محبوب! آپ حسب حکم استقامت سے کام لیجئے (فاستقم کما امرت پارہ ۲۵ رکوع ۳) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی استقامت کا حق ادا فرما دیا آپ نے تبلیغ رسالت میں اس بے مثال پامردی اور استقلال کا ثبوت دیا جو آپ ہی کی شان کے لائق تھا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

۲۰۔ خدمت خلق

مخلوق خدا کی خدمت حضرت قبلہ کا خاص شیوہ تھا پہلے باب میں اس کی بعض مثالیں لکھی گئی ہیں یہاں آپ کا ایک ارشاد عالی نقل کیا جاتا ہے آپ اپنے صاحبزادہ والا قدر مخدومی حافظ صاحب مدظلہم العالی کو نہایت ہی مشفقانہ طور پر نصیحت فرماتے ہیں: "برخوردار! دنیا ناپائیدار ہے لیکن خدمت خلق ہر وقت درکار ہے اور خدمت خلق کے لئے قابلیت پیدا کرنا ناگزیر ہے۔ صرف اس واسطے قابل نہ بنے کہ میں بڑے مرتبے حاصل کروں گا 'میں' اور 'مرتبے' دونوں کو بھلا کر اعلیٰ سے اعلیٰ قابلیت حاصل کرنے میں ذرا بھی کوتاہی نہ کرے تاکہ اعلیٰ سے اعلیٰ طرح پر خدمت خلق کر سکے ... ؎

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد
ہر کہ نخوت کرد او محروم شد"

طریقت اور خدمت خلق کا چولی دامن کا ساتھ ہے انسان خدمت سے ہی عظمت پاتا ہے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے تو صاف اعلان کر دیا ہے ؎

طریقت بجز خدمت خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

متفرّقات

۱۔ اپنی مدد آپ "اپنی مدد آپ ایک زرّین اصول ہے مشہور بات ہے کہ خدا تعالیٰ ان کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کریں۔ جو فرد اور جو معاشرہ اس مقولہ کو اپنا دستور العمل بنالیتا ہے وہ منازلِ ترقی طے کرتا چلا جاتا ہے اس کے برعکس دوسروں کا سہارا تکنے والا بے غیرتی کی وجہ سے ذلیل و خوار ہوتا ہے۔

حضرت قبلہ نے ایک دفعہ فرمایا رہتک میں ایک جج تھے منشی فقیر علی مرحوم۔ ان کے صاحبزادے عبداللطیف صاحب اپنے والد کے سامنے گاڑی میں سیر کرتے عمدہ لباس پہنتے اچھے اچھے کھانے کھاتے اور عالی شان عمارتوں میں رہتے لیکن یہ نہ جانتے تھے کہ ایک دن یہ سب نعمتیں چھن جائیں گی اور معمولی نوکری اور قلیل سی تنخواہ پہ گذارہ کرنا پڑے گا۔ وہ سابقہ سامانِ عیش و عشرت تو اس لئے ملا تھا کہ اس کی لذتوں سے لطف اندوز ہونے کے بعد خود اپنے زورِ بازو سے اسے حاصل کرنے کا فکر پیدا ہو جائے اور اپنی محنت سے جج بننے کی کوشش کریں۔ پھر فرمایا بچہ کو ماں کی گود میں بے مشقت روزی ملتی ہے لیکن جب وہ بڑا ہو جائے تو اس کا فرض ہو جاتا ہے کہ خود روزی کمائے اور اپنے پیروں پہ کھڑا ہو۔ اسی طرح شروع میں مرید اپنے پیرو مرشد کی زیرِ توجہ رہتا ہے مگر اسے اپنی خداداد صلاحیتوں کو اُجاگر کرنا چاہیئے تاکہ وہ پوری طرح ترقی کر سکے۔

اس سلسلہ میں آپ نے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کی مثال دی کہ جب تک آپ جنت میں رہے ہر نعمت بے محنت حاصل رہی اور جب زمین پر تشریف لائے تو مشقت لازم ہو گئی۔ بچہ کو آغوشِ مادر اور سالک کو تربیتِ شیخ میں بہشت کا ہی مزہ ملتا ہے لیکن ان کا عروج اور کمال ان کی اپنی سعی اور کوشش کے ساتھ وابستہ ہے۔

۲۔ لاتقنطوا ایک مکتوب شریف میں فرمایا "نوجوانوں کو اداس نہیں ہونا چاہیئے میں اگرچہ بوڑھا ہو گیا ہوں مگر بالکل اداس نہیں، جبکہ ہم ایک ایسی

برگزیدہ ہستی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے غلام ہیں جو کہ عالموں کے لئے رحمت ہے تو پھر اداسی کیسی؟
اسی طرح ایک اور خط میں فرمایا "اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ایمان والوں کو چاہیئے کہ کبھی نومید نہ ہوں"

ندارم ہیچ گونہ توشۂ راہ
بجز لا تقنطوا من رحمۃ اللہ

۳۔ خودکشی مایوسی اور ناامیدی کا ہی نتیجہ ہے کہ آئے دن خودکشی کی وحشتناک خبریں سننے میں آتی ہیں۔ کوئی طالب علم امتحان میں فیل ہو گیا کسی کو نوکری نہ ملی یا کوئی اور مقصد پورا نہ ہوا تو دریا میں چھلانگ لگا دی ریل گاڑی کے نیچے کٹ مرے حالانکہ ناامیدی کافروں کا شیوہ ہے[1] مومن کسی حال میں بھی ناامید نہیں ہو سکتا۔ حضرت قبلہ فرماتے ہیں جان بھی تو انسان کی اپنی ملکیت نہیں ہے اور اس کا ثبوت یہ کہ خودکشی قانونِ ملک کی نظر میں بھی جرم ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی جرم۔ اسی لئے خودکشی کی کوشش پر عدالتیں سزا دیتی ہیں آخرت میں عذاب ہوگا۔ معلوم ہوا جان بھی انسان کی ملکیت نہیں۔ اس کی اپنی ملک ہوتی تو سزا کیوں ملتی؟

۴۔ کیمیاگری ایک دن مجلس شریف میں کیمیا کی بات آگئی آپ نے فرمایا اس میں کوئی خیر نہیں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جملہ علوم عطا کئے[2] مگر آپ نے کبھی کیمیاگری کا خیال بھی نہ فرمایا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ظاہری و باطنی علوم سے مالامال فرمایا مگر ایک روایت بھی ایسی نظر نہیں پڑی کہ آپ نے کسی صحابی کو ان کی تنگ دستی و عسرت کے باوجود انہیں کیمیا بنانے کی کوئی ترکیب بتائی ہو۔ پس اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں کوئی بھلائی نہیں۔

---

[1] پارہ ۱۳ رکوع ۵

[2] مولیٰ تعالیٰ فرماتے ہیں اے حبیب صلی اللہ علیک وسلم ہم نے آپ کو وہ سب کچھ سکھا دیا جو آپ نہ جانتے تھے (وعلمك ما لم تكن تعلم) پارہ ۵ رکوع ۱۷

لوگ تانبہ کا سونا بنانے میں اپنی زندگیاں کھپا دیتے ہیں مگر ان کی ایک آنچ کی کسر کبھی بھی پوری نہیں ہوتی اور اگر بفرضِ محال وہ اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہو جائیں پھر بھی مال و دولت کے باوجود وہ گداگر ہی رہتے ہیں۔ اصل کیمیا تو قناعت ہے۔

۵۔ تمباکو نوشی

آپ نے ایک صاحب کو لکھا "حقہ سگریٹ وغیرہ کے استعمال سے سینہ سیاہ ہو جاتا ہے اور بعدہٗ دل تک سیاہی پہنچ جاتی ہے۔"

نیز فرمایا "آگ جہنم کی نشانی ہے اور پانی جنت کی۔ حقہ پینے والا صبح سویرے چارپائی سے اٹھتے ہی آگ تلاش کرتا ہے اور نمازی اس وقت پانی ڈھونڈھتا ہے۔"

جس طرح دنیا کے بڑے بڑے ڈاکٹر شراب نوشی کے زہریلے اور مہلک اثرات کا اعتراف کرتے ہیں اسی طرح تمباکو نوشی کے نقصانات بھی مسلّم ہیں رہی اس کی روحانی مضرتیں وہ اہلِ بصیرت ہی جانتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ذیل کی شہادت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کیسی محرومی کی چیز ہے۔

تحیاۃ الکمالاۃ میں ہے ایک دفعہ کرنال میں ایک صاحب کے ہاں مجلس میلاد پاک منعقد ہوئی۔ حضرت وعظ فرما رہے تھے اثنائے وعظ میں آپ ایک دم رک گئے اور فرمایا کیا وجہ ہے کہ آسمان سے جو انوار آ رہے تھے وہ بند ہو گئے ہیں پھر خود ہی فرمایا دیکھو کوئی حقہ تو مجلس میں نہیں لایا گیا۔ دیکھنے سے پتہ چلا ایک شخص نے اسی وقت چپکے سے حقہ منگایا تھا اسے واپس بھجوایا تب آپ نے دوبارہ اطمینان سے وعظ شروع فرمایا۔

یہاں سائیں توکل شاہ صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ملفوظ شریف نقل کرنا نفع سے خالی نہ ہوگا اس سے معلوم ہوگا کہ تمباکو نوشی تو بجائے خود پان میں تمباکو کھانا بھی کیسے عظیم گھاٹے کی بات ہے۔

حضرت سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں[۱] "ایک دن ہم نے درود شریف بہت پڑھا رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک عجیب باغ ہے اور اس میں ایک پختہ نہایت عمدہ چبوترہ ہے یہ

---

[۱] ذکرِ خیر مرتبہ خواجہ محبوب عالم صاحب طبع سوم ص ۱۵۴-۱۵۵

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ میں نے قدم بوسی کی حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے سینہ مبارک سے لگالیا مگر چہرہ مبارک میری طرف سے پھیر لیا۔ میں ڈر گیا اور بڑی عاجزی سے عرض کیا حضور مجھ سے کیا قصور ہوا۔ ارشاد فرمایا کہ قصور تو کچھ نہیں ہوا صرف تمہارے منہ سے تمباکو کی بدبو آتی ہے۔ (اس کے بعد سائیں صاحب نے تمباکو کا استعمال بالکل ترک کر دیا۔)

۶۔ بڑوں کا ادب

ایک دن ایک بوڑھے شخص کو دیکھ کر فرمایا ہمیں ہر بزرگ آدمی کی تعظیم کرنی چاہیئے اور اس طرح سمجھنا چاہیئے کہ وہ ہمارے مقابلہ میں دس بیس سال خیر القرون سے زیادہ نزدیک ہے۔

۷۔ لڑکیوں کی پرورش

ایک مجلس میں ذکر آگیا آپ نے فرمایا جس شخص کے دو لڑکیاں ہوں اور وہ اللہ تعالیٰ کے لئے ان کی پرورش کرے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہ جنت میں ہمارے ساتھ ہوگا، اور حضور علیہ السلام نے اپنی دو انگشت مبارک جوڑ کر فرمایا اس طرح جنت میں ہمارے ساتھ جائے گا۔

فرمایا یہ حدیث شریف حضور قبلہ عالم شہنشاہ علی پوری روحی فداہ نے اس وقت بیان فرمائی تھی جب ہمارے لڑکے کا انتقال ہو گیا تھا اور صرف لڑکیاں ہی لڑکیاں باقی رہ گئی تھیں۔

۸۔ اتفاق میں برکت ہے

ایک روز ارشاد فرمایا اللہ تعالےٰ کے احکام مسلمانوں میں اتفاق اور یک جہتی پیدا کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہیں نماز با جماعت کا ثواب زیادہ رکھا ہے اور جماعت سے قوم کی شیرازہ بندی ہوتی ہے روزانہ پنج وقتہ نمازوں کے علاوہ جمعہ، عیدین اور پھر حج کا اجتماع ان سب میں یہی حکمت پوشیدہ ہے۔ حج میں تو دنیا بھر کے مسلمان جمع ہو جاتے ہیں اور عالمگیر اسلامی اخوت اور مساوات کا ایسا شاندار مظاہرہ ہوتا ہے جس کی مثال کوئی قوم بھی پیش نہیں کر سکتی۔

پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے اتفاق میں کیا ہی شیرینی پیدا فرمائی ہے۔ دیکھو مکھیاں شہد بناتی ہیں اور قرآن پاک میں اس کی تعریف موجود ہے کہ اس میں لوگوں کے لئے شفا ہے[1] پھر لطف یہ کہ مکھیاں جنگل کے تمام کڑوے کسیلے تلخ اور بدمزہ پھولوں کا رس چوستی ہیں لیکن یہ ان کے اتفاق کی برکت ہے کہ وہ کڑوا اور بدمزہ رس خوشگوار اور شیریں شہد بن جاتا ہے ؎

ز اتفاقِ مگس شہد می شود پیدا
خدا چہ لذّتِ شیریں در اتفاق نہاد

۹- اکل حلال اور صدق مقال

اکل حلال اور صدق مقال تقویٰ اور پرہیزگاری کے لوازمات سے ہیں حلال روزی کھانا اور سچ بولنا انسان کو مقبول بارگاہ بناتا ہے۔ کرامات کے باب میں سید ضامن علی صاحب کی غیبی کفالت کا ذکر آیا ہے۔ انہوں نے حضرت سے کہا مجھے کوئی کیمیا کا نسخہ دیجئے یا دستِ غیب کا وظیفہ بتائیے تو آپ نے محنت مشقت سے حلال روزی کما کر کھانے کی تلقین فرمائی اور فرمایا "اکل حلال محنت سے حاصل کرنا اور مولیٰ پاک کی یاد میں لگا رہنا ہی بس غنیمت ہے۔"

اسی قصہ میں ہے کہ آپ نے میر ضامن علی صاحب سے نماز کے بارے میں فرمایا تو وہ بولے ہاں حضرت جی ابھی پڑھ کر آیا ہوں۔ آپ نے ذرا خاموشی کے بعد فرمایا "میر صاحب فقیر کی عادت پردہ دری کی نہیں ہے مگر اس لئے کہتا ہوں کہ کہیں یہ مرض بڑھ نہ جائے آپ کے چہرہ پر نماز کا نور نہیں آیا اور جھوٹ روزی کو کم کرتا ہے۔" سچ سے برکت ہوتی ہے جھوٹ سے بے برکتی۔ جھوٹ کی ہلاکت آفرینی آپ نے ان الفاظ میں بیان فرمائی: "جھوٹ شیطان کا توپ خانہ ہے اس سے شہروں کے شہر تباہ ہو رہے ہیں۔"

---

[1] پارہ ۱۴ رکوع ۱۵

باب چہارم

مکتوباتِ شریفہ

● مکتوب شریف بنام راجہ گلاب خاں صاحب مرحوم[1]

(۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از عدن - مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۰۹ء یوم دوشنبہ

مخلصم راجہ صاحب سلمہ اللہ

السلام علیکم - آج بفضلہ تعالیٰ ہم سب خیر و عافیت کے ساتھ عدن پہنچ گئے ہیں اور انشاءاللہ العزیز ایک دن یا کم و بیش جہاز یہاں ٹھہر کر پھر آگے جدہ شریف کو روانہ ہوگا پھر کامران میں قرنطینہ کے لئے حسب معمول قریباً ایک ہفتہ ٹھہرنا ہوگا۔ آگے مقام یلملم سے احرام باندھا جاتا ہے اور اس کے ساتھ حرم شریف میں داخل ہونا ہوتا ہے تاکہ عمرہ ادا کیا جائے - بعد ادائے عمرہ احرام اتارا جاتا ہے - اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے امید ہے کہ رمضان شریف کے پہلے ہفتے میں مکہ معظمہ میں انشاءاللہ پہنچ جاویں گے اور خدا نے چاہا تو پھر وہاں سے خط لکھا جاوے گا - بخدمت حضرت حافظ صاحب حافظ انور علی صاحب دامت برکاتہم السلام علیکم و دست بستہ معروض - بخدمت جمیع یاران طریقت السلام علیکم - بھائی فضل الٰہی امید ہے مسجد میں باقاعدہ حلقہ وغیرہ میں شامل ہوتے ہوں گے - بھائی محمد عظیم صاحب بھی آتے ہوں گے - اللہ تبارک و تعالیٰ بہ طفیل اپنے مقبولوں اور حضرت قبلہ عالم جناب شاہ صاحب دامت برکاتہم کے ہم سب کو ذکر فکر مراقبہ سحرخیزی اتباع شریعت میں مستقیم رکھے اور عافیت دارین نصیب فرماوے - آپ یا برادران طریقت میں جو صاحب خط لکھیں تو پتہ یہ ہے : ملک عرب مکہ معظمہ بوساطت حضرت شیخ عبداللہ صاحب معلم

---

[1] سکنہ پڑیاں ضلع راولپنڈی جہاں اب اسلام آباد تعمیر ہوا ہے آپ راجہ حامد مختار صاحب ڈپٹی کمشنر جہلم کے والد بزرگوار تھے خود بطور ریٹائرڈ افسر مال ہوئے ان کے بیعت ہونے کا قصہ باب دوم کرامت ۔۔۔ میں ملاحظہ ہو۔

محمد حسین پنجابی بندی کو ملے - از طرف حاجی دین محمد صاحب و دیگر ہمراہیان السلام علیکم
الراقم دعاگو محمد حسین

مکتوبات بنام جناب قاضی حفیظ الدین صاحب رو ہتکی (المعروف بہ بھائی جی صاحب) رحمۃ اللہ علیہ

(۲)

از مکہ معظمہ مورخہ ۷ رشوال ۲۴ر اکتوبر ۱۹۰۹ء یوم جمعہ

برادر عزیز شیخ حفیظ الدین سلمہ ربہٗ

السلام علیکم - اللہ تبارک و تعالےٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ حضرت قبلہ عالم بھی اب کے حج مبارک کے واسطے تشریف لا رہے ہیں - اللہ کی بارگاہ سے امید ہے کہ دو تین دن تک مکہ معظمہ تشریف لاویں گے ہم سب ہر وقت چشم براہ ہیں - روہتک میں جو آگے خط بھیجے ہیں ان سے مفصل حال جو لکھا گیا تھا معلوم ہوا ہوگا - الحمد للہ کہ روہتک کے خطوں سے قابل تسکین و تسلی خبریں پہنچتی ہیں برادرم نیک کاموں میں استقامت کو وطیرہ بنانا چاہیئے اور ساتھیوں کو بھی استقامت کی تاکید کرنی چاہیئے اور اپنے آپ کو خادم خلق بنانا چاہیئے ؎

لاگی لاگی سب کہیں لاگی بری بلا
لاگی واکی جانیے جو آر پار ہو جا[1]

برادرم حافظ نور محمد، فیاض علی، مظفر علی، محمود علی، خان عثمان خان و میر عابد علی و میر صاحب محمد علی اور سب کے ساتھ محبت رکھیں حضرت حافظ صاحب[2] کی خدمت میں ضرور

---

[1] مطلب یہ کہ عشق کا دعوےٰ تو سب کرتے ہیں مگر عشق ایک بڑی بلا ہے اصل عاشق وہ ہے جو عشق میں فنا ہو جائے -

[2] مراد حضرت حافظ انور علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حاضر ہوتے رہنا چاہیئے۔ جو برادران اب حضرت (قبلہ عالم محدث علی پوری) کی خدمت میں داخل سلسلہ ہوئے ہیں ان کو صوم و صلوٰۃ کی پابندی اور شمول حلقہ ذکر کی تاکید کی جاوے۔ سبق یاد کرنے کے واسطے حاصل کیا جاتا ہے نہ کہ بھلا دینے کے واسطے۔

---

(۳)

از مکہ مکرمہ ۱۶ ذی الحجہ مطابق ۹ ۲ دسمبر ۱۹۰۹ء یوم چہارشنبہ

مجمع مکارم اخلاق مخلصم منشی حفیظ الدین صاحب سلمہ ربہٗ

تمہارے دونوں کارڈ مرقومہ ۲۰ نومبر و ۳ دسمبر کل کی ڈاک سے پہنچے۔ ان کی نسبت حضرت قبلہ دامت برکاتہم کی خدمت اقدس میں عرض کیا گیا اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و کرم کو شامل حال فرما دے۔ آمین ثم آمین

حضرت قبلہ عالم جدہ شریف کی بندرگاہ پر پہنچ کر دوسرے رستہ مع ہمراہیوں کے پہلے مدینہ منورہ پہنچے۔ ادھر یہ عاجز مع اپنے ساتھیوں کے دو ماہ مکہ معظمہ میں رہ کر سلطانی راستہ سے مدینہ منورہ میں پہنچا۔ حضور سے مدینہ منورہ میں ملنا وصل الحبیب الی الحبیب[1] کے مضمون کا نمونہ ہوا۔ حضرت نے نہایت کرم بخشی سے قافلہ کی آمد آمد سن کر مدینہ منورہ کے شہر مبارک سے باہر تشریف لانے کی تکلیف گوارا فرمائی اور استقبال کے لئے قدم رنجہ فرمایا اور ملنے میں چند لمحوں کی تاخیر کو گوارا نہ فرمایا۔ واقعی حضور کا وجود مبارک عین محبت ہے اور اپنے ناناجان حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش اخلاق اور رحمت الٰہی کا نمونہ ہے حضور نے ہم سب رفیقوں کے واسطے کھانا تیار کرایا اور رہائش کا انتظام اسی مکان کے کمروں میں کیا گیا جس میں حضور خود فروکش تھے اور جو کہ حرم محترم رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت قریب تھا کہ ہر نماز کے وقت حرم شریف میں حاضر ہو کر نماز پڑھا کرتے اور قبلہ دو جہاں

---

[1] حبیب کو اپنے حبیب کا وصل نصیب ہو گیا۔

سرور انبیاء خلاصہ موجودات رحمۃ للعالمین (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے کھڑے ہو کر پانچوں وقت سلام و درود بہ آواز بلند پڑھتے پھر بعد قیام مدینہ منورہ حضور کا قافلہ اور ہمارا قافلہ اکٹھے ہی مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کی طرف برائے ادائے مناسک حج روانہ ہوا۔ اب مکہ معظمہ میں بھی پاس پاس مکان میں رہائش کا انتظام ہے اور اکٹھے ہی عرفات کو جا کر حج مبارک کے مناسک ادا کئے جن کے اختتام پر حضرت نے بڑی خوشی کے ساتھ اپنی زبان مبارک سے مبارک باد کہی ؎

بریں مژدہ گر جاں فشانم رواست

اب انشاء اللہ پرسوں بعد ادائے صلوٰۃ جمعہ و طواف الوداعی بیت الحرام ہفتہ کے دن یکم جنوری کو یہاں سے بطرف ہندوستان روانگی ہوگی۔

---

(۴)

از قلعہ رہتک مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۱۰ء یوم چہار شنبہ یعنی بدھ

اخویم منشی حفیظ الدین صاحب سلمہ ربہٗ

السلام علیکم قاضی صاحب[۱] کی خدمت میں میرا السلام علیکم کہہ دینا۔ جب وہ نماز پڑھتے ہیں تو اب میری ان کی صلح ہے۔ نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے پہلے میں نے دل میں لڑائی کر رکھی تھی[۲]

---

[۱] قاضی مظہر حسین صاحب تحصیلدار بندوبست ترن تارن ضلع امرتسر

[۲] اس مکتوب شریف سے عیاں ہے کہ آپ کو نماز سے کتنا لگاؤ تھا۔ دوستی ہے تو اللہ تعالیٰ کے اور دشمنی ہے تو اللہ تعالیٰ کے لئے۔

Mirza Abdur Rauf Sb. B.A.

Senior Sub Judge

Amritsar

(۵)

از محلہ سلارہ شہر جھنگ مورخہ ۲ فروری ۱۹۵۰ء[1]

عزیزان من سلمہم ربہم

عزیزو ایسے وقت کو غنیمت سمجھنا چاہیئے ؎

خوشا وقتے و خرم روزگارے

کہ یارے برخورد از وصل یارے

جہاں تک ہوسکے چھ وقت نماز ایک ہی جگہ ادا کرنی چاہیئے۔ حلقہ کے واسطے بھی کوئی وقت ضرور مقرر رکھنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے ارواح و قلوب انسانی کو مختلف طرح کا بنایا ہے جس طرح کہ جلانے کی لکڑیاں مختلف طرح کی ہوتی ہیں کوئی بڑی کوئی چھوٹی بڑی لکڑی اس واسطے چھوٹی لکڑی کی محتاج ہے کہ پہلے آگ چھوٹی کو لگتی ہے تو پھر بڑی کو۔ اور چھوٹی سوائے بڑی کے بہت جلدی آگ سے فنا ہو جاوے۔ آگ بڑی کی طرف چلی جاتی ہے اور چھوٹی کی عمر زیادہ ہو جاتی ہے۔ حلقہ سے یاد الٰہی میں مصروف ہونے کی وہی مثال ہے جیسے مختلف طرح کی لکڑیوں کا عشق کی آگ میں جلنا۔

راجہ گلاب خان صاحب کے واسطے مل کر دعا کیا کرو اللہ اپنے فضل و کرم سے بہتر کرے گا۔

دعا گو محمد حسین

نوٹ :۔ اس مکتوب شریف کا عکس بطور نمونہ تحریر شامل کتاب ہے۔
اسی میں انگریزی تحریر کا نمونہ بھی ہے

---

[1] یہ مکتوب شریف شیخ فضل الٰہی نائب تحصیلدار شیخ حفیظ الدین محمد نصیب خان شیخ سعید علی اور عبدالغنی صاحب کے نام مشترک ہے۔ بمقام ہوشیار پور

(۶)

از رہتک مورخہ ۱۲ر جولائی ۱۹۱۱ء

اخویم منشی حفیظ الدین صاحب سلمہ ربہٗ

السلام علیکم۔ طالب خیریت بخیریت۔ عرصہ سے کوئی محبت نامہ نہیں آیا یاران طریقت کے حال کے نگران رہا کریں۔ بعض بعض صورتوں میں ان کی تلقین کو تازہ کیا کریں۔

عزیز اقبال کا محبت نامہ آیا تھا جس سے معلوم ہوا کہ وہ ہوشیار پور سے کچھ فاصلہ پر کسی گاؤں میں تعینات ہے۔ اب غالباً ہوشیار پور میں آ گیا ہوگا اس کو تہجد وغیرہ کے متعلق سب کچھ دوبارہ بتلا دیویں۔ میری طرف سے آپ کو اجازت ہے۔

عرس شریف سے واپس آ کر بھی یہاں اور ڈیڑھ سو روپے کے قریب وصولی چندہ بمد یونیورسٹی[1] ہوئی ہے اور زیادہ کی اللہ کی بارگاہ سے امید ہے، وہاں کچھ اور کوشش بھی کی گئی ہے یا نہیں۔ عزیز شیخ فضل الٰہی کو تاکید کریں۔

---

(۷)

از رہتک مؤرخہ ۲۵ر اکتوبر ۱۹۱۱ء

عزیزانم منشی حفیظ الدین و سعید علی صاحبان سلمہم ربہم

السلام علیکم۔ عزیز القدر شیخ فضل الٰہی صاحب اور ان کے سب عزیزوں کو اللہ تبارک تعالیٰ بہت برکتیں عطا کرے گا کہ انہوں نے اپنے بھائیوں[2] کی بہت خاطر داری اور دلداری کی اور سردست وطن اور ایسے مقدس وطن[3] کی تبدیلی کی نعمت عظمیٰ اللہ کی

---

[1] مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو باب اول۔ تبلیغی کارنامے

[2] پیر بھائیوں کی خدمت مراد ہے جن کے نام مکتوب ہذا ارسال ہوا۔

[3] شیخ فضل الٰہی صاحب کا تبادلہ ان کے وطن سیالکوٹ کا ہو گیا اور چونکہ اپنے پیر و مرشد قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا وطن تھا اس لئے "مقدس وطن" فرمایا

بارگاہ سے ملی ہے۔ آپ صاحبان کی اُداسی بیج ہے مگر برادرانم جس کی نظر ماسوا پر پڑے وہ ذات (جل شانہٗ) غیور ہے اس کو اپنے مرکوز خاطر سے مفارقت کر دیتی ہے۔

حضرت قبلہ عالم روحی فداہ بنگلور سے بمبئی تشریف لے آئے ہیں اور عنقریب دہلی تشریف لاویں گے اور غلامان غالباً شرف زیارت کے لیے جاویں گے۔

---

(۸)

از بادلی مورخہ ۸ را کتوبر ۱۹۱۲ء یوم شنبہ

اخویم منشی حفیظ الدین صاحب سلمہ ربہٗ

السلام علیکم۔ یہ دعاگو اور حافظ نور محمد صاحب اور بھائی فیاض علی کل سے براہ بہادر گڑھ میر صاحب میر عابد علی صاحب انچارج چوکی پولیس بادلی کے پاس آئے ہوئے ہیں۔ رستہ میں تھوڑا وقت بھائی وجیہہ الدین کے پاس بھی ٹھہرے تھے۔ ان کی زبانی معلوم ہوا کہ اب پہلے کی نسبت وہاں رہنے میں تکلیف ہے اس کے متعلق مفصل حال لکھیں کہ آیا دن کو نماز ظہر وغیرہ کے ادا کرنے میں تو کوئی مانع نہیں ہوتا۔ اگر رکاوٹ ہوتی ہے تو اللہ کے فرمان مقدم ہیں ایسے کام کو چھوڑ دینا بہتر ہوگا۔

---

(۹)

از رہتک مورخہ ۴ رنومبر ۱۹۱۲ء

اخویم منشی حفیظ الدین صاحب سلمہ ربہٗ

السلام علیکم۔ انہیں ایام تعطیلات دیوالی میں فیروز پور کی انجمن اسلامیہ کا سالانہ جلسہ ہے۔ وہاں حضرت قبلہ عالم روحی فداہ صدر ہوں گے اور میرا نام بھی پروگرام میں درج ہو چکا ہے حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضری ضروری ہے ہوشیارپور نہیں آسکتا۔ عزیز نذیر احمد کو دعوات

(۱۰)

از جونڈلہ تحصیل کرنال مؤرخہ یکم اپریل ۲۳ء

مجمع مکارم اخلاق اخویم منشی حفیظ الدین سلمہ ربہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - محبت نامہ پہنچا - طالب خیریت بخیریت - یہ دعاگو انشاء اللہ ۷ اپریل کو عصر کے وقت براستہ انبالہ علی پور شریف روانہ ہوگا - کرنال کے ضلع ایک ممتاز بزرگ چشتیہ سلسلہ کے[1] جو اسی ضلع کے کئی دیہات میں دورہ فرماتے ہیں حضرت صاحب قبلہ عالم روحی فداہ کی خدمت اقدس میں اس دعاگو کے ساتھ جانے کا ارادہ کرتے ہیں چونکہ وہ بڑی عمر کے بزرگ ہیں - انبالہ کا رستہ بہتر سمجھا گیا کہ انبالہ سے وزیر آباد تک کہیں گاڑی نہیں بدلتی - اگر اس رستے سے آنے کا موقعہ لگ سکے تو ادھر سے آجاویں ورنہ انشاء اللہ وہاں حضور کی خدمت اقدس میں تو سب حاضری رہیں گے -

---

(۱۱)

از کرنال مؤرخہ ۱۰ مارچ ۱۹۲۴ء

مجمع مکارم اخلاق اخی مکرم سلمہ ربہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ؎

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ کل ہماری باری ہے

برخوردار نذیر احمد اور اس کی اہلیہ کے انتقال پر ملال کا حال معلوم ہونے سے جو صدمہ ہوا ہے وہ تحریر میں نہیں آسکتا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن
برخوردار کی سعادت مندی اور عنفوان شباب اور یہ دو واقعے ایک ہی

---

[1] حافظ رحیم الدین صاحب سکنہ گوندر تحصیل کرنال

وقت میں[1] یہ سب باتیں جس وقت یاد آتی ہیں تو کلیجہ پاش پاش ہوجاتا ہے مگر اس مالک الملک کے حکموں کے آگے کسی کو دم مارنے کی جگہ نہیں اور سوائے صبر کے کوئی چارہ نہیں ؎

گل راچہ مجال است کہ گوید بہ کلال
کز بہر چہ سازی وچرا می شکنی

اللہ تبارک وتعالیٰ مرحوموں کو بخشے اور اپنے قرب میں جگہ دیوے اور ہم سب کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین ثم آمین

حضرت صاحب قبلہ عالم روحی فداہ کی بارگاہ عالی میں عزیز مرحوم کی بیماری اور اس کے واسطے دعا کے بارے میں تو اسی دن لکھا تھا جس دن آگرہ سے آپ نے مجھے اس کی علالت کی خبر دی تھی[2] اب حضرت صاحب قبلہ عالم کو جب عزیز مرحوم کی وفات کا حال معلوم ہوگا تو حضور کو بھی بہت قلق ہوگا کیونکہ حضور کو بھی اس سے بڑی محبت تھی۔ افسوس یہ ہے کہ جس وقت آپ کو آگرہ میں تار دیئے گئے تھے کرنال میں بھی فوراً خبر بھیجی جاتی تو جنازے میں شمولیت ہوجاتی اور اگر دوسرے دن خبر بھیجی جاتی تو ختم میں شمولیت ہوسکتی تھی اب تو ختم بھی ہوچکا اب چہلم کی تاریخ کا تعین کرکے لکھیں۔ بھائی عبدالرحیم خاں نے لکھا ہے کہ آپ جلدی آگرہ چلے جاویں گے اس لئے چہلم کی تاریخ کا ابھی سے تعین ضروری ہے۔

برخوردار نذیر احمد اور اس کی اہلیہ نے ایسی صورت میں گویا شہادت کا مرتبہ حاصل کیا ہے۔ خصوصاً برخوردار کے وصال کا دن بھی جمعہ کا تھا۔ اب چہلم کا فاتحہ بھی رمضان شریف کے بابرکت مہینے میں ہوگا اور بہتر ہوگا کہ رمضان شریف کے دوسرے جمعہ کو جو ۱۰/ اپریل ۱۹۳۶ء

---

[1] مکتوب الیہ کے بھتیجے ماسٹر نذیر احمد حضرت قبلہ کی خدمت سے سرفراز ہوئے (باب اول، اخلاق حمیدہ) موصوف اور ان کی اہلیہ دونوں کے جنازے ایک ساتھ قبرستان لے جائے گئے یہ طاعون کا زمانہ تھا " دو واقعے " میں ان دونوں کے بیک وقت فوت ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

[2] ان دنوں منشی حفیظ الدین صاحب (مکتوب الیہ) فتنہ ارتداد کے سد باب کے لئے آگرہ میں متعین تھے۔

کو ہوگا چہلم کے فاتحہ کے لئے مقرر کیا جائے بہرحال جو تاریخ مقرر کریں یہاں کرنال بھی لکھ بھیجیں اور یاران سلسلہ کو بھی خبر دے دی جاوے۔

کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

محمد حسین عفی عنہٗ

---

(۱۲)

از کرنال مورخہ ۱۹ رمضان المبارک یوم پنج شنبہ ۳۰ اپریل ۲۲ء

مجمع مکارم اخلاق اخی مکرم سلمہ ربہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ کئی دنوں سے برخوردار حسین الدین کی خیر خیریت کا خط آپ کی طرف سے نہیں آیا۔ اللہ کی بارگاہ سے امید ہے کہ اب برخوردار کو کسی قدر طاقت آگئی ہوگی اور خیر و عافیت سے ہوگا۔ ان ایام میں بڑے حادثات واقع ہوئے ہیں قصور میں بھی بڑا فتنہ رہا۔ اب وہاں بھی کمی پر ہے۔

آخر مولوی عبدالمجید خان صاحب واپس آ ہی گئے اور وہاں جھگڑا نہ ہوا۔ روداد کے بارے میں حضرت صاحبزادہ صاحب[۲] نے تحریر فرمایا ہے کہ اب کیا انتظام کیا جائے۔ خدا جانے کتنا حصہ لکھ آئے ہیں اگر حساب آمد و خرچ کا حصہ بطور ضمیمہ علیحدہ نکالا جاوے تو کیا روداد اب جلسہ شریف[۳] سے پہلے تیار ہو سکتی ہے۔ آپ کی اس میں کیا رائے ہے۔

نور احمد انشاءاللہ اتوار کو ختم قرآن شریف کرے گا۔

---

[۱] فتنۂ ارتداد کے مٹانے میں انجمن خدام الصوفیہ کے کارناموں کی روداد

[۲] سیدی و مرشدی حضرت سراج الملت الحاج الحافظ سید محمد حسین شاہ صاحب علی پوری

[۳] علی پور شریف میں انجمن خدام الصوفیہ کا سالانہ جلسہ جواب تک ہر سال بالعموم ۱۰ - ۱۱ مئی کو منعقد ہوتا ہے

(۱۴۳)

از کرنال یکم مئی ۱۹۲۷ء

اخی مکرم سلمہ ربہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - بیر دعاگو ، ۶ مئی کو دوپہر کے ایک بجے کی گاڑی پر انشاء اللہ رہتک پہنچے گا اور پھر شام کو وہاں سے روانہ علی پور شریف ہونے کا ارادہ ہے تاکہ ۸ مئی کی رات کو پہنچ سکے اور ۹ مئی کو جمعہ حضرت قبلہ عالم روحی فداہ کی خدمت میں پڑھا جاوے -

سفرنامہ در رخصت از ۶ مئی تا ۱۸ مئی

ا - ۶ مئی علی الظفر کرنال بعد دوپہر از کرنال تا دہلی

ب - ۶ ، ۷ مئی (کی درمیانی) رات قیام حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلی

ج - ۷ مئی قبل دوپہر بہادر گڑھ - بعد دوپہر رہتک

د - ۷ ، ۸ (درمیانی) رات و ۸ دن سفر از رہتک تا علی پور شریف

ہ - ۹ ، ۱۰ ، ۱۱ ، ۱۲ قبل دوپہر قیام علی پور شریف

و - ۱۲ بعد دوپہر سفر از علی پور شریف تا سیالکوٹ - رات قیام سیالکوٹ

ز - ۱۳ مئی سفر از سیالکوٹ تا لاہور

ح - ۱۳ ، ۱۴ (درمیانی) رات قیام حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور

ط - ۱۴ مئی امرتسر - ۱۴ ، ۱۵ (درمیانی رات) ترنتارن

ی - ۱۵ مئی سفر از ترنتارن تا قصور

ک - ۱۶ مئی جمعہ قیام قصور مع شب ما قبل وما بعد

ل - ۱۷ مئی سفر از قصور تا سرہند شریف

م - ۱۷ ، ۱۸ (درمیانی) رات قیام حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ سرہند شریف

ن - ۱۸ مئی سفر از سرہند شریف تا کرنال

---

(۱۴)

از کرنال مورخہ ۱۷ر فروری ۱۹۲۵ء یوم سہ شنبہ

مجمع مکارم اخلاق اخوانم بھائی حفیظ الدین و مولوی عبدالمجید خانصاحب سلمہا ربہما

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ - بروالہ سیداں جو کہ حصار کے پاس ایک سٹیشن ہے وہاں کے یاران سلسلہ میں میر مقبول حسین صاحب ایک بڑے برگذیدہ برادر طریقت ہیں ان کا آج ایک خط آیا ہے اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ حصار میں ۲۸ر فروری لغایت ۳ر مارچ بھنگیوں کی ایک کانفرنس ہو گی جس کا پریذیڈنٹ ایک اعلیٰ ساہوکار ہوگا - یہ ساہوکار جو پریذیڈنٹ ہونا تجویز ہوا ہے پکا (آریہ) سماجی ہے - سماجیوں کی رفتہ رفتہ یہ کوشش ہے کہ بتدریج چماروں اور چوہڑوں کو آریہ بنایا جاوے - اس خط کے آنے سے پہلے اس دعاگو کو عزیز القدر مولوی عبدالمجید خان صاحب کا اپنے پاس کرنال میں آنا معلوم ہوا یعنی وہ عالم مثال میں میرے مکان پر آئے ہیں -

نیز اس خط میں اس دعاگو کو ۲۱ر - ۲۲ر فروری کے لئے بباعث تعطیلات مدعو کیا ہے اگر ۲۰ر فروری تک مولوی عبدالمجید خان صاحب کرنال آجاویں تو ممکن ہے کہ یہ فقیر بھی مخلص خالص مولوی عبدالمجید خان صاحب کے ساتھ بروالہ چلے - انہیں اس خط کے پہنچنے پر جلدی آگرہ سے روانہ بجانب کرنال کر دیں - اگر وہ اتنی جلدی نہ آسکیں تو ۲۰ر فروری کو شام کے وقت جو گاڑی کرنال سے دہلی پہنچتی ہے اس پر اس دعاگو کو دہلی سٹیشن پر ملیں - اگر میں نہ پہنچ سکوں یا انہیں اس سے بھی زیادہ تاخیر کی صورت ہو تو پھر سیدھے آگرہ سے براستہ دہلی رہتک جیند جاکھل سے حصار لائن پر جاکر بروالہ سیداں پہنچیں - اور وہاں اخی طریقت میر مقبول حسین صاحب سے مل کر کانفرنس بھنگیاں کے بارے میں ضرور انتظام کریں کہ اس علاقہ کے چمار خاکروب وغیرہ خست و ضلالت کے گڑھے سے نکل کر اور اسلامی اخوت و مساوات کے وسیع اور ہموار میدان میں پہنچ کر صراط مستقیم کی ہدایت حاصل کریں -

اگر عزیز القدر مولوی عبد المجید خان صاحب کسی اور جگہ ہوں تو وہاں ہی ان کو جلدی لکھ دیا جاوے توقف نہ ہووے۔ اگر حضرت صاحب قبلہ عالم روحی فداہ کا فرمان ان ایام میں اس بارے میں پہنچے تو اس کی تعمیل زیادہ مقدم ہوگی اگر وہ فرمان اس تحریر کے متعارض نہ ہو تو اس پر عمل بوجہ منشائے شہنشاہی تصور ہووے۔

سب احباب کو السلام علیکم۔

ہر کہ باشد ز حال ما پرسان
یک بہ یک را سلام ما برساں

محمد حسین قصوری خاکپائے شہنشاہ علی پوری

بنام شیخ فضل الٰہی صاحب نائب تحصیلدار بندوبست بمقام ہوشیار پور

(۱۵) [1]

عزیز القدر من طول عمرہٗ السلام علیکم

بہت عرصہ سے کوئی خط حالات خیر خیریت کا نہیں آیا اور بھائی حفیظ الدین اور عزیز سعید علی نے بھی کوئی خبر نہیں بھیجی۔ رسالہ شریف [2] وہاں بھی آیا ہوگا اور اس کے دیکھنے سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ عرس شریف کی تاریخ ۱۱، ۱۲ مئی مقرر ہوئی ہے۔ ۷ مئی کو اتوار ہے مجھے لے کر ۱۳ تک یعنی ایک ہفتہ کی رخصت عرس شریف میں شمولیت کے واسطے کافی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ۱۴ مئی کو بھی اتوار ہے۔ آپ اور سب برادران سلسلہ رخصت کا انتظام کر لیویں۔

اور نیز دس تاریخ سے پہلے پہلے یونیورسٹی کے چندے کی وصولی کر چھوڑیں اور اگر ممکن ہو تو کچھ دن پہلے رقم چندہ بمعہ رسید بک یہاں میرے پاس بھیج دیں۔ حضرت قبلہ عالم

---

[1] یہ مکتوب شریف دہلی سے لکھا گیا۔ لفافہ پر ڈاک تقسیم ہونے کی تاریخ ۱۵ اپریل ۱۹۱۱ء ہے۔

[2] رسالہ "انوار الصوفیہ" لفظ "رسالہ شریف" سے کیا ادب ظاہر ہے۔

روحی فداہ کی طرف سے اس امر کے متعلق خاص طور پر تاکید ہے۔ اس میں تساہل کسی قسم کا نہ کیا جاوے اور مفصل حال مجھے لکھا جاوے۔

راجہ گلاب خان صاحب کا خط گجرات سے آیا تھا اس میں لکھا تھا کہ حضرت قبلہ عالم ضلع گجرات کے موضع جلال پور جٹاں میں تشریف لائے تھے وہاں قدم بوسی کا موقع حاصل ہوا۔ حضور نے فرمایا تھا کہ عرس شریف پر ضرور پہنچنا چاہیئے۔ اب حضرت قبلہ عالم علی پور شریف ہی تشریف فرما ہیں۔ غالباً عرس شریف تک کسی جگہ جانے کا ارادہ نہیں فرماتے۔

چونکہ خط بھیجنے میں سستی کرتے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ اور باتوں میں بھی سستی نہ ہو۔ عزیزم! انسان کو عمر نیک کاموں میں صرف کرنے کو دی گئی ہے اور جو کچھ ہو سکتا ہے اس عمر میں ہو سکتا ہے۔ ع

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری

کمر ہمت باندھ کر ہدایات سلسلہ کا کاربند ہونا چاہیئے۔ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

حافظ نور محمد صاحب اور دیگر برادران طریقت کا السلام علیکم

محمد حسین

مکتوب شریف بنام مختار علی صاحب پوسٹ مین رہتک حال وارد ملتان

(۱۶)

از کرنال مورخہ ۱۵ رمضان المبارک۔ یوم یک شنبہ۔ مطابق ۲۰ مارچ ۱۹۲۷ء

عزیز القدر من سلمہ ربہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ محبت نامہ پہنچا۔ طالب خیریت بخیریت۔ عزیزم! سب برکتوں سے بڑی برکت اور سب نیکیوں سے بڑی نیکی نیک لوگوں کی خدمت میں حاضر رہنا اور ان کے فرمانوں پر ادب کے ساتھ عمل کرنا ہے۔ بہتر ہوگا کہ تم بھائی جی صاحب

خلیفہ حفیظ الدین صاحب کی خدمت میں اکثر[1] آیا جایا کرو اور ان کے ارشادوں کے مطابق اپنا معمول رکھو۔ یہ خط ان کو دکھلا دینا اور میری طرف سے انہیں السلام علیکم کہہ دینا اور دعا کرانا اپنے واسطے اور سلسلہ کے سب یاروں کے واسطے۔

محمد حسین عفی عنہٗ

مکتوبات شریف بنام مولوی محمد یوسف صاحب مرحوم مہاجر بہادر گڑھی وارد قصور

(۱۷)

از کرنال مؤرخہ ۳ رمضان المبارک مطابق ۱۷ مئی ۱۹۲۳ء

عزیز القدر مین سلمہ ربہٗ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ محبت نامہ پہنچا۔ طالب خیریت بخیریت۔ علی پور شریف سے خط آیا ہے کہ جو وفد[2] حضرت صاحب قبلہ عالم روحی فداہ کی طرف سے ملکانہ میں پہلے جاوے گا وہ بتاریخ ۲۲/۲۳ بروز منگل رہتک پہنچے گا اور ۲۳/۲۴ کو آگے روانہ ہوگا۔ یہ دعا گو اراکین وفد کو ملنے کے لئے انشاءاللہ رہتک کا ارادہ رکھتا ہے۔ غالباً ۲۰ مئی کو بعد عصر (شام) کی گاڑی بہادر گڑھ پہنچ کر انشاءاللہ ۲۱ مئی کی صبح کو رہتک جاوے گا۔ آگے جو اللہ کو منظور ہے۔

---

[1] سپرد فرما رہے ہیں کیونکہ ۲ اپریل ۱۹۲۸ء کو وصال مبارک ہوگیا۔

[2] فتنہ ارتداد کے خلاف حضرت قبلہ عالم سرکار علی پوری قدس سرہٗ اور آپ کے خدام خصوصاً ہمارے ممدوح حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مساعی جمیلہ کا مختصر سا ذکر "تبلیغی کارنامے" کے عنوان میں باب اول میں گزر چکا ہے۔

(۱۸)

از کرنال مورخہ ۹ر اگست ۳۳ء

عزیز القدر سلمہ ربہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس دعا گو نے ۱۷ ستمبر سے ڈھائی ماہ کی رخصت لی ہے۔ یوں کچہری دیوانی کا کام تو یکم ستمبر سے بند ہو جاوے گا۔ قریب قریب کے دیہات کے یاران سلسلہ کو ملنے کے بعد انشاء اللہ کچھ دنوں تک بہادر گڑھ وغیرہ کے بارے میں تعین تاریخ کیا جائے گا۔

---

(۱۹)

از قصور دروازہ پتواں۔ ۱۰ر دسمبر ۳۲ء

عزیز القدرم سلمہ ربہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ محبت نامہ ملا۔ طالب خیریت بخیریت۔ نور احمد بفضلہ خیریت سے یہیں قصور میں میرے پاس ہے دسمبر اور جنوری دو ماہ کی رخصت اور منظور ہو گئی ہے اب جنوری کے اخیر میں بشرط زندگی کرنال انشاء اللہ جانا ہوگا۔

اب تک تو غالباً اسی کام پہ ہو گئے۔ بہرکیف ہمت اور محنت کے ساتھ دین و دنیا کے کام کرتے جاؤ وہ مالک پاک سعادت وفلاحیت دارین عطا فرمائے آمین ثم آمین سے

دنیا کے کاروبار میں تگ و دو لگی رہے
لیکن یہ شرط ہے کہ ادھر لو لگی رہے

سب نعمتوں میں سے بڑی نعمت یہ ہے کہ ع
دل بیار دست بکار

کی صفت حاصل ہو کر دل محبوب سے لگا ہو اور ہاتھ کام میں لگا ہو۔ انسان کو ایک دل

ملا ہے تو ایک دل کے واسطے ایک ہی دلدار ہونا چاہیئے کہا گیا ہے ؎

اے آں کہ بہ قبلۂ بتاں دوست ترا

یک دل داری بس ست یک دوست ترا

توجو ادھر اُدھر کی چیزوں کو اپنا پیار ابنائے ہوئے ہے ایک دل کے واسطے تو ایک ہی محبوب چاہیئے ورنہ وہ دل پاش پاش ہو جائے گا۔

---

(۲۰)

از قصور مورخہ ۲۳

عزیز القدرم سلمہ ربہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ یہ دعاگو دسمبر و جنوری کے زیادہ حصہ میں شمالی و مشرقی اضلاع پنجاب میں رہا اب قصور آکر ڈاک دیکھی۔ کیونکہ ایک جگہ قیام نہ ہونے کی وجہ سے ڈاک نہ پہنچ سکی اب انشاءاللہ ضلع حصار و رہتک میں بموجب سفر نامہ (ذیل) گذر ہوگا طبیعت آپ کے پاس زیادہ وقت گذارنے کو چاہتی تھی لیکن وقت کی گنجائش نہیں کیونکہ ۳۱ جنوری کو کرنال پہنچنا ضروری ہے۔

سفر نامہ ہفتہ آخری جنوری ۲۳ء

۲۶ر دن مقام بروالہ سیداں ضلع حصار

۲۶، ۲۷ر رات سفر از بروالہ سیداں تا بہادر گڑھ۔ جہاں ۲۷ر جنوری کے صبح ساڑھے آٹھ بجے پہنچنا ہوگا۔

۲۷ر دن مقام بہادر گڑھ

۲۷، ۲۸ر رات رہتک بمکان حضرت حافظ انور علی صاحب

۲۸ر جنوری۔ دن کلانور

۲۸ ر ۲۹، ۲۹ ر رات، ۲۹ ر دن - گوانہ میلاد شریف بخانہ چوہدری محمد شافع علی خاں

۲۹ ر ۳۰، ۳۰ ر رات عقیقہ بخانہ عزیزہ اصغر علی (والد ماجد حافظ محمد صدیق انور صاحب رہتکی وارد ملتان)

۳۰ ر دن سفر از رہتک تا کرنال

---

(۲۱)

از کرنال مؤرخہ ۱۶ $\frac{۲}{۲۴}$

مجمع مکارم اخلاق عزیز القدر سلمہ ربہ'

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' - محبت نامہ پہنچا - طالب خیریت بخیریت - الحمد للہ کریم دعاگو و برخوردار حافظ نور احمد سب خیر و عافیت سے ہیں اللہ کی بارگاہ سے امید ہے کہ وہاں بھی ہر طرح سے خیر و عافیت ہوگی -

نیز یہ امر قابل ذکر ہے کہ آریہ سماج منڈی بہادر گڑھ کا پہلا سالانہ جلسہ ۱۸ ر تا ۲۰ ر فروری منعقد رہے گا - اس لئے اس موقعہ پر مولوی بشارت علی صاحب و دیگر اہالیان بہادر جن کے دلوں میں اللہ کے فضل سے ہمدردیٔ اسلامی ہے مجلس وعظ مناسب موقعہ پر قائم کریں اور یہ انتظام کریں کہ کوئی مسلمان مشرکین کے جلسہ میں شامل نہ ہونے پاوے چونکہ اس علاقہ میں مولے جاٹ بھی ہیں ان کی خاص نگرانی رکھی جاوے - عزیز القدر منشی عبداللطیف خاں، مولوی شرف الدین خان صاحب و دیگر صاحبان اخلاص سے مشورہ کر کے پورا انتظام کیا جاوے -

بجھر میں مولوی عبدالمجید خان صاحب کو لکھا گیا ہے کہ وہ فی الفور اس امر کے انتظام کے واسطے بہادر گڑھ پہنچیں -

---

(۲۲)

از کرنال مورخہ ۲/۲۴ ۲۶

عزیز القدر یوسف خصال سلمہ ربہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - محبت نامہ پہنچا - طالب خیریت بخیریت - الحمد للہ کہ اس مالک الملک کے فضل سے اسلام کو فتح و نصرت اور دشمنان اسلام کو زک ہوئی ہے

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر می خواست
آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید[1]

حضرت صاحب قبلۂ عالم روحی فداہ جنوبی دکن کے علاقہ کورگ آج کل تشریف فرما ہیں امید ہے کہ ماہ شعبان میں حضور تشریف لادیں گے۔

---

(۲۳)

از کرنال غلہ منڈی مورخہ ۲/۲۴ ۲۷

عزیز القدر یوسف خصال برخوردار محمد یوسف خاں سلمہ ربہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - محبت نامہ پہنچا - طالب خیریت بخیریت - سانپلہ سے یہ دعاگو بمعہ مولوی عبدالمجید خان صاحب آپ صاحبان سے جدا ہوکر جاکھل سٹیشن پر گاڑی بدل کر حصار لائن میں سوار ہوکر ۱۷ فروری کی صبح کو بروالہ پہنچا - میر مقبول حسین صاحب اور دیگر احباب کی زیارت سٹیشن پر ہی ہوئی چنانچہ ان کے ساتھ گاؤں میں گیا - ۲۱، ۲۲ فروری کی درمیانی رات شب معراج تھی اور رات محفل مبارک ذکر معراج شریف کے لئے قائم ہوئی دو دن قیام کے بعد جاکھل روانہ ہوتا ہوا کیتھل ۲۳ فروری کو اور بعد کی رات کو قیام رہا۔

---

[1] مکتوب ۲۲ میں آدیونہ کے جس جلسہ کا ذکر ہے معلوم ہوتا ہے آپ کی توجہ مبارکہ سے وہ ناکام رہا اور کفار کو ذلت ہوئی - یہاں اسی کو اسلام کی فتح اور کفر کی شکست فرمایا ہے۔

۳۰ کو دن کے دس بجے کرنال کچہری میں پہنچا۔

---

(۲۴)

از کرنال مؤرخہ ۳/۲۰-۴۴ یوم پنج شنبہ

عزیز القدر یوسف خصال محمد یوسف خاں سلمہ ربہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ طالب خیریت بخیریت۔ رہتک میں بلیگ کا بہت زور رہا بھائی حفیظ الدین کے نوجوان برادر زادہ نذیر احمد اور اس کی اہلیہ کے انتقال کی خبر آئی ہے بھائی حفیظ الدین کے لئے بڑے صدمے کی صورت ہو رہی ہے۔ آج تار آیا ہے کہ نذیر احمد کا بڑا بھائی حسین الدین اور اس کی لڑکی بھی سخت بیمار ہے طبیعت میں بڑا اضطراب ہو رہا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی عاجز مخلوق پر رحم فرما دے بطفیل اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

اس اللہ کی قسم ہے کہ جس کے قبضۂ قدرت میں سب کی جانیں ہیں سخت تباہی کا اندیشہ ہے جو دل کی آنکھ پر غفلت کی دھند آجانے کی وجہ سے نظر نہیں آتی اللہ تبارک تعالیٰ ہم سب کی حالتوں پر رحم فرما دے ؎

ہاں مشو مغرور بر حلم خدا
دیر گیرد سخت گیرد مرترا

---

(۲۵)

از کرنال مؤرخہ ۱۲/۵-۴۴

عزیز القدر یوسف خصال منشی محمد یوسف خاں سلمہ ربہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ محبت نامہ پہنچا طالب خیریت بخیریت۔ عزیزم! اس

احکم الحاکمین کا نہایت احسان ہے کہ آستانہ عالیہ علی پور شریف سے بھی اس عزیز القدر کو یاد فرمایا جارہا ہے۔ اس عطیۂ الٰہی کے شکرانہ میں اس عزیز القدر کو بارگاہ رب العالمین میں باطنی طور پر ہمیشہ سربسجود اور منکسر الوجود رہنا چاہیئے۔ اور عالی جناب حضرت سید حافظ مولانا و بالفضل اولینا جناب صاحبزادہ خادم حسین شاہ صاحب[1] کے فرمان کی تعمیل میں خود بھی تیار ہونا چاہیئے اور شیخ صاحب[2] کو بھی تیار کرنا چاہیئے۔ شیخ صاحب کو کہیں ؎

وہ جو ہم میں تم میں قرار تھا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

یعنی وہ جو وعدہ نباہ کا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

اگر از خود جانے کا ارادہ کیا جاتا تو اس کو سیر کہا جا سکتا تھا لیکن پیران عظام کے دربار سے فرمان آنے پر تیار ہونا تو تعمیل حکم ہے وہ کس طرح سیر سمجھا جا سکتا ہے بلکہ ایسی صورت میں اگر کوئی منع کرے تو ؎

ناصحا بیہودہ می گوئی کہ دل را منع کن

من بہ فرمان دلم یا دل بہ فرمان من است

شیخ عبدالرحمٰن صاحب جو کچھ اس امر کے بارے میں کہیں مجھے خبر دیویں کیونکہ یہ دعا گو اپنا فرض سمجھتا ہے کہ ان کی خبرگیری رکھوں اور ان کی خبر لوں۔ وہ یاد رکھیں کہ وہ علی پوری شیر ببر کے پنجہ سے اور شاہسوار سید کے فتراک سے کبھی نہیں نکل سکتے وہ دلدار کی پرواہ کریں اور اپنے دل کا کہا نہ کریں ؎

---

[1] حضور امیر ملت قبلہ عالم محدث علی پوری قدس سرہٗ کے منجھلے صاحبزادے جو ریل کے حادثے میں شہید ہوئے (۱۹۵۱ء)

[2] بہادر گڑھ ریلوے سٹیشن یو۔ پی۔ ڈبلیو۔ آئی تھے شیخ عبدالرحمٰن۔ اس مکتوب شریف میں ان کا ہی ذکر ہے وہ ہوشیار پور ضلع میں شام چوراسی کے رہنے والے تھے۔ آگے ایک شعر میں "شامیا" اسی شام چوراسی کی نسبت سے فرمایا ہے۔

ازیں دلِ خود کام کارمن بہ رسوائی کشید
شاما یا فرمان دل بردن ہمیں بار آورد

بڑی خوشی ہو کہ اخویم شیخ صاحب کے ساتھ عزیزم امیر حمزہ اور تم اور یہ دعاگو اور پٹنہ اور نیز کرنال کے بعض احباب بعدۂ قصور سے حاجی صاحبان اور کئی ایک شہروں کے اور احباب مل کر آستانہ عالی علی پوری پر پہنچیں۔

---

(۲۶)

از کرنال مورخہ ۵ رمضان المبارک مطابق ۱۰/۲۴/۴۴

عزیز القدر یوسف خصال برخوردار منشی محمد یوسف خاں سلمہ ربہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ طالب خیریت بخیریت بعض خطوں سے معلوم ہوا ہے کہ اخویم شیخ عبدالرحمٰن صاحب شامی بھی اب کے عرس شریف علی پور شریف میں جلیں گے انہیں لکھیں کہ اس خبر کے پہنچنے سے یہ دعاگو تو دل سے خوش ہوا۔ اللہ کرے کہ وہ دارین میں سلسلہ والوں کے ساتھی بلکہ ان کے پیشرو رہیں۔

اس میں تو کوئی شک نہیں کہ سلسلہ کا شیخ حسب فرمان پیران عظام سلسلہ جو تلقین فرما دے اس پر مداومت کے ساتھ کاربند رہنا طالب کو منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے اور اس کے علاوہ وزائد وظائف کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن اس تسبیح[1] کے بارے میں جب اجازت دی جا چکی ہے تو وہ اجازت بدستور قائم رکھی جاتی ہے۔ طریقت میں اصل اصول یکسوئی ہے اور اس کا حصول تصور شیخ دائمی طور پر دل میں قائم ہونے پر منحصر ہے اس طرح سے کہ

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

---

[1] معلوم نہ ہو سکا کہ یہ تسبیح کیا تھی۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

دل بدست آور کہ حج اکبر است

وز ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

کہ اپنے شیخ کے دل کو ہاتھ میں لا یعنی خوش کر کہ یہی (از روئے طریقت) حج اکبر ہے اور کامل مکمل شیخ کا دل ہزار ہا کعبہ سے بہتر ہے۔

آئندہ کے لئے مختلف اوراد و وظائف کی اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں اور جو ذکر قلبی اور تہجد وغیرہ تلقین کیا جا چکا ہے اور تصور صورت پر یکسوئی سے تعمیل کیا جاوے تو کافی دوائی ہے لیکن اس تسبیح کی چونکہ اجازت ہو چکی ہے اب اس کو پڑھنا ہی چاہیے۔

ہر کہ باشد زحال ما پرساں

یک بہ یک را سلام ما برساں

یہاں پہلا روزہ اتوار کا ہوا وہاں کس دن ہوا۔

---

(۴۷)

اذکرتال ۲۴ رمضان المبارک مطابق ۱۹۴۴

عزیز القدر یوسف خصال سلمہ ربہٗ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ محبت نامے پے در پے آئے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سعادت و برکت نصیب کرے یہ دعا گو انشاءاللہ بعد رمضان شریف بہادر گڑھ اور روہتک ہوتا ہوا آگے حضرت صاحب قبلہ عالم کی خدمت اقدس میں بمعہ یاران سلسلہ جاوے گا۔ عید شروع کر کے کتنے دن کی رخصت کا انتظام کرنے کا ارادہ ہے اور اخویم شیخ عبدالرحمٰن صاحب کتنی رخصت کا انتظام کریں گے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سب طرف خیر و عافیت رکھے۔ بیماری کا تو قصور لاہور اور سب

جگہ ہی کہیں زیادہ کہیں کم دور دورہ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی عاجز مخلوق پر اپنے رحمۃ للعالمین کے صدقہ سے رحم فرماوے۔

اپنے گھر میں صبح اور عشاء کی نماز کے بعد باوضو قبلہ رو کھڑے ہو کر ایک بار سورہ یٰسین خواہ خود تم خواہ گھر میں سے کوئی روزمرہ پڑھ لیا کریں اور یاران سلسلہ و دیگر احباب جو پڑھنا چاہیں ان کو بھی اجازت ہے۔

اخویم عبداللطیف خاں اور وہ عزیز القدر اور دیگر احباب جو جانے کا ارادہ رکھتے ہیں رخصت وغیرہ کا انتظام اور دیگر تیاری کرکے اپنی رخصت کا حال لکھ بھیجیں ؎

وعدۂ وصل چوں شود نزدیک
آتش شوق تیز تر گردد

---

(۲۸)

از کنال مورخہ ۱۷ رمضان المبارک مطابق ۲۲ / ۲۲ یوم سہ شنبہ

عزیز القدر یوسف خصال سلمہ ربہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ محبت نامہ پہنچا۔ طالب خیریت بخیریت۔ بھائی عبدالرحمٰن صاحب کو السلام علیکم اور دعائے خیر اور یہ شعر ؎

کسی کو مرض سے شفا چاہیئے
ہمیں تو لا مرض دوا چاہیئے

محبت حقیقی کے نشہ کے بارے میں ہی کہا گیا ہے ؏

یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

ورنہ اور سب نشے تو ترشی سے اتر جاتے ہیں۔

ناراض تو نہیں مگر حیران ضرور ہوں کہ کس طرح اس شتر بے مہار کی مہار پڑے اور

بے قابو نہ رہے۔

ہمارے ہاں ۶، ۷ مئی کی تعطیلات عید الفطر ہیں ان کے ساتھ دس دن کی اتفاقیہ رخصت کا ارادہ ہے اور خیال ہے کہ ۵ مئی ۲۴ء کا کچھ وقت بہادر گڑھ اور پھر بعد دوپہر رہتک اور پھر اسی شام کو رہتک سے روانگی۔ اس طرح عید کرنال کر کے شام کو دہلی پہنچ کر رات حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ پر گذار کر ۷ مئی ۲۴ء کی صبح آپ کے پاس دوپہر کو رہتک شام تک ۸ مئی ۲۴ء کی صبح قصور سٹیشن پر۔ امید ہے قصور کے حاجی صاحبان قصور سٹیشن پر ملیں گے اور کیا عجب کہ وہ بھی اس وقت ساتھ ہو جاویں کہ سفر اکٹھا ہو ارادہ یہ ہے کہ ۸ مئی ۲۴ء کو رات تک گل پور شریف پہنچ جاویں تو ۹ مئی ۲۴ء کا جمعہ حضرت صاحب قبلہ عالم روحی فداہ کی خدمت مبارک میں پڑھیں۔ ۱۰، ۱۱ مئی مشغولیت جلسہ شریف و عرس شریف۔ قصور میں قیام واپسی پر انشاء اللہ ہوگا۔ آگے جو اللہ کو منظور ہے۔ رخصت کی منظوری کے بعد انشاء اللہ زیادہ وضاحت کے ساتھ تاریخ و گاڑی وغیرہ کے متعلق قرارداد کی جاوے گی۔

---

(۲۹)

از کرنال مورخہ ۲۴ء

عزیز القدر یوسف خصال منشی محمد یوسف خان سلمہ ربہٗ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ اللہ کا احسان ہے کہ اونس[1] کی زیادتی ہوئی۔ یہ سب پیران عظام کے درباروں کی زیارت کا صدقہ ہے ؎

جس نے پکڑا ان کا دامن اس کو سب کچھ مل گیا

---

[1] الاونس

(۳۰)

از کرنال ۲۷ ۶/۴۴ یوم جمعۃ المبارک

عزیز القدر یوسف خصال سلمہ ربہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ محبت نامہ پہنچا۔ اس عزیز القدر کے والد صاحب کو وہ شافی مطلق اپنے فضل وکرم سے شفا بخشنے گا گھبرائیں نہیں، سارے یاران سلسلہ بعد نماز مغرب کسی مصفّٰی پاک جگہ پر بیٹھ کر باوضو ختم خواجگان پڑھ کر آپ کے والد صاحب کی صحت کے واسطے دعا کریں۔ ختم خواجگان کی ترکیب درج ہے۔ وہاں کے بعض یاران سلسلہ کو بھی معلوم ہے۔

ترکیب ختم خواجگان شریف

اول ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھیں اور نیت کریں کہ ختم خواجگان حضرات نقشبندیہ پڑھتے ہیں کہ ان کی ارواح مقدسہ مریض کی شفایابی میں امداد کریں بعدہٗ

الحمد شریف ۷ مرتبہ درود شریف اللھم صل علی سیدنا محمد وآلہٖ واصحابہٖ وسلم ایک سو مرتبہ پڑھیں پھر سورۃ الم نشرح مع بسم اللہ شریف ۷۹ مرتبہ بعد اس کے قل ھو اللہ شریف مع بسم اللہ شریف ایک ہزار ایک مرتبہ پھر الحمد شریف ۷ مرتبہ بعدہٗ درود شریف ایک سو مرتبہ بعدہٗ یہ دعا گیارہ گیارہ مرتبہ یا اگر پڑھنے والے بہت تعداد میں ہوں تو ایک ایک

اللھم یا حل المشکلات۔ یا قاضی الحاجات۔ یا کافی المہمات۔ یا دافع البلیات۔ یا شافی الامراض۔ یا رافع الدرجات۔ یا مجیب الدعوات۔ یا مفتح الابواب۔ یا مسبب الاسباب یا منزل البرکات۔ یا غیاث المستغیثین یا ارحم الراحمین۔

ازاں بعد یہ شعر ۹ مرتبہ یا ۷ مرتبہ پڑھیں ؎

شیئاً للہ چوں گدائے مستمند
المدد خواہم ز شاہ نقشبند!

کن مدد یا خواجہ مشکلکشا

ما ہمہ محتاج تو حاجت روا

شیئاً للہ ایں غریب دردمند

المدد یا خواجہ ائے نقشبند

شیئاً للہ ایں غریب بے نوا

المدد یا خواجہ مشکلکشا

پھر ان سے فارغ ہو کر الٰہی شفاء بیماراں، الٰہی شفاء بیماراں، الٰہی شفاء بیماراں،

آمین یارب العالمین۔

---

(۳۱)

از کرنال مورخہ ۲۴؁ھ

اب لکھیں کہ اس عزیز القدر کے والد صاحب کو اب تو اس شافی مطلق کے فضل و کرم سے بالکل صحت ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ شفائے عاجل عطا فرما دے بطفیل اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آمین ثم آمین۔

حضرت صاحب قبلۂ عالم روحی فداہ بڑے حضرات باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارگاہ عالی میں بمقام چورہ شریف براستہ راولپنڈی تشریف لے گئے ہیں۔ وہاں پچھلے دنوں حضرت مستوار شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے حضرات باباجی کے پوتے تھے اور بڑے بزرگ کامل تھے ان کا وصال ہو گیا تھا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

حضرت صاحب قبلہ عالم روحی فداہ عید الاضحیٰ کے موقعہ پر انشاء اللہ علی پور شریف تشریف لے آویں گے بعد عید الاضحیٰ حضور غالباً کشمیر تشریف لے جاویں گے اس طرف بھی آریہ لوگ مسلمانوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسانا چاہتے ہیں۔ جب اللہ کے شیر چلے جاویں گے

تو انشاء اللہ ان کے جال سب ٹوٹ پھوٹ جاویں گے۔

سب یاران سلسلہ کو السلام علیکم برخوردار حافظ نور احمد کی طرف سے السلام علیکم۔

محمد حسین عفی عنہ

---

(۳۲)

۸۶ء

عید مبارک

نقل فرمان صادر شدہ از علی پور شریف سیداں مورخہ ۲۴ ئے ۱

مجمع مکارم اخلاق حسنہ مخلصم مولوی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ طالب خیریت بخیریت۔ حسب فرمان حضرت شاہ صاحب قبلہ[1] مدظلہ العالی قلمی ہے کہ بر موقعہ عیدالاضحیٰ اپنی طرف سے اور جملہ یاران طریقت کی طرف سے قربانی کی کھالیں جمع کر کے ان کی قیمت بمد نقشہ ابتدا علی پور روانہ فرمائیں تاکید ہے

سب یاران طریقت کو السلام علیکم۔

(دستخط) (حضرت صاحبزادہ)

محمد حسین (شاہ صاحب) مہتمم[2]

عزیز القدرم سلمہ ربہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

نقل ہذا بغرض تعمیل ارسال ہے اس کار خیر میں پوری پوری کوشش کی جاوے۔

محمد حسین عفی عنہٗ

---

[1] حضور قبلہ عالم امیر ملت محدث علی پوری قدس سرہٗ

[2] سیدی حضرت مسلح ملت رحمۃ اللہ علیہ

(۳۳)

از کرنال غلامنڈی مورخہ ۱۷ ۶/۴۴

عزیز القدر یوسف خصال سلمہٗ ربہٗ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مکہ شریف سے برخوردار حافظ محمد سرور[1] کے خط آئے ہیں - بفضلہٖ سب خیریت سے ہیں - ایک خط حاجی دین محمد صاحب کا قصور سے آیا ہے - اس میں لکھا ہے کہ مدینہ منورہ کا رستہ بند ہے - اب دیکھئے مدینہ منورہ جا سکیں گے یا کیا صورت ہوگی - اللہ کرے کہ ہر طرح سے بحصول ہمہ برکات مع الخیر سب کے سب وطن میں آویں[2] - آمین ثم آمین -

عید یہاں بھی ۶/۴۴ ۱ کو بروز پیر ہوئی - گڑھا نہ سے کھال ہائے قربانی کی قیمت بذریعہ منی آرڈر آئی ہے - جب اور جگہ سے بھی آجاوے گی تو انشاء اللہ اکٹھی علی پور بھیج دی جاوے گی

---

(۳۴)

از کرنال مورخہ ۲۲ ۶/۴۴

عزیز القدر یوسف خصال سلمہٗ ربہٗ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ کل ہماری باری ہے

یہ دعاگو دیہات کی طرف گیا ہوا تھا - واپس آنے پر انتقال پر ملال[3] کی خبر وحشت اثر پڑھ کر بڑا صدمہ ہوا - انا للہ وانا الیہ راجعون - اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم غالب ہیں - کسی کو اس کے حکموں کے آگے دم مارنے کی جگہ نہیں - اب دیکھا جائے کہ حضرت صاحب قبلہ عالم روحی فداہ نے اپنے بھائی صاحب حضرت سید حاجی پیر صادق علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] داماد حضرت قبلہ

[2] یہ ترکی اور سعودی حکومت کے نزاع کا زمانہ تھا۔

[3] والد ماجد مکتوب الیہ

جو ابھی عمر میں حضرت قبلہ عالم سے چھوٹے ہی تھے کے وصال پر کس طرح سے ضبط فرمایا اور ایسے حادثۂ جانکاہ کی حالت میں بدستور مجالس دینی قائم فرماتے رہے ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ خانصاحب مرحوم و مغفور کو اپنے خاص فضل و کرم سے اپنے قرب میں مراتب عالیہ عطا فرما دے اور آپ سب کو صبر جمیل کی توفیق دیوے۔ کہ صبر سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معیت حاصل ہوتی ہے ۔ ان اللہ مع الصابرین ۔ "اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"۔ الحمد للہ کہ حج کا مہینہ اور جمعہ کا دن پایا۔

---

(۳۵)

از کرنال مورخہ ۹ شوال ۴۴ھ

عزیز القدر یوسف خصال برخوردار محمد یوسف خاں سلمہٗ ربہٗ

السلام علیکم۔ قصور کے حاجی صاحبان کے پہلے قافلے خیریت سے قصور آ گئے ہیں۔ بعد کا قافلہ جس میں برخوردار حاجی حافظ محمد سردار اور دیگر عزیزان ہیں۔ وہ بھی انشاء اللہ بہت جلد آنے والا ہے ۔ تار کا انتظار ہے کہ کس وقت آوے ۔ حضرت صاحب قبلہ عالم روحی فداہ کے حج کی تاریخ علی پور شریف سے راولپنڈی اور وہاں سے کشمیر تشریف لے جانے کی خبر آئی تھی۔

---

(۳۶)

از کرنال ۳۱ ذی الحجہ ۴۴ھ یوم جمعۃ المبارک

عزیز القدر یوسف خصال برخوردار محمد یوسف خاں سلمہٗ ربہٗ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ علیہ ۔ طالب خیریت بخیریت ۔ محمد ادریس[1] کی التجا کے مطابق وہ رسالہ لاہور دفتر انوار الصوفیہ میں چھپنے کے لئے بھیجا جا چکا ہے ۔ ماسٹر محمد لطیف خاں صاحب نے کہا تھا کہ محمد ادریس کہتا تھا۔ میں خود نہیں چھپوا

---

[1] ملاحظہ ہو صفحہ ۱۸۳ پر

سکتا، وہیں انتظام کیا جاوے۔ چنانچہ پہلے مینجر صاحب رسالہ انوار الصوفیہ سے خط وکتابت کی گئی اور بعد طے ہونے کے وہ رسالہ بھیجا گیا۔ وہ خواہ کچھ لفظ استعمال کرے۔ ہمیں اپنے دل و زبان کو بگاڑنا نہیں چاہیئے۔ جب اس نے رسالہ بھیجا تھا اس کو لکھ دیا تھا کہ انتظار کرنا پڑے گا اور پھر چھپے گا۔ اب وہ رسالہ لاہور بھیجا جا چکا ہے یہاں نہیں۔ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا فلیس منا کہ جو چھوٹے پر رحم نہیں کرتا اور بڑے کی عظمت اور ادب نہیں کرتا وہ میری امت میں نہیں یعنی بے رحم اور بے ادب امت محمدی سے خارج ہے۔ مجھے اس کی حالت پر رحم آتا ہے کہ وہ بے چارہ دیوانگی کی حالت میں سوچ نہیں سکتا کہ میرے منہ سے کیا نکلتا ہے اور کس کے بارے میں کہہ رہا ہوں۔ ایسا آدمی معذور ہے اس کی کیا غور طلب بات ہوگی اس کو لکھ دو وہ میں مناسب سمجھیں تو لکھ دیں کہ رسالہ لاہور چھپنے کے واسطے بھیجا جا چکا ہے۔ ایسے کام آرام اطمینان سے ہوتے ہیں منہ کا لقمہ نہیں ہوتے۔ عزیز القدر حمزہ کی محبت واقعی قابل تعریف ہے لیکن سمجھا دینا کہ ایسے دیوانے سے سروکار رکھنا ٹھیک نہیں۔ کچھ مزاحمت کی ضرورت نہیں۔ عرصہ ہوا، ایک مرتبہ محمد ادریس ریلوے گاڑی میں میری موجودگی میں شیخ عبدالرحمٰن سے بھی لڑ پڑا تھا۔

---

(۳۷)

عزیز القدر من سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محبت نامہ پہنچا۔ طالب خیریت بخیریت۔ حضرت قبلہ عالم روحی فداہ کو ایسی

(لہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) محمد ادریس بہادر گڑھ کا ایک طالب علم تھا۔ وہ حضرت قبلہ کے آستانہ عالیہ پر رہ کر رہتک ہائی سکول میں پڑھتا رہا۔ شروع میں حضرت سے بیحد والہانہ محبت تھی مگر حق تھی دشمنان قسمت رلیے سوء ادب پیر کامل کے مصداق گستاخی اور بے ادبی اختیار کی حتیٰ کہ اعلیٰ حضرت حضور قبلہ عالم محدث علی پوری قدس سرہٗ کی شان اقدس میں زبان درازی کی اور آخر اس عنیمہ قدیر جل جلالہٗ کے انتقام سے نہ بچ سکا۔ مکتوب ۳۳ بھی ملاحظہ ہو

بکواس کرنے والوں[1] کی بکواس سے کیا ضرر پہنچ سکتا ہے ع مہ نور می فشاند سگ بانگ می زند - ایک بزرگ فرماتے ہیں ؎

گر دو سہ ابلہ ترا منکر شوند　　تلخ کے گردی چو ہستی کان قند

اللہ تعالیٰ ان بے وقوفوں کو ہدایت دے - احباب کو السلام علیکم

(۳۸)

از کرنال مورخہ $\frac{۱۱}{۲۴}$ ۱۸

عزیز القدر یوسف خصال سلمہٗ ربہٗ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محبت نامے پہنچے - طالب خیریت بخیریت - یہ تو معلوم ہوا کہ حضور پُر نور حضرت قبلہ عالم روحی فداہ ابھی ایام میں قصور فیروزپور سے ہوتے ہوئے انشاء اللہ آگرہ تشریف لاویں گے - لیکن ٹھیک تاریخ معلوم نہیں ہوئی - ممکن ہے کہ رستے میں ایک دن کے لئے حضور رہتک میں اور بعدہٗ ایک دن کے لئے دہلی بھی قیام فرماویں - ٹھیک تاریخ کے بارے میں اگر وہاں خبر آوے تو لکھ بھیجیں - علی پور شریف سے تو حضور روانہ ہو چکے ہیں - لاہور امرتسر کو مشرف فرما چکے ہیں - زیادہ حال تفصیل کے ساتھ ابھی معلوم نہیں ہو سکا -

بڑی خوشی کی بات ہے کہ حلقہ ذکر و ختم خواجگان کی باقاعدہ مبارک محفل ہوا کرے جس وقت رخصت کے ملنے میں آسانی ہو - وہ وقت میرے ساتھ گذارو -

(۳۹)

از درگاہ حضرت داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ ورلاہور ڈیرہ حضرت حافظ قاری صوفی غلام محی الدین صاحب قصوری - مورخہ $\frac{۱۴}{۲۴}$ ۱۴

عزیز القدر یوسف خصال سلمہٗ ربہٗ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - طالب خیریت بخیریت - ایک اپنے ہر وقت کے ملنے والے کا ایک نہایت ہی ضروری کام آج کی تاریخ لاہور میں تھا - اس لئے آج صبح سے لاہور میں آنے کا موقعہ ہوا ہے -

[1] یہاں بھی غالباً ادریس اور اس کے ساتھیوں کا ذکر ہے - ملاحظہ ہو مکتوب بالا -

حضرت صاحب قبلۂ عالم روحی فداہ اب تک آگرہ میں تشریف فرما تھے ۔ اور روزانہ مجالس وعظ شریف اور حلقہ ہائے ذکر وغیرہ ہوتے رہے ۔ اب حضور علاقہ آگرہ کے قصبہ جات اور دیہات میں بہ تقریب دورہ تشریف لے گئے ۔ بعدہٗ پنجاب کیطرف واپسی حضور کی سواری کی ہو گی ۔

---

(۴۰)

از لاہور ۱۲/۲۴ ۱۹

عزیز القدر یوسف خصال برخوردار محمد یوسف خاں سلمہٗ ربہٗ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یہ دعاگو انشاء اللہ ۱۸ دسمبر کی صبح ساڑھے آٹھ بجے لاہور قصور فیروز پور بھٹنڈہ کے رستے بہادر گڑھ کے سٹیشن سے گزرتا ہوا دہلی اور وہاں سے آگرہ کا ارادہ کر رہا ہے جو اللہ کو منظور ہے ۔ حضرت قبلہ عالم روحی فداہ کے آگرہ کی طرف سے پنجاب تشریف لانے کے بارے میں ابھی کوئی پختہ حال معلوم نہیں ہوا ، اور دل بے قرار ہو رہا ہے ۔ آگرہ کیطرف جا کر یکم جنوری سے پہلے آنا نہیں ہو سکے گا ۔

---

(۴۱)

از بریلی مورخہ ۱۲/۲۴ ۲۳ یوم سہ شنبہ (منگل)

عزیز القدر یوسف خصال سلمہٗ ربہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یہ دعاگو لاہور قصور دو دن قیام کر کے بہادر گڑھ دہلی سے ہوتا ہوا آگرہ پہنچا ۔ اور اب حضرت قبلہ عالم روحی فداہ کے ساتھ بمقام بریلی ہے ۔ آپ بہادر گڑھ سٹیشن پر نہ مل سکے ۔ کیا جو خط میں نے بھیجا تھا وہ وقت کے بعد ملا ؛ اب کئی شہروں میں حضرت قبلہ عالم روحی فداہ کے ساتھ ایک ایک دو دو دن قیام کے بعد اگر حضرت صاحب قبلہٗ عالم روحی فداہ نے اتنی گنجائش سے اجازت دی کہ یکم جنوری سے پہلے کچھ دن ہوئے تو انشاء اللہ بہادر گڑھ پہنچا ہو گا ۔ ورنہ کرنال ہی سیدھا جانا پڑے گا ۔ حضور نے جگہ بھی

تشریف لے جاتے ہیں تو لوگ اسی طرح جمع ہو جاتے ہیں جیسے شمع کے گرد پروانے!

محمد حسین عفی عنہ

---

(۴۲)

از مراد آباد ۲۶ ۱۲/۴۴ یوم جمعۃ المبارک

عزیز القدر یوسف خصال برخوردار محمد یوسف خاں سلمہٗ ربہٗ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

محبت نامہ آگرہ سے ہو کر بمقام بریلی پہنچا۔ ۱۸ دسمبر کو دہلی قیام کیا تھا۔ رات کو سوار ہو کر ۱۹ کا دن آگرہ گذارا۔ رات کو وہاں سے روانہ ہو کر ۲۲ کی صبح کو حضرت قبلہ عالم روحی فداہ کی قدم بوسی بمقام فرخ آباد کی۔ اسی وقت سے حضور کے قدموں کے ساتھ ۲۳، ۲۴ بریلی، ۲۵، ۲۶ مراد آباد۔ آج انشاء اللہ جمعہ حضرت قبلہ عالم روحی فداہ کے ساتھ یہیں پڑھنے کا شرف حاصل ہوگا۔ یہاں سے غالباً پیلی بھیت جانا ہوگا۔ اس دعا گو نے ابھی تک اپنے لئے اجازت کے بارہ میں عرض نہیں کیا ؎

رشتۂ در گردنم افگندہ دوست می کشد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

اللہ تبارک و تعالیٰ کی عجیب عطا ہے کہ حضور قبلہ عالم روحی فداہ جس طرف تشریف لے جاتے ہیں۔ اس شان کا استقبال ہوتا ہے کہ عقلیں دنگ ہو جاتی ہیں۔ گویا کہ ملائکہ بنی آدم کو جمع کر دیتے ہیں اور شہر سارے کو پھولوں کے نچھاور کرنے سے بھر دیتے ہیں۔ جو حضرت پر اور حضرت کے طفیل حضرت کے خادموں پر بطور گل افشانی کے ڈالے جاتے ہیں۔ حضرت کی خدمت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایسے وقت میں رخصت ملے گی۔ کہ دہلی سے سیدھے کرنال جانے کا موقع یکم جنوری کو ہوگا۔ پختہ طور پر ابھی کچھ نہیں لکھا جا سکتا

محمد حسین قصوری خاکپائے شہنشاہ علی پوری

(۴۳)

از انجمن اہلسنت مراد آباد بر ڈیرہ شہنشاہ علی پوری مورخہ ۱۲/۲۲ ۲۷

عزیز القدر یوسف خصال سلمۂ ربہٗ - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ - طالب خیریت بخیریت اب حضرت قبلہ عالم روحی فداہ مراد آباد سے انشاء اللہ رام پور تشریف لے جاویں گے اور یہ دعا گو بھی حضور کے قدموں کے ساتھ رام پور جا کر وہاں سے اجازت حاصل کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔

اس تحریر کے بعد حضرت قبلہ عالم روحی فداہ سے اجازت لے لی گئی ہے - وہاں سے روانہ ہو کر انشاء اللہ بہادر گڑھ شام تک پہنچ سکیں گے - حضرت قبلۂ عالم روحی فداہ ابھی اس نواح میں اور قیام اور دورہ فرمائیں گے۔

(۴۴)

از کرنال مورخہ ۷ رفروری ۱۹۲۵ء

عزیز القدران من سلمہا ربہا - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

دونوں عزیز القدران محمد یوسف و عبد القدیر خاں کے محبت نامے پہنچے - جسطرح ان عزیز القدروں کو اس فقیر سے محبت ہے - فقیر تو محبت کا ہی بھوکا ہوتا ہے اور فقیر کے معنی بھی یہی ہیں ؎ تشنگاں جویند از دل آب را

آب ہم وارد تلاش تشنگاں

(۴۵)

از کرنال مورخہ ۱۸/۲/۲۵ یوم چہار شنبہ

عزیز القدر یوسف خصال محمد یوسف خاں سلمہٗ ربہٗ - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

اس عزیز القدر کے کئی ایک محبت نامے ان دنوں میں آئے ہیں جن سے بفضلہٖ محبت قلبی کی نعمت سے مالا مال ہونے کا ثبوت ملتا ہے - الحمد للہ علیٰ ذالک

ایک خط کل بھیجا گیا تھا کہ مولوی عبد المجید خاں صاحب کے پاس بمقام تجبر جلد بھیج دیا جاوے - یہ دعاگو انشاءاللہ ۲۰/۲ کی شام کو آٹھ بجے دہلی سٹیشن پہنچکر ساڑھے نو بجے میل میں سیدھا بروالہ سیداں ضلع حصار میں براستہ رہتک جیند جا کھل جانے کا ارادہ کر رہا ہے - غالباً مولوی عبد المجید خانصاحب خواہ آگرہ کی طرف سے خواہ تجبر کی طرف سے اسی موقعہ پر دہلی پہنچکر یا رہتک پہنچکر اس دعاگو کے ساتھ ہی بروالہ سیداں چلیں گے - فقیر وہاں ۲۱، ۲۲ رفروری کو مقام رکھیگا - مولوی عبد المجید خانصاحب کو بعد میں چند ایک دن قیام کرنا ہوگا۔[1]

حضرت صاحبزادہ نور حسین صاحب دامت برکاتہم آج کل قصور میں تشریف لائے ہوئے ہیں اور بفضلہٖ تعالیٰ وہاں سب خیریت ہے - حضرت صاحب قبلہؒ عالم روحی فداہ بھی آجکل اس علاقہ فیروزپور قصور میں ہی چند ایک ایام رونق افروز رہیں گے - حضور کے ان ایام میں کئی ایک اپنی مبارک قلم کے لکھے ہوئے کرامت نامے شرف صدور لائے ہیں ۔ سب میں ذکر فکر مراقبہ سحر خیزی اتباع شریعت کی تاکید فرمائی ہے اور نیز انسداد ارتداد کے لئے کوشش کے واسطے زبان درج ہے - حضرت شاہزادہ سید حافظ مولانا و بالفضل اولنا صاحبزادہ محمد حسین شاہ صاحب کا گرامی نامہ بھی شرف صدور لایا ہے - علی پور شریف کے مدرسہ نقشبندیہ کے بےکس نادار طالب علموں کے اخراجات کے لئے فرمایا ہے کہ وہ طالب علم مذکورہ کے روپے کے بھی بہت حقدار ہیں - واقعی وہ طالب علم چونکہ دین کا علم حاصل کر رہے ہیں ۔ اور مسافر اور بے زر ہیں - ان سے بڑھ کر کون حق دار ہو سکتا ہے -

محمد حسین عفی عنہ

---

[1] وضاحت کے لئے ملاحظہ ہو مکتوب ۱۵۱

(۴۶)

از کرنال نواب گنج غلہ منڈی مورخہ ۵ ۳/۲۵

عزیز القدر یوسف خصال برخوردار محمد یوسف خاں سلمہ ربہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ محبت نامہ پہنچا۔ طالب خیریت بخیریت۔ محبی اخی مولوی صاحب مولوی عبدالمجید خانصاحب کا خط آیا ہے جس میں لکھا ہے کہ ان کا چھوٹا بچہ عبدالوحید بقضا الٰہی یکم مارچ کو بعارضہ نمونیہ فوت ہوگیا ہے چونکہ مولوی صاحب موصوف سلسلہ کے برگزیدہ رکن ہیں اور انہیں خود بخار اور درد کمر کی شکایت ہے اس لئے ۸ ۳/۲۵ کا دن بہادر گڑھ گذار کر ۹ ۳/۲۵ کو اگر چند گھنٹوں کے لئے بھجر جانے کا انتظام کیا جاوے تو بہت مناسب ہوگا۔ فقیر کے دل کا یہی حال ہوتا ہے کہ سلسلہ کے برادران طریقت کے ساتھ ہی وابستہ ہوتا ہے اور سب جگر کے ٹکڑے معلوم ہوتے ہیں۔ مولوی عبدالمجید خانصاحب بڑے صابر مرد ہیں کہ انہوں نے لکھا ہے "الحمد للہ علی احسانہ مولیٰ کریم نے صبر کی توفیق بخشی" ان الفاظ میں کیسے اعلیٰ ایمان کی جھلک ہے فقیر کو بہر کیف بتقاضائے تعلق ضرور صدمہ ہے اس واسطے خیال ہے کہ بھجر بھی پہنچنا ہو سکے تو بہتر ہے۔

علی پور شریف میں ۴ر شعبان یعنی ۲۸ر فروری کو حضرت قبلہ عالم روحی فداہ کی والدہ ماجدہ مطہرہ کا عرس شریف تھا حضور غالباً اس تاریخ سے پہلے ہی فیروز پور اور قصور کے علاقہ میں دورہ فرما کر علی پور شریف تشریف لے گئے ہوں گے۔

ہمارے حضرت صاحب قبلہ عالم روحی فداہ بسا اوقات یہ شعر فرمایا کرتے ہیں ؎

روز قیامت ہر کسے در دست گیرد نامۂ
من نیز حاضر می شوم فہرست یاراں در بغل

(۸۷)

اٹکر نال مورخہ ۹ر اپریل ۱۹۷۳ء مطابق ۴ر رمضان المبارک

عزیز القدر یوسف خصال سلمہ ربہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ محبت نامہ پہنچا، طالب خیریت بخیریت برخوردار حافظ نور احمد بفضلہ تعالیٰ پاس کی مسجد میں ہی قرآن شریف سنا رہا ہے اس کے سالانہ امتحان کا نتیجہ بھی آیا ہے وہ بفضلہ تعالیٰ پاس ہو کر اب دسویں جماعت میں ہو گیا ہے نور احمد انشاء اللہ پچیسویں شب رمضان شریف یا ستائیسویں شب کو ختم کرے گا۔ ٹھیک تاریخ انشاء اللہ بعد میں لکھی جاوے گی بڑی خوشی ہو کہ اس موقعہ پر وہ عزیز القدر اور برخوردار امیر حمزہ امتحان سے فارغ ہو کر اور دیگر احباب جو شامل ہو سکیں داخل برکات و حسنات ہو جاویں۔

حضرت صاحب قبلہ عالم روحی فداہ عام طور پر رمضان شریف کے مہینے میں سرد پہاڑوں پر تشریف لے جاتے رہے۔ اب کے موسم زیادہ گرم نہیں اب کے حضور نے علی پور شریف میں ہی قیام رکھا اور عرصہ کے بعد حضرات صاحبزادہ صاحبان سے قرآن شریف سننے کا موقعہ ہوا امید ہے ہر سہ شاہزادہ صاحبان[1] دس دس یوم میں ختم فرما کر حضرت کو تین ختم شریف سنا دیں گے اگرچہ تفصیل وار ابھی تک لکھا ہوا نہیں آیا وہاں تو بفضلہ تعالیٰ ہمہ خانہ آفتاب اور ہمہ تن نور علی نور کا معاملہ ہے۔ یہاں تک کہ حضرت قبلہ عالم روحی فداہ کے نبیرہ مبارک یعنی حضرت شاہزادہ سید حافظ مولانا عالی جناب صاحبزادہ محمد حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم کے صاحبزادہ مبارک[2] نے جن کی عمر چودہ سال

---

[1] حضور سیدی ومرشدی سراج ملت الحاج الحافظ سید محمد حسین شاہ صاحب قدس سرہٗ سجادہ نشین اول وحضرت مولانا عالی جناب الحاج الحافظ سید خادم حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ وحضرت قبلہ شمس ملت الحاج الحافظ سید نور حسین شاہ صاحب سجادہ نشین ثانی مدظلہم العالی۔

[2] حضرت الحاج الحافظ جو ہر ملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب مدظلہم العالی۔

کے قریب ہو گی انہوں نے بھی قرآن شریف حفظ کر لیا ہے اور کیا عجب ہے کہ وہ ہی سنا دیں۔[1]

---

(۴۸)

از کرنال مؤرخہ ۱۴؍ اپریل ۴۵ء یوم شنبہ یعنی منگل

عزیز القدر یوسف خصال برخوردار محمد یوسف خاں سلمہ ربہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ طالب خیریت بخیریت بڑی خوشی کی بات ہے کہ حافظ اللہ دیا صاحب نے دو رات میں قرآن شریف سنایا۔ عزیزم اللہ کی بارگاہ سے زیادہ بہتر جگہ کے انتظام کا موقعہ آنے والا ہے مگر تب تک اسی طرح ہمت اور صبر کے ساتھ یہ موجودہ کام برابر سنبھالتے رہو کیونکہ والدہ صاحبہ کی اور سب کی خدمت ضروری ہے اور ان کی خدمت کی نیت سے دنیا کا کام دنیا کا کام نہیں رہتا بلکہ دین کا کام ہو جاتا ہے۔

برخوردار نور احمد ۱۷۔۱۸؍ اپریل کی درمیانی رات جو ۲۳ ویں شب رمضان المبارک ہو گی انشاء اللہ قرآن شریف کا ختم کرے گا جو احباب بعد رمضان شریف علی پور شریف جانے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ اعلیٰ دربار گہر بار بہر حال مخزن برکات اور افضل النعم اور مقدم ہے ورنہ اگر وہاں کا ارادہ نہ کر سکتے ہوں تو برخوردار حافظ نور احمد کے ختم شریف قرآن مبارک کے موقعہ میں شامل ہو جاویں۔

---

(۴۹)

از کرنال مؤرخہ ۲۰ ـــ ۴۵ء

عزیز القدر یوسف خصال برخوردار محمد یوسف خاں سلمہ ربہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ محبت نامہ پہنچا۔ طالب خیریت بخیریت۔ حضرت صاحبزادہ

---

[1] حضور قبلہ عالم رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ رمضان المبارک کے چاند نظر آنے تک کسی کو نہ فرماتے کہ کس نے سنانا ہے اور عین تراویح کے وقت صاحبزادگان میں سے کسی ایک کو سنانے کا ارشاد فرماتے اس طرح سب صاحبزادگان والا تیار رہتے

صاحبان کے گرامی نامے حضرت قبلۂ عالم روحی فداہ کے حیدرآباد دکن کی طرف عنقریب تشریف لے جانے کے اس دعاگو کے پاس بھی آئے ہیں ان میں بھی اسی طرح لکھا ہے کہ ابھی تاریخ معین نہیں فرمائی گئی اور نہ ہی یہ قرارداد ہوئی کہ کس رستے سے تشریف لے جاویں گے آیا بٹنگ دہلی کی طرف یا کسی اور جانب سے۔ اگر مزید حال معلوم ہو تو لکھنا ؎

اگر ترا گذرے بر مقام ما افتد
ہمائے اوج سعادت بدام ما افتد

زہے سعادت ان دیار کی جہاں اس ابر کرم کی بارش ہو۔

سب احباب سلسلہ کو یہ تحریر دکھا دیں اور انہیں تاکید کر دیں کہ ہر جمعہ کو حلقۂ ذکر و مراقبہ و ختم شریف میں بلاناغہ شامل ہوا کریں دوسرے لوگ فاصلہ پر مسجد میں بیٹھے رہیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔

عزیزم اس رستے کے چلنے والے کو ان امور کو لازم پکڑنا چاہیئے ؎

وحدتؔ و ذکرؔ و وضوؔ نفیؔ خواطر ربطِ قلبؔ
صمتؔ و تقلیلؔ و توکل کردن اندر کل حال

۱۔ وحدت تنہائی:۔ اگر یاران سلسلہ جنہیں شیخ طریقت کے ساتھ محبت ہو ان کی صحبت میسر آوے تو ان سے مل بیٹھنا اور عام لوگوں سے علیحدگی اور تنہائی۔

۲۔ ذکر:۔ ہر وقت اپنے دل کو اللہ کی یاد میں لگائے رکھنا۔ طریقت کا مسئلہ یہ ہے "جو دم غافل سو دم کافر" ؎

ذکر کن ذکر تا ترا جان است
پاکیٔ دل ز ذکر رحمان است

۳۔ وضو:۔ ہمیشہ باوضو رہنے کی کوشش کرے حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دم علی الطہارۃ یوسع علیک الرزق" ہمیشہ باوضو ہو تو رزق تم

پر وسیع کیا جاوے گا۔

۴۔ نفی خاطر:۔ خیالات کو دل سے نفی کرنا یا نکال دینا۔ اللہ اور اس کے رسول اور پیارے پیران عظام کی یاد کے سوا باقی چیزوں کی یاد اگر دل میں آوے اسے دل میں ٹھہرنے نہ دے۔

۵۔ ربط قلب:۔ دل کو اپنے پیارے پیر کے ساتھ وابستہ رکھے اور اس کی پیاری صورت ہر وقت دل میں حاضر رکھے کہ اس رستے کا فتح باب اسی سے ہوتا ہے۔

۶۔ صمت۔ خاموشی:۔ ؎

شکستہ باش و خاموش　　　درحضرت عزت نہ ای فراموش

"خیر العبادات الصمت" حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے سب عبادتوں سے بہتر عبادت چپ رہنا ہے زیادہ باتوں سے اعمال نامہ سیاہ ہو جاتا ہے چپ سے اعمال نامہ سفید رہتا ہے۔

۷۔ تقلیل:۔ تھوڑا کھانا، تھوڑا سونا۔ یہ عاشقوں کی علامات میں سے ہے ؎

عاشقاں را ۹ نشانی اے پسر　　　رنگ زرد ۱ و آہ سرد ۲ و چشم تر ۳

کم خور و کم گو و خواب ۶ اور احرام　　　بے قراری ۷ انتظاری ۸ درد سر ۹

۸۔ توکل کردن اندر کل حال:۔ ہر حال میں اللہ تبارک وتعالیٰ پر توکل کرے اور اس کے حکموں پر راضی رہے۔

ایک مرتبہ ہمارے حضرت صاحب قبلہ عالم روحی فداہ نے وعظ شریف میں بیان فرمایا کہ غلام سے آقا نے پوچھا "کیا کھائے گا"؟ غلام نے کہا "جو کھلاؤ گے" آقا نے پوچھا "کہاں سوئے گا"؟ غلام نے کہا "جہاں سلاؤ گے" ہماری حیثیت اس عالم میں ایک غلام کی ہے اور وہ مالک اور خالق ہمارا آقائے حقیقی ہے۔ ہمیں اس کی رضا پر راضی رہنا چاہیئے ع

راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تری رضا ہے۔

توکل کے بارے میں حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی شریف میں فرمایا ہے ؎

گر توکل می کنی در کار کن ۔۔۔ کسب کن پس تکیہ بر جبار کن

گفت پیغمبر باواز بلند ۔۔۔ بر توکل زانوئے اشتر بہ بند

اے بھائی! اگر تو توکل کرے تو دو کام کر پہلے کام کاج کر پھر (نتیجہ کے لئے) بھروسہ اللہ تبارک وتعالیٰ پر رکھ۔ کیونکہ کامیابی کا انحصار اس کے فضل پر ہے نہ کہ تیرے کام اور عمل پر مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ عمل اور کام میں تو سست ہوجاوے۔ عمل تو چستی سے کر اور بھروسہ اس کے فضل پر رکھ۔ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید سے فرمایا کہ توکل اللہ پر کر اور پھر اونٹ کا گھٹنا بھی باندھ تاکہ توکل اور عمل تو جمع کرے۔

جب احباب سلسلہ ختم شریف اور حلقہ ذکر کے واسطے جمع ہوا کریں تو اس قسم کے مضمون جو اکثر رسالہ انوار الصوفیہ میں چھپتے ہیں خوانندہ یاران سلسلہ میں سے کوئی سنایا کرے تاکہ جو یاران سلسلہ خواندہ نہیں وہ بھی رسالہ شریف کے مضمونوں سے فیض یاب ہوجاویں۔

محمد حسین عفی عنہٗ

---

(۵۰)

از کرنال مورخہ ۲۹/۲۵ یوم چہار شنبہ

عزیز القدر یوسف خصال برخوردار محمد یوسف خاں سلمہٗ ربہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ محبت نامہ پہنچا طالب خیریت بخیریت۔ حضرت صاحب قبلہ عالم روحی فداہٗ نے ۱۷ ر جولائی کو لاہور سے کوئٹہ بلوچستان تشریف لے گئے ہیں، یہ بھی ہے کہ ۱۰ ر محرم الحرام کو حضور بمبئی ورود فرمائیں گے اور بعدہ حیدر آباد دکن تشریف لے جائیں گے۔ جس امر کے بارے میں اس عزیز القدر نے لکھا ہے اس میں زیادہ تر والدہ صاحبہ کے حکم کے مطابق عمل کرنا بہتر ہوگا جیسا کہ خط میں درج ہے کہ والدہ صاحبہ لڑکے کو پسند فرما کر زبان دے چکی ہیں تو اب اور کسی

کی رائے کی انتظار باقی نہیں ہو سکتی۔ اللہ مبارک کرے۔

جب یہ دعا گو ۷ جولائی کو رہتک تھا تو میری موجودگی میں انجمن خدام الصوفیہ شاخ رہتک کا ایک جلسہ کیا گیا اور اس میں مفصل ذیل قرار داد ہوئی:۔

"چونکہ اخبار زمیندار علمائے احناف اور صوفیائے عظام کی شان میں گستاخیاں کرنے اور مسترشدین سلاسل عالیہ کی دلآزاری کا عادی ہو گیا ہے اور اس کا یہ رویہ مسلم آزار ہے اس لئے شاخ انجمن ہذا باتفاق رائے اخبار مذکور کے بائیکاٹ کی قرار داد منظور کرتی ہے اور اس امر کا اعلان کرتی ہے کہ تا وقتیکہ اخبار مذکور اپنے نامناسب رویہ کو ترک کر کے معافی نامہ شائع نہ کرے جملہ برادران احناف عام طور پر اور خادمان سرکار علی پوری خاص طور پر اس کی خریداری اور مطالعہ سے مجتنب رہیں۔"

بہتر ہوگا کہ بمشورہ مولوی عبد اللطیف خاں صاحب و دیگر احباب اسی قسم کا جلسہ بہادر گڑھ میں خواہ جمعہ کو خواہ کسی اور دن کیا جائے اور اس کی کاروائی کی نقل بغرض اشاعت اخبار "الفقیہ" امرتسر میں بھیجی جاوے نیز ایک نقل فقیر کے پاس بھی بھیج دی جاوے۔

---

(۱۵)

از کرنال مورخہ ۲۵ ~~ے

عزیز القدر م برخوردار محمد یوسف خاں سلمہ ربہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محبت نامہ مع دو عدد نقول حالات جلسہ مسلمانان بہادر گڑھ در بارہ مقاطعہ اخبار زمیندار پہنچا

لہ اکتوبر ۱۹۲۶ء کے انوار الصوفیہ سے پتہ چلتا ہے کہ ظفر علی خان ایڈیٹر زمیندار نے ایک کفریہ شعر کہا ؎

جو مولوی نہ ملیگا تو مالوی ہی سہی خدا خدا نہ سہی رام رام کرلیں گے۔

حضور قبلہ عالم امیر ملت قدس سرہٗ نے ایک وفد بھیجا کہ یا تو کوئی تاویل پیش کرے یا توبہ کرے مگر ظفر علی خاں نے تکبر اور سرکشی سے ہی کام لیا آخر آپ نے انجمن خدام الصوفیہ کے سالانہ جلسہ میں جملہ احناف کو بالعموم اور یاران طریقت کو بالخصوص اس اخبار سے بائیکاٹ کا حکم دیا (مالوی سے مراد مدن موہن مالوی تھا جو فتنہ ارتداد کے بانیوں میں سے تھا)

ایک نقل ایڈیٹر صاحب الفقیہ کے پاس امرتسر اور ایک نقل مولانا مولوی محمد عظیم صاحب مینجر رسالہ الفاروق وغیرہ کے پاس لاہور بھیج دی گئی ہیں۔

اللہ کرے کہ جمعہ مبارک کے دن یارانِ طریقت اس طرح بھی تعداد میں شامل ختم شریف ہوا کریں اور برکات و فیوضات دارین حاصل کرتے رہیں ؎

در راہ عشق مرحلہ قرب و بعد نیست — می بینمت عیاں و دعای فرستمت

---

(۵۲)

از کرنال مورخہ ۲۵/۱/۵ یوم دوشنبہ (پیر)

عزیز القدر یوسف خصال محمد یوسف خاں سلمہ ربہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محبت نامہ پہنچا۔ طالب خیریت بخیریت۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کارساز حقیقی ہے ؎

کارساز ما بہ فکر کار ما — فکر ما در کار ما آزار ما

تم اطمینان اور محنت اور تندہی اور دیانت کے ساتھ کام کئے جاؤ وہ مالک اپنے فضل سے اور اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے بہتر فرماویں گے۔

---

(۵۳)

از کرنال مورخہ ۲۵/۱۲/۹ یوم چہارشنبہ

عزیز القدر یوسف خصال سلمہ ربہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محبت نامے پہنچے طالب خیریت بخیریت۔ علی پور شریف خط لکھا ہوا ہے انشاء اللہ جلدی حضرت قبلہ عالم روحی فداہ کی صحت وعافیت مزاج مبارک کی خیر خیریت آوے گی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حضور کا سایۂ عاطفت ہمارے سروں پر قائم دائم رکھے آمین ثم آمین۔ اللہ کی بارگاہ سے امید ہے کہ حضور کے مزاج مبارک علی پور شریف پہنچ کر جلدی آسودگی کی حالت میں ہو جاویں گے۔

ملک دکن کے لوگ حضور پر اس تعداد میں جاں نثار ہوتے ہیں اور ازدحام کرتے ہیں کہ بے اندازہ انبوہ کی وجہ سے حضور کو آٹھ پہر میں کوئی وقت آرام کرنے کا نہیں ملتا اور طبیعت مبارکہ کو بے اندازہ تکان اور پھر کمزوری لاحق ہوتی ہے۔ مگر پھر بھی حضور حلقوں کو جاری رکھتے ہیں اور برابر دن اور رات بیداری میں رہتے ہیں اور یہ الفاظ مبارک فرماتے ہیں کہ اس جسم سے جتنا کام ہو سکے سے لے کر یہ چرخہ مانگے کا ہے اور سوت جو تیار کر لیا جاوے وہ اپنا ہے۔ ایسے سراپا نور وجود پر ہم لوگوں کی ہزار ہا لاکھ ہا جانیں قربان اور واری جاویں۔

یہ بڑی سعادت مندی ہے کہ روزانہ ختم شریف پڑھنے کا وہاں انتظام کر رکھا ہے حضرت خواجہ خواجگان حضرت خواجہ نقشبند صاحب رحمۃ اللہ علیہ و دیگر حضرات خواجگان نقشبندیہ کے طفیل سے ہمارے حضرت صاحب قبلہ عالم روحی فداہ کا سراپا نور سایہ ہما پایہ ہمارے سروں پر نور افشاں رہے آمین ثم آمین ؎

اگر ترا گذرے بر مقام ما افتد ہمائے اوج سعادت بدام ما افتد

---

(۵۴)

از کرنال نواب گنج غلہ منڈی مؤرخہ ۲۶ ؍ ا

عزیز القدر یوسف خصال محمد یوسف خان سلمہٗ ربہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عزیز القدر عبد الغفور کی وفات کے بارے میں قصور سے واپس آنے پر ڈاک پڑھ کر حال معلوم ہوا، اور بڑا صدمہ ہوا۔ والدہ صاحبہ کو تسلی دینا کہ صبر کریں۔ اُس مالک حقیقی کی ہی ملکیت ہم سب کی جانیں ہیں۔ ماں باپ کے پاس اولاد بطور امانت کے ہے۔ مالک تو وہی بادشاہ حقیقی ہے جتنی دیر چاہے امانت میں رکھے۔ جب چاہے واپس لے لے۔ کسی کو اس کے غالب فرمانوں کے آگے دم مارنے کی اور چون وچرا کرنے کی طاقت نہیں۔

انسان عاجز ہے۔ یہاں تک کہ صبر کی توفیق بھی تب ہی ہوتی ہے جب ادھر

سے ملے۔ مگر صبر کرنے والوں کے لئے بڑا درجہ ہے۔ صبر سے قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے۔

---

(۵۵)

از کرنال نواب گنج غلہ منڈی مؤرخہ ۳/۲۶ ۔

عزیز القدر یوسف خصال سلمہٗ ربہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ محبت نامہ پہنچا۔ طالب خیر بعیہ بخیریت۔ برخوردار حافظ نور احمد امتحان سے بھی فارغ ہوگیا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ پرسوں جمعۃ الوداع کی نماز دہلی جامع مسجد میں پڑھی جاوے۔ کیونکہ وہاں جمعہ پڑھنے کا کبھی موقعہ نہیں ہوا۔ اس دعاگو کو بھی تعطیل ہے۔ غالباً یہ دعاگو معہ برخوردار حافظ نور احمد صبح کی ٹرین سے دہلی جمعہ کے دن پہنچیں گے۔ چونکہ ہفتہ اتوار کو بھی رخصت ہے۔ اس واسطے انشاءاللہ العزیز عزیز القدر عبدالغفور خاں کے فاتحہ کے واسطے بہادرگڑھ جانے کا موقعہ بھی ہوسکے گا۔ آگے جو اللہ کو منظور ہے۔

---

(۵۶)

از کرنال نواب گنج غلہ منڈی مؤرخہ ۴/۲۶ ۱۳

سعادت اطوار ان برخورداران نور احمد[1] و محمد یوسف خاں سلمہما اللہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ جھجر والوں نے بڑی ہمت کی اللہ انہیں جزائے خیر دے۔ اب کے وہاں کئی ایک مرد اور عورتیں بفضلہٖ داخل سلسلہ ہوئیں اور رات بھر مجلس وعظ شریف رہی اور حلقے ہوتے رہے۔

---

[1] مشترکہ بنام مخدومی حضرت صاحبزادہ حافظ نور احمد صاحب مدظلہم العالی و مولوی محمد یوسف خاں صاحب

(۵۷)

از کرنال نواب گنج غلہ منڈی مورخہ ۱۳ مئی ۱۹۳۶ء

عزیز القدر یوسف خصال سلمہ ربہٗ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محبت نامے پہنچتے رہے ۔ طالب خیریت بخیریت ۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نورعلی نور؎ کی تشریف آوری بہادر گڑھ والوں کے واسطے مبارک ہوئی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک ۔ غالباً حضرت صاحبزادہ صاحب ابھی تک وہیں قیام فرما ہوں گے ۔ اس عاجز کیطرف سے اور عزیز نور احمد کی طرف سے حضرت صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں ہدیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ بعد آداب پیش کریں ۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کب تک قیام فرماویں گے اور بعدہٗ کس طرف تشریف لے جانے کا ارادہ ظاہر فرماتے ہیں ۔ بہادر گڑھ میں حضور کہاں قیام فرما ہیں ؎

چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی　　بیاد آر حریفاں بادہ پیما را

مولوی عبداللطیف خاں صاحب مولوی شرف الدین صاحب ۔ ڈاکٹر صاحب اخوم شامی صاحب عزیز القدران امیر حمزہ خلیل الرحمٰن ۔ جلیل الرحمٰن ۔ قاضی تجمل حسین و دیگر سب احباب کو السلام علیکم ۔ حافظ محمد منیر خاں کو تسلی دینا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ بہتر کرنے والا ہے ، گھبرانا نہیں چاہیئے ۔

الحمدللہ کہ برخوردار حافظ نور احمد دسویں جماعت کے امتحان میٹرکولیشن یعنی انٹرنس میں کامیاب ہوگیا ۔ اس مالک کا بڑا احسان ہے ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو اپنے خاص فضل سے اس بڑے امتحان میں کامیاب فرماوے جو سب کے لئے در پیش ہے ۔ وامامن خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھوی فان الجنۃ ھی الماوی (جو شخص اپنے اللہ کی بارگاہ میں کھڑے ہونے کے وقت سے ڈرا (جسوقت کہ اس بڑے امتحان کا وقت ہوگا) اور (اس ڈر کی وجہ سے) اپنے نفس کو خواہشات سے

؎ ۔ حضرت شمس الملت الحاج الحافظ سید نور حسین شاہ صاحب سجادہ نشین علی پوری

روکا بس بہشت ایسے ہی شخص کی جگہ ہے]۔

جب فقیر اپنے شہنشاہ کے در اقدس پر علی پور شریف گیا تھا۔ اسکے بعد نور احمد کی آنکھیں دکھنی آگئیں۔ الحمد للہ کہ اب بہ نسبت سابق آرام ہے۔ خفیف سی سرخی ابھی باقی ہے۔ عزیز القدر حمزہ اب کیا کرتا ہے مفصل لکھیں، نور احمد کی طرف سے سب کو السلام علیکم۔

محمد حسین عفی عنہ

---

(۵۸)

از کرنال نواب گنج غلہ منڈی مورخہ ۱۳ ۶/۲۹

عزیز القدر یوسف خصال محمد یوسف سلمہٗ ربہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محبت نامہ پہنچا۔ طالب خیریت بخیریت۔ برخوردار حافظ نور احمد کی آنکھوں کو بفضلہٖ تعالیٰ بہت آرام ہے مگر ابھی تک گرمی دھوپ سے بچانے کی احتیاط کرنی ضروری معلوم ہوتی ہے۔ بہرکیف اللہ کا فضل درکار ہے۔

کمیٹی کے کام میں تو بہت مصروفیت رہتی تھی۔ یہاں تک کہ نماز باجماعت اور ذکر فکر مراقبہ درود شریف سحر خیزی کا موقعہ بھی کافی نہیں ملتا تھا۔ اب تو فرصت رہتی ہوگی۔ اب چاہیئے کہ ان امور میں بہت پابندی رکھی جاوے۔ مگر بنگلہ میں رہ کر نماز باجماعت تو بڑا مشکل امر ہے۔ اس کے متعلق حال لکھیں۔ برخورداران امیر حمزہ، خلیل الرحمٰن سب کو دعا پیار

محمد حسین عفی عنہ

---

(۵۹)

از کرنال مورخہ ۲۳ ۸/۲۹

عزیز القدر یوسف خصال برخوردار محمد یوسف خان سلمہٗ ربہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اس فقیر کا دورہ حسب منشاء صدر انجمن خدام الصوفیہ ہند۔ مرکزی علی پور شریف[1] ہے اگر زیادہ وقت نہ ہو تو اس کی سو نقلیں یا کچھ کم و بیش دہلی کے کسی مطبع میں چھپوا کر

---

[1] اعلیٰ حضرت حضور قبلہ عالم امیر ملت محدث علی پوری قدس سرہٗ العزیز

خواہ خود اور مولوی عبداللطیف خاں صاحب کی معرفت مدرسہ کے طلبا سے یا کسی اور صورت سے کرا کر پرسوں بدھ کو یا زیادہ وقت لگے تو جمعرات تک عصر کے وقت بمدست برخوردار حافظ نور احمد بھیج دی جاویں۔ اس سے زیادہ دیر نہ لگے۔ کیونکہ جمعہ کو پہلے پہر فقیر سفر کو ہر طرف سونی پت گوہانہ کا ہیجی جاوے گا۔ اس سفر کو اس سفرنامہ میں اس واسطے درج نہیں کیا کہ یہ اس وقت کا سفر ستمبر کی تعطیلات کے سفر میں شامل نہیں جو بطور سالانہ دورہ کے ہوتا ہے بلکہ ان تاریخوں کا سفر اتفاقیہ سفر ہے۔ برخوردار حافظ نور احمد اول تو بدھ کو ورنہ جمعرات کو بعد دوپہر ضرور بالضرور واپس آجاوے۔ اس سے زیادہ ہرگز ہرگز وہاں ٹھہرنے کی اس کو اجازت نہیں اور تمہیں ٹھہرانے کی اجازت نہیں ہے۔ بعض وقت دل اور محبت تو نہیں مانتے مگر انہیں عقل اور انتظام کے آگے تابعداری کرنی ہوتی ہے اور وہ موقعے ایسے ہی ہوتے ہیں۔ سب احباب کو السلام علیکم۔ عزیز القدروں کو دیڈ بو کی بنگلہ پر کسی طرح وقت یا ہرج نہ ہو تو تمہیں دورہ میں ساتھ رہنے کی اجازت ہے۔

محمد حسین عفی عنہ

---

(۲۰)

از کرنال مورخہ $\frac{9}{24}$ ۲۹ یوم چہارشنبہ یعنی بدھ

عزیز القدر یوسف خصال برخوردار محمد یوسف خاں سلمہ ربہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

برخوردار حافظ نور احمد امرتسر کے ڈاکٹری سکول میں ایک دو دن سے داخل ہوگیا ہے۔

وہ $\frac{9}{24}$ ۲۵ کو یہاں سے گیا تھا۔ دوسرے خط میں اسکا پتہ انشاء اللہ لکھا جاویگا تاکہ امرتسر اس کے پاس خط بھیج سکو۔

سید انور علی شاہ صاحب سید انوار احمد صاحب و دیگر احباب نے دہلی سے جو محبت سے یاد فرمایا ہے۔ یہ ان کے حسن اخلاق ہیں۔ چونکہ تمہارا ان سے اکثر ملنے کا موقعہ ہوتا ہے۔ اس واسطے اس دعا گو کی طرف سے انہیں السلام علیکم کہنا اور یہ بھی ذکر کرنا کہ

اللہ کو منظور ہے تو جلدی موقعہ ملاقات ہو جاوے گا۔ ابھی تک تاریخ کا تعین ٹھیک نہیں ہو سکتا۔

عرصہ ہوا۔ ایک لڑکا رحیم خاں جس کا باپ بہادر گڑھ کے ہسپتال میں فوت ہو گیا تھا، اور وہ یتیم رہ گیا تھا۔ وہاں سے میرے ساتھ آ گیا تھا۔ اب وہ کچھ عرصہ سے عزیز القدر سید اقبال حسین صاحب کے ہاں رہنے لگ گیا ہے۔ برخوردار نور احمد کی والدہ اس بات کو پسند کرتی ہے کہ کوئی نہ کوئی یتیم بچہ اتنی ہی عمر کا ہمارے ہاں رہے۔ اگر کوئی یتیم بچہ اتنی ہی قریباً عمر کا یعنی دس بارہ سال کی عمر کے قریب کا وہاں بغیر نگرانی کے[1] نظر پڑے تو خبر دینا۔ اس کو یہاں بلانے کا انتظام کیا جاوے گا۔

---

(۶۱)

از کرنال مورخہ ۲۸/۱۰ یوم دوشنبہ

عزیز القدر یوسف خصال برخوردار محمد یوسف خاں سلمہٗ ربہٗ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ طالب خیریت بخیریت۔ برخوردار حافظ نور احمد بفضلہٖ میڈیکل سکول ہوسٹل میں بھی داخل ہو گیا ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ ہوسٹل یعنی بورڈنگ ہاؤس میں تین سو بیس طالب علم ہیں اور شہر سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پہ نئی عمارت بنائی گئی ہے اور جس میں بجلی کی روشنی کا انتظام ہے جس کمرے میں نور احمد کی رہائش ہے اس میں برکت علی[2] نامی ایک طالب علم قصور کا بھی ہے۔ میں نے ان کو لکھا ہے کہ مل کر نماز پڑھا کرو اور سب کام مل کر محبت سے کرو۔

از محبت خارگلشن می شود!

---

[1] یعنی ایسا یتیم بچہ جس کی خبرگیری کرنے والا کوئی نہ ہو۔ سبحان اللہ! کیسے پاکیزہ اخلاق ہیں یتیموں کی پرورش کتنی پسند ہے۔

[2] آج کل سنکانہ میں ڈاکٹری کی دوکان کرتے ہیں۔

(۶۲)

از کرتال مورخہ ۱۲/۲۶ ۱۹

عزیز القدر یوسف خصال سلمہٗ ربہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ہر ایک امر میں اسی ذات پر بھروسہ رکھنا چاہیئے اور عقل و شرع کی ہدایات پر اور پیران عظام کے فرمانوں پر عمل کرنے میں تساہل نہ ہونا چاہیئے۔

---

(۶۳)

از کرتال نواب گنج غلہ منڈی مورخہ ۱/۲ ۵

عزیز القدر یوسف خصال برخوردار محمد یوسف خاں سلمہٗ ربہٗ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ محبت نامہ پہنچا تھا۔ برخوردار حافظ نور احمد بہت یاد کرتا تھا، اور وہ بہادر گڑھ بھی آتا۔ لیکن پڑھائی کا کام تعطیلوں میں بھی اس کو اتنا کرنا تھا کہ گویا سکول کے ہی ایام ہیں۔ اسی مجبوری کی وجہ سے نہ آسکا۔ یوں بفضلہٖ ہر طرح خیر و عافیت سے تھا۔

۲ر جنوری کو پچھلے پہر یہاں سے روانہ ہوا۔ ۳ر جنوری کی صبح کو امرتسر پہنچا۔ وہاں پہنچتے ہی سنا کہ ڈاکٹر میر ہدایت اللہ صاحب[1] کے بھائی قاری میر سعید اللہ صاحب[2] ۳۱ر دسمبر بروز جمعہ بوقت جمعہ وصال پاگئے اور اسی وقت یہاں لکھا۔ اس خبر سے بڑا صدمہ ہوا۔ کیونکہ میر سعید اللہ صاحب حضرت قبلہ عالم روحی فداہ کے عاشق صادق تھے۔ اور حضرت کو بھی ان سے بڑی محبت تھی۔

اس عزیز القدر نے اپنے خط میں لکھا تھا کہ والدہ صاحبہ کے گھٹنے میں چوٹ لگ گئی تھی۔ اب تو بفضلہٖ ہر طرح سے خیریت ہے۔ ختم خواجگان عظام کا پڑھنا یوں بھی بڑی برکت کا باعث ہے۔ اجر اللہ کی بارگاہ سے یہاں کیا اور وہاں کیا آخر ملتا ہے۔

---

[1] سرجن کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج امرتسر

[2] حضور قبلہ عالم شہنشاہ علی لاہوری کے مشہور قصیدہ گو شاعر و ٹیچی کالج دانشارامرتسر

تو بندگی چو گدایان بشرط مزد مکن ... کہ خواجہ خود روش بندہ پروری داند [1]

اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادت اور حضور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی یاد ہر حالت میں سچے مسلمان کے دل کا سہارا ہے دنیا کے کاموں کا کیا ہے - بڑی خوشی کی بات ہے کہ مستری فیض محمد بھی ختم شریف میں شامل ہوتا ہے - مستری بڑی محبت کا آدمی ہے - مستری کو اور دیگر احباب سلسلہ کو السلام علیکم -

(۶۴)

از کرنال نواب گنج غلہ منڈی مورخہ ۳ رمضان المبارک مطابق ۸ مارچ ۱۹۶۲ء یوم سہ شنبہ یعنی منگل

عزیز القدر یوسف خصال برخوردار محمد یوسف خاں سلمہ ربہٗ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ - طالب خیریت بخیریت -

بہادر گڑھ سے حافظ نور محمد صاحب کا خط آیا تھا - انہیں اس دعاگو کی طرف سے بعد السلام علیکم کہنا کہ یہ جواب تمہارے خط کا لکھا ہے کہ اس کتاب سے مراد دلائل الخیرات ہے [2] - رمضان شریف میں تو قرآن شریف پڑھتے رہو اور سناؤ بعد رمضان شریف علاوہ قرآن مبارک کی منزل کے روزانہ تھوڑا تھوڑا حصہ دلائل الخیرات کا یاد کرنا شروع کرو مولوی صاحب مولوی شرف الدین کے پاس جامع مسجد میں وقت مقرر کر کے یاد کر لیا کرو - مولوی صاحب کو میری طرف سے کہنا کہ حافظ نور محمد صاحب کو کچھ کچھ سبق دلائل الخیرات کے روز پڑھا دیا کریں - البتہ یہ ضرور ہے کہ دلائل الخیرات کے سبق کو قرآن شریف کی روزانہ منزل کے علاوہ سمجھا جاوے اور اس سبق کی وجہ سے قرآن شریف کی روزانہ منزل میں کمی نہ ہو - اس رمضان شریف کے بعد اگلے رمضان شریف تک معلوم ہو جاوے گا کہ

---

[1] علامہ اقبال نے اسی شعر کا مضمون اس طرح ادا کیا ہے

سوداگری نہیں یہ عبادت خدا کی ہے ... اے بے خبر جزا کی تمنا بھی چھوڑ دے

[2] غالباً حافظ صاحب مشار الیہ نے خواب میں "کتاب" دیکھی تھی - اب تعبیر بیان ہو رہی ہے -

ساری حفظ ہو گئی یا کچھ حصہ باقی رہا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے آسان فرما دیں گے۔ ثابت قدمی کے ساتھ جاری رکھا جاوے سوائے جبر یا اور ایسی ہی تعطیل کے ناغہ نہ کیا جاوے۔

الحمد للہ! برخوردار حافظ نور احمد نے اپنے میڈیکل سکول میں قرآن شریف سنانا شروع کیا ہے اور لکھا ہے کہ پانچ چھ صفیں طالب علموں کی قرآن شریف سننے کو ہو جاتی ہیں۔ وہاں کے پونے دو سو طلبا مسلمان ہیں۔ ان میں سے صرف نور احمد ہی بفضلہٖ حافظ قرآن شریف ہے۔

برخوردار حاجی حافظ محمد سردار کا قصور سے خط آیا تھا۔ انہوں نے بھی قرآن شریف سنانا شروع کیا ہے اور ارادہ ہے کہ نصف رمضان شریف تک ختم مبارک ہو جاوے پھر شاید دہلی آویں۔ بذریعہ خط ان سے دہلی آنے کی تاریخ وغیرہ دریافت کر کے اگر ممکن ہو سکے تو ان سے ملنا۔ سب احباب کو السلام علیکم۔ محمد حسین عفی عنہ

مکرر اُنکہ بعد رمضان شریف غالباً ضلع حصار کا دورہ کیا جاوے۔ ملاں جی منشی یعقوب علی خاں صاحب[1] سے ضروری خط و کتابت ابھی سے کر کے، پروگرام تجویز کر کے یہاں بھیج دینا۔ اس میں مناسب درستی کے بعد اس پروگرام کے بموجب دورہ انشاء اللہ کیا جاوے گا۔

تبرک یہاں تمہاری والدہ نے حضرت شاہ کمال صاحب چشتی قصوری کی نذر کا بنایا تھا۔ اس میں سے ارسال ہے۔ اس سے تھوڑا تھوڑا افطاری روزہ کرتے رہنا۔

---

[1] ملا یعقوب علی خاں ساکن کھیڑی زنانگی، ضلع حصار

(۶۵) ؎

از کرنال ۲۵ رمضان المبارک مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۲۲ء

عزیز القدر یوسف خصال برخوردار محمد یوسف خاں سلمہ ربہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - مولوی محمد امد یسین ؎ بیچارے کی عمر تو ابھی شباب کی ہی تھی - مگر وقت مقرر تو آگے پیچھے نہیں ہو سکتا ؎

موت سے کس کو رستگاری ہے آج وہ کل ہماری باری ہے

میرے بارے میں جو الفاظ اس کی زبان اور قلم سے نکلے ہیں - ان کی معافی تو میں دے سکتا تھا مگر اس سے بہت طرح کی دیوانگی ہوئی - حضرت صاحبزادہ صاحب شاہزادہ سید حافظ مولنا و بالفضل اولنا حضرت نیر اعظم صاحبزادہ محمد حسین شاہ صاحب (سراج ملت) کو خط لکھا اور اس میں حضرت صاحب قبلہ عالم روحی فداہ کی شان میں ادھر ادھر کے لفظ لکھ دئے اور حضرت صاحبزادہ صاحب نے وہ خط اس عاجز کے پاس بھیجا کہ یہ شخص تمہارے سے متوسل ہے اور ایسے خط لکھتا ہے - ایسی حرکات سے وہ مالک سب کو بچا دے

پیران عظام کی تو شان ہی بڑی ہوتی ہے - حضور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو بڑے کا ادب نہیں کرتا اور چھوٹے پر رحم نہیں کرتا وہ میری امت میں سے نہیں ‘‘ بموجب اس فرمان نبوی کے اس کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے میں نے رحم کیا اور حضرت صاحب قبلہ عالم روحی فداہ کی تو شان ہی ارفع اور اعلیٰ ان سب باتوں سے ہے -

حضرت صاحب قبلہ عالم روحی فداہ کا ایک خادم وزیر آباد کے علاقہ کی طرف کا وعظ کیا کرتا تھا - وعظ کرتے کرتے حیدر آباد پہنچ گیا - خیر روٹی ٹکڑا اس کو سفر میں ملتا ہی رہا - اس موقعہ پر جو حضرت صاحب قبلہ عالم روحی فداہ حیدر آباد تشریف لے گئے

؎ - وصال شریف سے صرف آٹھ دن پہلے کا مکتوب ہے - نیز ملاحظہ ہو مکتوب ۳۶

توحید آباد کے مسلمانوں کی اتنی تعداد سٹیشن پر استقبال کے واسطے آئی کہ پلیٹ فارم پر تِل دھرنے کی جگہ نہ رہی۔ اس واعظ بے ادب کی زبان سے یہ لفظ نکلے حسد کے سبب سے اور تکبر کی وجہ سے کہ میں تو زیادہ اچھا وعظ کرتا ہوں۔ ان کے واسطے کیوں اتنے لوگ جمع ہو گئے اور میرے وعظ پر تو کوئی کوئی آدمی آتا ہے۔ مگر حضرت کی شان دیکھی جاوے۔ حضرت نے جب دیکھا کہ وہ مولوی بھیڑ کے پیچھے دبا ہوا ہے تو فرمایا کہ مولوی صاحب آگے آ جائیں۔ ایک شخص نے یہ کہہ دیا کہ حضور یہ مولوی تو ابھی کہہ رہا تھا کہ میں حضور سے اچھا وعظ کرتا ہوں۔ مگر لوگ حضور کے گرد ہی چمٹتے ہیں تو حضور نے فرمایا۔ کچھ بھی ہو، مولوی صاحب ہیں انہیں آگے بلالو۔ ان کے باطن میں جو ہے وہ ظاہر ہوتا ہے اور ہم نے تو جہاں مولوی کا نام آئیگا اپنا کام یعنی ادب کرنے کا کام کرنا ہے۔

اس واسطے میں نے بھی ادب سے "مولوی محمد ادریس" ہی لکھ دیا ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ رحم فرماوے، ایک قسم کی اس میں دیوانگی سی تھی جس کی وجہ سے معذور بھی تھا۔

۲۔ منشی عبدالحمید صاحب بڑے محبت والے ہیں۔ فقیر ان پر خوش ہے۔ اللہ کی بارگاہ میں امید ہے کہ جسطرح خوابوں میں اکٹھے دکھا دیتے وہاں بھی اکٹھے ہونگے اپنی اپنی خصوصیت کیساتھ

۳۔ قدقامت الصلوٰۃ کہے جانے پر اٹھنا افضل ہے لیکن فرض واجب نہیں۔ اگر کوئی اس سے پہلے کھڑا ہو جائے تو اس پر کوئی گناہ یا کفارہ لازم نہیں آتا۔ جب فرض واجب نہیں تو کسی جگہ تو اس کا معمول قائم رہا اور کسی جگہ نہیں رہا۔ بعض بزرگوں کو دیکھا گیا ہے کہ اس میں پابندی بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ بریلی میں دیکھا گیا کہ وہاں کے حضرات علماء اکثر اور عام لوگ بھی اکثر تکبیر شروع ہونے پر بیٹھے رہتے ہیں اور جسوقت تکبیر کہنے والا قدقامت الصلوٰۃ کہتا ہے تو کھڑے ہوتے ہیں۔ گاؤں کے لوگوں کو عرب و عجم کے حالات کیا معلوم ہو سکتے ہیں۔ وہاں جب ایسا معمول نہیں رہا تو یہ کہنے لگ گئے کہ یہ عمل درمیان میں پیدا ہو گیا۔

بعض جگہ ہو جانے سے کس طرح کہہ دیا کہ سب جگہ بند ہو گیا۔ خود دیکھنے کا موقع ہوا ہے کہ یہ عمل و دستور کئی جگہ جاری ہے اور یہی افضل اور بہتر بھی ہے۔ مگر کیا وہ لوگ جو اس طرح کہتے ہیں۔ عربی جاننے والے ہیں۔ اگر عربی جاننے والے ہوتے تو انہیں الفاظ مبارک کے معانی عربی کی زبان سے اُردو میں کئے جائیں تو یہ ہیں کہ "نماز کھڑی ہو گئی ہے" تو جو معنی جانتا ہے خود سمجھتا ہے کہ کھڑے ہونے کا بہتر اور موزوں وقت ان لفظوں کے کہے جانے پر ہے۔ اگر کوئی پہلے کھڑا ہوا تو اس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ گناہ تو نماز کا چھوڑ دینا۔ قضا کرنا، جھوٹ بولنا۔ دوسرے کا حق کھانا۔ عام لوگ ایسے کام تو کرتے ہیں اور ایسے مسئلے پر یعنی پہلے یا اسی وقت کھڑے ہونے پر جھگڑنے لگیں یہ غلطی ہے کیونکہ بڑی بات یہ ہے کہ جھوٹ وغیرہ سے بچا جاوے کہ جھوٹ سے لعنتی ہو جاتا ہے اور فتنہ فساد جھگڑا قتل سے زیادہ ہے کہ محبت کو قتل کرتا ہے۔

محمد حسین عفی عنہ

---

(۹۹)

عزیز القدر سلمہٗ

اللہ تعالیٰ حضرت مولنا بشارت علی صاحب دامت برکاتہم کو اس کارِ خیر[ل] کا اجر عظیم دے۔ ان کی خدمت میں اس دعا گو کی طرف سے ہدیہ السلام علیکم پیش کریں۔ اور ان کو مبارک باد دیں اور سب مسلمانوں کو ان کے فرمان پر کاربند رہنے کی تاکید کریں۔ نماز دین اسلام کا ستون ہے۔ بغیر ستون کے چھت گر جاتی ہے اور جھوٹ اور دیگر گناہ کبیرہ شیطانی توپ خانہ ہے کہ اس توپ خانہ سے شہروں کے شہر تباہ ہو رہے ہیں۔

ل بہادر گڑھ میں مولنا بشارت علی صاحب نے ایک "نماز کمیٹی" بنائی تھی اور لوگوں کو نماز باجماعت کی تبلیغ فرماتے تھے۔ یہاں "کارِ خیر" سے اس طرف اشارہ ہے۔

مکتوبات بنام منشی محمد فضل خانصاحب گوڑیانوی حال آباد دیپالپور ضلع ساہیوال

(۶۷)

ازکرنال مورخہ ۲۳

عزیز القدر سلمہٗ ربہٗ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

الحمدللہ کہ وہ عزیز القدر امتحان میں کامیاب ہوا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس عزیز القدر اور ہم سب کو امتحان اخروی میں بھی اپنے فضل وکرم سے کامیاب فرماوے

عزیزم! دنیا روزے است چند باقی کار با خداوند ؎

دائم ہمہ جا با ہمہ کس در ہمہ کار می دار نہفتہ چشم دل جانب یار

(۶۸)

ازکرنال ۱۵ ستمبر ۱۹۳۲ء پیر

عزیز القدر من سلمہٗ ربہٗ ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ طالب خیریت بخیریت ۔ عرصے سے خیر خیریت معلوم نہیں ہوئی۔ یہ دعاگو ستمبر کے باقی ایام میں حسب تجویز مندرجہ ذیل سفر و سیاحت میں ہوگا ؎

غرض از سیر قلندر طلب دیدار است ورنہ ایں نان و نمک ہمہ جا بسیار است

۱۵ ستمبر ۱۹۳۲ء پیر۔ سفر از کرنال تا دہلی بعد دوپہر

۱۶ " " منگل۔ قیام دہلی لال دروازہ مکان نواب سراج الدین احمد خانصاحب سائل ۔

۱۷۔ بدھ۔ سفر از دہلی بجانب ریواڑی و کوسلی تا کھیڑی نانگل

۱۸ تا ۱۹ جمعرات جمعہ۔ کھیڑی نانگل۔ گوڑیانی۔ جاوڑے نہ

۲۰ ستمبر [illegible] ہفتہ - سفر از جاٹوسانہ تا بھوانی براستہ ریل بعدہٗ تا کھیرڑی

۲۱ - ۲۲ - ۲۳ - کھیرڑی - کلانور - لاہلی - رہتک

۲۴ بدھ رہتک سے بہادرگڑھ قبل دوپہر

" " - بہادرگڑھ سے کھیڑکہ بعد دوپہر

۲۴/۲۵ رات - کھیڑکہ علی الصباح بہادرگڑھ

۲۵ - جمعرات - بہادرگڑھ سے دہلی کرنال انبالہ - سرہند شریف بعد دوپہر رات

۲۶، ۲۷ جمعہ - ہفتہ - سرہند شریف - عرس شریف

۲۸ اتوار از سرہند شریف تا کرنال

محمد حسین عفی عنہ

---

(۶۹)

از کرنال مورخہ ۲۲ ۵/۲۵ یوم پنجشنبہ یعنی جمعرات

عزیز القدر من سلمہٗ ربہٗ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - طالب خیریت بخیریت

یہ دعاگو سیوانی اور ان اطراف میں نہیں گیا تھا - حضرت صاحب قبلۂ عالم روحی فداہ کی خدمت میں فرخ آباد، بریلی، مرادآباد تعطیلات میں رہا - جن امور کے بارے میں دریافت کیا ہے - ذیل میں درج ہیں :

۱- پیشاب کے بعد جس کو قطرہ کا اندیشہ ہو، اس کے لئے تو ڈھیلا لازمی ہے اور ہر حالت افضل یہی ہے کہ ڈھیلا استعمال کرکے پھر پانی سے دھووے -

۲- دو تہہ کپڑے پر نماز ہو سکتی ہے - البتہ موٹائی ساری اتنی نہ ہو کہ لحاف کی طرح اس میں پیشانی دب جاوے -

۳- اگر وقتی نماز کے قضا ہونے کا اندیشہ ہو یا جماعت سے رہ جانے کا گمان ہو تو پہلے وقتی پڑھے ورنہ پہلے قضائی - ذکر کثیر درود شریف حسب امر شیخ

معہ رابطہ و تصور شیخ کامل سے بڑھ کر کوئی چیز بعد اتباع شریعت کے ایمان کے کامل کرنے میں زیادہ فائدہ مند نہیں ؎

ذکر کن ذکر تا ترا جان است   پاکی دل ز ذکر رحمان است!

---

(۷۰)

از کرنال نواب گنج غلہ منڈی مورخہ ۲۵ ۲۷ھ

عزیز القدر من سلمہ ربہٗ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محبت نامے وقتاً فوقتاً پہنچتے رہے ۔ الحمدللہ کہ آپ ایس۔ وی میں کامیاب ہو گئے ۔ اس مالک الملک کا بڑا احسان ہے ۔ اللہ مبارک کرے ۔ قرآن شریف میں رونے کے بارے میں آیت مبارکہ ہے کہ بہت رویا کرو اور تھوڑا ہنسا کرو[۱]۔ رونا بڑی مبارک چیز ہے کہ قلب کی رقت[۲] سے ہوتا ہے اور اس رقت کو بڑھاتا ہے اور یہ برکت والی چیز ارباب درد کے نصیب ہوتی ہے ۔ حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

کفر کافر را و دیں دیندار را
ذرۂ دردے دل عطار را

؎ درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو!
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

برخوردار حافظ نور احمد و جمیع احباب سلسلہ کی طرف سے السلام علیکم ۔

---

[۱] الآیۃ فلیضحکوا قلیلاً ولیبکوا کثیراً

[۲] دل کی نرمی ۔

(۷۱)

از کرنال نواب گنج غلہ منڈی مورخہ ۱۱/۲۴ ۱۰

عزیز القدر من سلمہ ربہٗ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ طالب خیریت بخیریت یہ دعاگو بوجہ پنشن ہو جانے کے اکتوبر کے مہینے میں مختلف جگہوں میں رہا اور ڈاک اکھٹی ہوتی رہی۔ اب پڑھنے کا موقع ہوا۔ شادی خانہ آبادی کی مبارک ہو۔ پنجاب میں بمقام امرتسر حضرت صاحب قبلہ عالم روحی فداہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تھا حضورؐ بفضلہٖ تعالیٰ بخیر و برکت سے تھے ۔ حضور پھر جالندھر تشریف لے گئے اور دعاگو لاہور قصور سے ہوتا ہوا آیا۔ کرنال میں فی الحال کچھ عرصہ رہیگا ۔

مکتوب شریف بخدمت فیض درجت حضرت میاں محمد ابراہیم صاحب قصوری[۱]

(۷۲)

از کرنال مورخہ یکم صفر المظفر سنہ ۱۳۴۴ھ ، ۲۲ راگست سنہ ۲۵ء

مقبول بارگاہ رب کریم حضرت میاں محمد ابراہیم صاحب دام برکاتہٗ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ عزیز القدر فضل کریم کے خط سے معلوم ہوا کہ جناب کے مزاج مبارک بوجہ دنبل ناساز اور کمزور ہے جس سے بڑی تشویش پیدا ہوئی ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے خاص فضل و کرم سے شفاء عاجل عطا فرمائے اور اپنی بارگاہ کے ایسے مقبول کو مخلوق کے حصول فیض کے لئے عرصۂ طویل قائم و متمتع رکھے۔ اہل اللہ ایک نور ہیں کہ جن کی نورانیت سے مخلوق خدا میں نور پھیلتا ہے۔

براہ عنایت حافظ غلام حسین یا کسی دوسرے صاحب کو فرما دیں کہ تفصیل کے ساتھ لکھیں کہ دنبل کا زخم اب بفضلہٖ اچھا ہو رہا ہے یا کیا صورت ہے اور آیا زیادہ کمزوری یا تکلیف یا اندیشہ کی صورت تو نہیں۔ لکھے ہوئے آجانے سے اس دور افتادہ کو تسکین ہو جاویگی اگر وہاں موجود ہوتا تو خود وقتاً فوقتاً ملتا رہتا اور حال معلوم رہتا ۔

---

[۱] حضرت میاں محمد ابراہیم صاحب قصور میں ایک بڑے بزرگ تھے ۔ مخدومی حضرت حافظ نور احمد صاحب مدظلہٗ فرماتے ہیں ایک بار مجھے حضرت قبلہ نے ہدایت فرمائی کہ قصور میں جب بھی وقت ملے میاں محمد ابراہیم [illegible] میں جایا کرو۔

(۷۳)

● مکتوب شریف بنام حافظ غلام حسین صاحب امام مسجد حاجی رانجھے خاں صاحب قصور

از کرنال مؤرخہ ۸/۱/۴۵ھ یوم دوشنبہ پیر

اخی فی الدین حافظ غلام حسین صاحب سلمہ ربہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یہ دعاگو ستمبر کے مہینے کے بہت سے حصہ میں کرنال سے باہر رہا مگر قصور آنا نہیں ہوا اب واپس آنے پر آپ کا اتنی دیر کا لکھا ہوا کارڈ ملا۔ اب اس کے جواب میں زیادہ دیر نہ کریں کیونکہ حضرت میاں صاحبؒ[1] کی طبیعت کا بہت خیال لگا ہوا ہے اب تو بفضلہٖ تعالیٰ امید ہے زخم بالکل اچھا ہو گیا ہوگا اور پٹی بھی کھول دی ہوگی امید ہے اب کمزوری بھی اتنی نہیں ہوگی اس مالک پاک کی بارگاہ سے دعا ہے وہ اپنے فضل وکرم سے اس شمع ہدایت وجود کو مسترشدین کے سروں پر قائم رکھے۔ ان کی خدمت میں اس دعاگو کی طرف سے ہدیہ سلام بصد آداب پیش کریں

---

(۷۴)

● مکتوب شریف بنام مرزا عبدالرب صاحب ایم۔ اے سینئر سب جج بمقام دھرمسالہ (متوفی لاہور)

از کرنال نواب گنج غلہ منڈی مؤرخہ ۱۴ر رمضان المبارک مطابق ۱۹ر مارچ ۶۲ء یوم شنبہ

معظم محترم جناب مرزا صاحب دام مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محبت نامہ پہنچا تھا یہ دعاگو جب سے کام سے فارغ ہوا ہے[2] پابندی سے کرنال مقیم نہیں رہا اس واسطے ڈاک میں بھی بے قاعدگی رہی ہے۔ ہمشیرہ عزیزہ کے بارے میں لکھیں کہ اب کچھ صورت بہ نسبت سابقہ افاقہ کی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اپنا فضل وکرم شامل حال فرمادے بہ طفیل اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ وہ تو "یحیی العظام وھی رمیم[3]"

---

[1] حضرت میاں محمد ابراہیم صاحب مکتوب الیہ مکتوب ۳۴
[2] یعنی جب سے پنشن ہوئی ہے۔
[3] ترجمہ:۔ زندہ کرنے والا ہڈیوں کو بوسیدہ ہونے کے بعد

پر بھی قادر ہے۔

۲۔ ماہ رمضان المبارک کو حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے "شھر الرحمۃ والرضوان" فرمایا ہے کہ اس میں کچھ نہ کچھ تو (الجوع طعام الانبیاء) بلکہ (الصوم طعام اللہ) کے کھانے کا حصہ دار بنتا ہے اور ایسا کھانا نوری کھانا ہے جو روزہ دار کو روزہ کی حالت میں عالم غیب سے سہارے کے واسطے عطا ہوتا ہے اور یہ نورانی کھانا اس کے روزے کے لئے کوئی حارج نہیں ہوتا وہ کھانا تو Ethereal (ایتھری) قسم کا ہے دنیا میں کئی ایک لطیف چیزیں ہیں کہ ان سے فرحت حاصل ہوتی ہے لیکن روزے میں حارج نہیں مثلاً خوشبو سے فرحت حاصل ہوتی ہے لیکن روزے میں کچھ ہرج نہیں ہوتا علاوہ مذکورہ بالا صورتوں کے شراب طہورا تو زیادہ ترخاصانِ الٰہی کو روزے کی کیفیت سے ممتزج ہو کر بخشی جاتی ہے۔ جس سے ظاہری اکل و شراب کا شوق کم ہو جاتا ہے فرمایا گیا ہے ؎

مرد عارف چو یافت لذت قرب | نہ بر اکلش کشش بود نہ بہ شرب
لقمہ از خوان یطعمنی بینی | شربت از آب شاد یسقینی!

جب حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم روزۂ وصل یعنی تین تین دن کا مسلسل روزہ رکھتے تو فرمایا کرتے "ابیت عند ربی ھو یطعمنی ویسقینی" میں اپنا وقت اپنے مولیٰ پاک کی بارگاہ میں گذارتا ہوں وہی مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے کہ تین دن کی مسلسل بھوک اور پیاس آسان ہو جاتی ہے اوروں کے لئے اس میں سے حصہ علی قدر مراتب ضرور ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ؎

گر خوری یک لقمہ از نان نور
خاک ریزی بر سر نان تنور

برخوردار غلام مجدد کو دیدہ بوسی

---

(۷۵)

از کرنال مؤرخہ ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۷ دسمبر ۱۹۲۱ء

عزیز القدر ملک فتح خاں صاحب نون ڈپٹی رجسٹرار۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محبت نامہ پہنچا اللہ تعالیٰ عزیز عطا محمد کو صحت و توانائی عطا فرمائے اور اس کو سعادتِ فلاح دارین کی نعمت سے مالا مال کرے بحق سرکار کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم عزیزم فقیر دعا کر رہا ہے مگر یہ بات یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے اعتقاد کے مطابق ان سے برتاؤ کرتا ہے جس طرح یہ دعا کی عرض التجا کی جاتی ہے لیکن دوا کی طرف پوری تگ ودو جاری ہے اس سے یہ بات ظاہر ہے کہ طبیعت کا بھروسہ زیادہ تر دوا پہ ہے اور اسی وجہ سے مختلف ڈاکٹروں کی طرف توجہ کی جاتی ہے جس کے پاس دعا کی التجا ہے۔ اس کے پاس بمقابلہ ڈاکٹروں کے ایک مرتبہ بھی نہ بھیجا گیا اوپر کی بات کی تائید نہیں کرتا۔

اے عزیز! عالم اسباب سے نظر کا مرتفع ہو جانا اور حقیقت کی طرف نظر کا قائم ہو جانا ہی اصلی مقصود ہے خصوصاً ایسے ظاہر بین دلوں کے واسطے کہ وہ کبھی حقیقت کی طرف پرواز کرنا نہ جانتے ہوں۔ عزیز عطا محمد کے لئے پہلے عرصہ ہوا لکھا تھا کہ اس کا اصلی علاج یہ ہے کہ میرے پاس رہے تاکہ ہر تنظر دعا کی اس کے شامل حال ہو سکے مگر ابھی تک یہ صورت اس کو نصیب نہیں ہوئی اس کے بعد اب یہ دوسرے درجہ کی تجویز کی گئی ہے کہ دعا کے منبع کے قائم مقام[1] کے زیر نگرانی رہے۔ لیکن کیا معلوم عزیز کو زیر نگرانی رہنے کا موقعہ دیا جاتا ہے یا نہیں۔ ذرا غور کرنے کا مقام ہے کہ عزیز عطا محمد گاؤں کے رئیس کا لڑکا اچھا نہ رہے اور گاؤں کے دیگر لڑکے توانا بشاش نظر آویں اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسکینانہ طریقہ زندگی امیرانہ طرز زندگی سے زیادہ صحت بخش ہے اور اس فقیر کی غرض اپنے پاس بلانے کی یہی تھی کہ امیرانہ طرز زندگی کی غلط کاریوں سے جو عزیز کی صحت اچھی نہیں رہتی اس کی اصلاح ہو جاوے یہی وجہ ہے کہ

---

[1] یعنی مولانا عبدالمجید خاں صاحب مولف تحیاۃ الکمالات

حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری امت کے واسطے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے توسط حال مانگا امارت وتمول نہیں مانگا کیونکہ تمول اصلی نعمتوں صحت وسعادت وصلاحیت کے لئے سدراہ ہے اور اسی لئے آپ ہمیشہ یہ دعا فرماتے رہے۔ اے الٰہ العالمین مجھے مسکین ہی زندہ رکھیو اور مسکینی ہی میں رحلت ہو اور مسکینوں کے ساتھ میرا حشر کیجیو۔ اس امر کو مدنظر رکھ کر صحیح سمجھ والوں نے فرمایا ہے ؎

اے دل اگر بدیدۂ تحقیق بنگری درویشی اختیار کنی بر توانگری

اصل بات یہ ہے کہ دنیا کی دولت جس کو ایسے پیار کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ وہ کمزور دلوں کو بطور دوائی کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ملی ہے۔ سردار دوعالم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایسی دوائی کی کیا ضرورت ہوسکتی ہے اگر دولت دنیا اچھی چیز ہوتی تو محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ دی جاتی۔ کمزور دل کون ہیں؟ جن کے اندر اللہ اور اس کی یاد کے سوا جس کو ماسویٰ کہتے ہیں بھرے پڑے ہیں یہ ماسویٰ خلط ردی کا حکم رکھتے ہیں اور ایسی خلط فاسد والے کو مال دنیا بطور دوائی کے اس حاکم حقیقی کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ دوائی کوئی اچھی چیز نہیں ہے صرف بیماری کے دفع کرنے یا کم کرنے کی غرض سے ہوتی ہے اگر وہ مالک پاک فضل کرے کہ سوا دوائی کے بیماری دفع ہوجاوے تو پھر دوائی بیکار ہے۔ اپنے خاصوں کے دلوں کو اپنی یاد کی توفیق سے تندرست رکھتے ہیں اس واسطے ان کو زیادہ دوائیوں کا محتاج نہیں کیا جاتا اور جو خاص نہیں مگر خاصوں کی صورت ہیں یعنی بے مال وزر ان کو اپنے خاصوں سے مشابہت کی وجہ سے تندرست رکھتے ہیں تاکہ وہ بھی دوائیوں کے محتاج نہ رہیں۔

اس تمہید کے بعد عزیز عطا محمد کو اگر پہلی چیز[1] ابھی حاصل نہیں ہوسکتی تو دوسری[2] پر اکتفا

---

[1] یعنی خدمت والا کی حاضری

[2] یعنی حضرت مولانا عبدالمجید خانصاحب کو اس کا اتالیق مقرر کیا جائے۔

کیا جاوے۔ الحمد للہ عزیز عطا محمد کے واسطے حضرت قبلہ عالم نے دعا فرمائی۔ اب انشا اللہ خیریت ہے۔ انشا اللہ دعا گو ایام تعطیلات کرسمس میں علی پور شریف جاوے گا امید ہے کہ احباب سے وہاں ملاقات ہوگی احباب کی زیارت بھی یہ برکت حضرت قبلہ عالم ہی ہے کیونکہ وہ سردار علی پوری جامع المتفرقین کا قل ہے۔

---

(۷۶)

● مکتوب شریف بنام مولانا عبدالمجید خانصاحب (مولف تجلیاۃ الکمالات) بھجوالے (مکتوب الیہ اس وقت علی پور شریف حاضر تھے)

چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی — بیاد آر حریفانِ بادہ پیما را

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' عزیز القدر شیخ ذاکر علی صاحب قبلہ عالم روحی فداہ کی زیارت سے دہلی میں شرف اندوز ہوئے اور اب علی پور شریف بھی پہنچ گئے۔ اس دعا گو نے بھی رخصت کی درخواست دی ہے انشاء اللہ دربار گوہر بار میں حاضر ہوگا بواپسی ڈاک اس دور افتادہ کو اطلاع دیں کہ حضرت قبلہ عالم روحی فداہ کا مزاج مبارک بالکل صحت و عافیت کی حالت میں ہے اور حضرت صاحب قبلہ عالم روحی فداہ کی بارگاہ اقدس میں اس خاکسار کی طرف سے دست بستہ ہدیہ سلام علیکم پیش کر دیں اور عرض کر دیں کہ وہ انشاء اللہ جلدی حاضر ہوگا حضور کے مراحم خسروانہ اور کشش قلبی کا محتاج ہے۔ بادشاہوں کے درباروں کی شانوں کا کیا ٹھکانا ہے کہ الٰہی کبریائی کے آئینہ دار ہیں ؎

شہانِ فقر کہ با گنج فقر نازانند — ز ناز و نعمتِ کونین بے نیاز انند

حضرت صاحب قبلہ عالم روحی فداہ کی صحت مزاج مبارک کی خبر سے بواپسی ڈاک مطمئن کریں۔

---

(۷۷)

● مکتوب الیہ نامعلوم

عزیز القدر من سلمہ ربہٗ ۔ السلام علیکم

صورت یہ ہے کہ سچ اور سچے کی ضرور پہلے آزمائش ہوتی ہے اگر استقامت کی توفیق رہی تو ایسی آزمائش فتح باب کا باعث ہوتی ہے گھبرانا نہیں چاہیئے اس رستہ والوں نے تو فرمایا ہے

عاشقم بر لطف و بر قہرش بجد ۔۔۔ اے عجب من عاشق ایں ہر دو ضد

دیگر ؎

بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی ۔۔۔ جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا

ہر ایک امر اس مالک حقیقی کی طرف سے ہے اور فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمت اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہے۔ حوصلہ رکھیں وہ باری تعالیٰ بہتر کرے گا پہلے کانٹا ظاہر ہوتا ہے پھر پھول۔ جب کانٹا ظاہر ہوا ہے تو پھول کی امید ہے۔ فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا عزیزم! من کان للہ کان اللہ لہ ؎

چو از وے شدی دو جہاں از تو شد ۔۔۔ چو از وے شدی دو جہاں از تو شد

اول شدن ہو جانا ہے دوم شدن چلا جانا ہے ؎

جدائی مبادا مرا از خدا ۔۔۔ دگر ہر چہ می آیدم شایدم

---

(۷۸)

● مکتوبات بنام سید ازل ماسٹر فضل حسین خاں صاحب کلانوری

از کرنال ۲۷ مئی ۱۹۲۰ء

عزیز القدر من سلمہٗ ۔۔۔ السلام علیکم

محبت نامہ کاشف حالات پڑھ کر طبیعت میں تشویش ہوئی مگر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے

اطمینان دلایا گیا کہ تسلی دی جاوے اور لکھا جاوے ہے

دائما یکساں نماند حال دوراں غم مخور کلبہ احزاں شود روزے گلستاں غم مخور

عزیز من! دنیا وی تکالیف انسان کے لئے معمول ونسیان کا کفارہ ہیں اور جو گناہ اور غلطیاں بشریت کے تقاضے سے کبھی سرزد ہو جاتی ہیں یہ افکار ان کے بخشے جانے کا باعث ہیں یہ دعا گو تم کو تسلی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمہارے لئے قبولیت ہے بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کے کاموں پہ راضی برضا رہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ رب العالمین میں عرض کیا کہ الٰہ العالمین تیری ذات مجھ سے راضی ہے؟ ارشاد ہوا کہ اے ہمارے برگزیدہ تو اپنے دل میں دیکھ اگر تیرا دل میرے کاموں پہ راضی ہے تو میں تجھ سے راضی ہوں۔

انسان کو یہ غور کرنا چاہیئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کیسی مختلف حالات کی مخلوق دنیا میں اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کی ہے بعض مادر زاد اندھے ہیں بعض کوڑھی ہیں اور ساری عمر اندھے اور کوڑھی رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار احسان ہے کہ ہم کو ان میں سے نہیں کیا اللہ تعالیٰ اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے یہ سارے غم دور کر دے گا دل کو قائم رکھو کہ اللہ جو ہمارا خالق ومالک ہے وہ ہم سب کی بہتری ہماری نسبت زیادہ اچھی جانتا ہے اور اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہے جس طرح کے حالات پیش آدیں اس کے کاموں پر خوش رہنا چاہیئے۔ اور خوش رہنے سے کیا مراد ہے؟ کہ یہ ایمان رکھنا چاہیئے کہ اس میں کچھ بھلائی ہوگی جو اس وقت میری سمجھ میں نہیں آتی حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پہ اللہ تبارک وتعالےٰ نے بذریعہ حدیث قدسی ظاہر فرمایا یعنی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے من لم یصبر علی بلائی ولم یشکر علی نعمائی فلیطلب ربا سوائی یعنی جو میری بلا پر صبر نہیں کرتا اور میری دی ہوئی نعمت پہ شکر نہیں کرتا وہ میرے سوا کسی اور رب کی تلاش کرے۔

پس جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اچھی چیزیں ملی ہوئی ہیں ان کو یاد کر کے شکر کرتا رہے اور جو صورت تکلیف کی ہوا سے اس اعتقاد سے بھلانے کی کوشش کرے کہ اس میں جو اللہ تعالیٰ

کے نزدیک میرے لئے اور میرے خاندان کے لئے بھلائی ہے اس کو میں نہیں سمجھ سکتا اللہ کے تمام کام بہتر ہیں کیونکہ وہ ارحم الراحمین ہے۔

یہ ضروری ہے کہ ہر وقت اس فقیر کے چہرہ کا تصور دل میں قائم کرنے کی کوشش کرتے رہو اور یہ خیال کرتے رہو کہ تم میرے سامنے بیٹھے ہو اور ذکر الٰہی میں مصروف ہو اور نیز درود شریف اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد بعدد کل ذرۃ مائۃ الف الف مرۃ بعد نوافل تہجد و نماز فجر و نماز عصر و نماز عشا تھوڑا تھوڑا پڑھ کر آٹھ پہر میں ۳۱۳ مرتبہ پورا کر لیا کریں بلکہ اس درود شریف کو مفصل خط میں اپنی والدہ صاحبہ اور ہمشیرہ کے پاس بھی لکھ کر بھیج دیں ان کو بھی میری طرف سے اس درود شریف کو پڑھنے کی اجازت ہے۔

اور اس خط کے پہنچتے ہی اللہ کی بارگاہ سے امید ہے کہ ایک طرح کی تسلی تمہارے قلب میں پیدا ہوگی جو حضرت خواجگان کے دلوں کی طرف سے طالبوں کے دلوں میں ڈالی جاتی ہے اور جس سے ایمان کا درخت دل کی زمین میں سرسبز ہوتا ہے فوراً اس خط کے پہنچنے پر اپنے قلب کا حال لکھنا اور یہ خط جب کسی طرح کا فکر لاحق ہو تو ایک دو مرتبہ پڑھ لیا کرو۔

---

(۷۹)

اڈکنال نواب گنج غلہ منڈی ۱۱ جولائی ۱۹۲۰ء

عزیز القدر عزیز از جان برخوردار من سلمہ ربہٗ السلام علیکم

اللہ تعالیٰ اس عزیز کو بطفیل اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم من کل الوجوہ حفظ و امان میں رکھے آمین ثم آمین۔

عزیز کسی حالت میں بھی گھبرانا نہیں چاہیئے پہلے بھی لکھا تھا کہ فعل الحکیم لایخلو عن الحکمۃ یعنی حکیم حقیقی کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا جو معاملات انسان کو پیش آتے ہیں وہ اس احکم الحاکمین کے حکم سے ہوتے ہیں جو سب حاکموں سے برتر اور اعلیٰ حاکم ہے اور سب حکیموں

سے بڑا حکیم ہے اس کا کوئی حکم حکمت سے خالی نہیں جو صورت پیش آوے اگر اس وقت اس کی حکمت سمجھ میں نہ آوے تو کسی نہ کسی وقت اس کی حکمت ضرور منکشف ہو جاتی ہے حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا فرمایا کرتے تھے اللھم ارنا حقائق الاشیاء کما ھی یعنی اے الہ العالمین! ہم کو چیزوں کی حقیقت جیسی کچھ ہے دکھلا دے۔ جب چیزوں کی حقیقت جیسی کہ ہے اس پر منکشف ہو جاتی ہے تو سب سے بڑی نعمت جو اس کو ملتی ہے وہ یہ ہے کہ مالک کے حکموں پر راضی ہو جاتا ہے جس قدر مقامات قلب انسانی کے لئے ترقی کے ہیں ان سب سے بلند تر مقام جو اعلیٰ ترین ہے وہ مقام رضا و تسلیم ہے ؎

زندہ کنی عطائے تو، ور بہ کشی رضائے تو دل من مبتلائے تو، ہست حسین گدائے تو

نیز ؎ مفلسانیم آمدہ در کوئے تو

شیئاً للہ از جمال روئے تو

یہ آخری شعر ہر ایک نماز کے بعد گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھا کریں اور وقتاً فوقتاً خیر خیریت لکھتے رہا کریں۔ نوافل تہجد، درود شریف، ذکر، فکر، مراقبہ، تصور ان سب چیزوں کو مداومت کیساتھ جیسے کہ سلسلہ کا طریق تلقین کیا گیا ہے۔ لازمی طور پر اختیار کرنا چاہیئے اور جب طبیعت میں گھبراہٹ پیدا ہو تو اس خط کو ایک نظر پڑھ لیا کریں اور اس کو حفاظت سے اپنے پاس رکھیں نور احمد کی طرف سے السلام علیکم۔

---

(۸۰)

اڈکنال ۷ر فروری ۱۹۲۳ء

عزیز القدر من سلمہ ربہٗ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

محبت نامے پڑھنے سے بڑی خوشی ہوئی اللہ تبارک و تعالیٰ اس نونہال[1] کو باقیات صالحات کی صورت میں عمر دراز، صاحب سعادت و اقبال کرے۔ آمین ثم آمین

---

[1] مکتوب الیہ ماسٹر فضل حسین صاحب کو اللہ تعالیٰ نے صاحبزادہ عطا کیا اس خط میں بچہ کو دعائیں دی ہیں اور اس کا نام بھی رکھا ہے۔

یہ وہ نعمت ہے جس کے لئے پیغمبروں کی زبان سے دعا نکلی اور قرآن پاک میں ہے رب لا تذرنی فرداً وأنت خیر الوارثین حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہ رب العالمین میں دعا کی کہ اے الٰہ العالمین! مجھ کو اکیلا نہ رکھ اور وارثوں میں سب سے بہتر تو تیری ذات ہے وہ مالک پاک اس عزیز القدر کو بمعہ اس نونہال کے مراتب علیا بخشے اور اس عزیز کے نفس کو مقام فنا کی نعمت بخشے اور مقام فقر کا سہرا پہنا کر سعادت دارین سے مالامال کرے (آمین ثم آمین) ؎

ہیچ کس را تا نگردد او فنا   نیست ره در بارگاه کبریا

ہمارے سلسلے کے سب سرداران فانی فی اللہ ہی تھے اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سرہندی کے پیر مبارک دہلی والے فانی فی اللہ باقی باللہ تھے کیونکہ ادھر سے جب فیضان آتا ہے تو طالب کی ہستی کو بہائے جاتا ہے اور حیات جاودانی کی ہستی کا نمونہ قائم کر دیتا ہے۔ زہے سعادت کہ ہم ایسے سرداروں کے آخر غلام ہیں خواہ کیسے ہی ہیں مگر یہ سب کچھ اس کا فضل ہے ورنہ من آنم کہ من دانم۔ الٰہی من و تو بھلا دے تاکہ "من و تو رفتہ و خدا ماندہ" کا مصداق ہو جاوے۔ محمد حسین اور فضل حسین اپنی ہستی سے فنا اور تیری ذات سے بقا کی نعمت حاصل کریں اور نیا شگوفہ عنایت حسین تیری عنایتوں سے من کل الوجوہ بہرہ ور ہو جاوے بحق جد الحسن والحسین۔

محمد حسین عفی عنہ

---

(۸۱)

از قصور دروازہ پتوال مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۲۳ء

مخلصی اخلصی عزیز القدر من سلمہ ربہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محبت نامہ پہنچا۔ طالب خیریت بخیریت۔ عزیزم! درویشوں سے محبت کرنے والوں کے حالات میں اختلافات اور پریشانی لازمی ہے۔ اختلافات کے بارے میں تو کہا گیا ہے ؎

اگر درویش بر یک حال ماندے   سر خود از دو عالم بر فشاندے

اور پریشانی کا تو یہ خاصہ ہے کہ ؎

درویش جہاں ہر کہ پریشاں باشد ۔۔۔ پرشود خانہ ز خورشید چو ویراں باشد

یہ پریشانیاں اِدھر سے توڑنے اور اُدھر جوڑنے کے واسطے بھیجی جاتی ہیں توڑتے کون اور جوڑتے کون ۔ سلوک سفر ہے یعنی سیر الی اللہ ہے اور سفر کبھی پریشانی سے خالی نہیں ہوتا

(۸۲)

از کرنال ۴ جولائی ۱۹۲۴ء یوم جمعۃ المبارک

عزیز القدر سعید ازل سلمہ ربہٗ ۔۔۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عزیزم ! مجھ کو تمہارے وجود سے بڑی خدمات دینی کی توقعات ہیں جو عنقریب ہوں گی ۔ یہ سب کچھ اسی طرح سے ہے کہ مہندی کوٹی جائے پیسی جائے بھگوئی جائے تب وہ رنگ لاتی ہے ۔ میرے دل میں تمہاری نسبت اطمینان ہے تو تم بھی اطمینان رکھو اور ہرگز نہ گھبراؤ نہ گھبراہٹ کا کسی پر اظہار کرو جب زیادہ پریشانی ہوا کرے تو چند روز کی رخصت کا انتظام کرکے اس فقیر کے پاس آجایا کرو اور فقیر کی جانب سے یہ ہدایت و تاکید ہے کہ علاوہ فرائض وعبادات شریعت وطریقت کے فرائض منصبی کو باقاعدگی کے ساتھ ادا کیا کریں انشاء اللہ یہ طبیعت کی کمزوریاں بھی رفع ہو جائیں گی ۔

اور منصبی فرائض کے ادا کرنے کی محنت میں اور اپنے گھر کے اخراجات میں میانہ روی کا خیال رکھیں اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سلسلہ کے سرداروں کی اور اس فقیر کی خوشنودی اسی میں ہے میانہ روی کے متعلق قرآن پاک میں ہدایت موجود ہے حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ سے حکم ہوتا ہے کہ اے ہمارے رسول آپ نہ تو ہاتھوں کو تنگ رکھیں اور نہ اتنا فراخ کریں کہ خود ملول وحیران بیٹھے رہ جائیں[1] خود مقروض ہونے کی صورت میں خدمت مسکین کا خیال خاص فضل ربانی ہے اس کے نمونے اہل بیت اطہار ہیں

[1] پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل

توموجود ہیں مگر راجپوتی گھرانے میں اس کا نمونہ نظر آنے کا موقعہ خال خال ہے۔ باوجود ان کمزوریوں کے جو بتقاضائے بشریت موجود ہیں ایثار کی صفت جو صحابہ کرام میں نظر آیا کرتی تھی اس زمانہ میں اس سعید ازل کے وجود میں دیکھ کر بڑی توقعات پیدا ہوتی ہیں وہ مالک پاک سکینت اور اطمینان عطا فرماوے اور اس کمی کو اپنے فضل سے پورا فرمائے آمین ثم آمین کہ سکینت اور ایثار کے ساتھ سکینت اور اطمینان جمع ہو جائے۔

نیز ہدایت ہے کہ آئندہ ایسے خرچوں کے معاملات میں جبکہ یہ فقیر ہر وقت جسمانی طور پر تمہارے پاس موجود نہیں ہے۔ اگرچہ روحانی طور پہ ہے مناسب ہے کہ اپنی والدہ صاحبہ سے استصواب و استمزاج کر لیا کریں۔ اس نگہداشت اور فرمانبرداری سے دینی بہتری کے علاوہ دنیاوی بہتری بھی مقصود ہے وہ مولیٰ پاک مراتب علیا[1] عطا فرمائے آمین

(۸۳)

عزیز القدر سعید ازل سلمہ ربہٗ　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محبت نامہ پہنچا۔ ۱۰ر جولائی ۲۵ء کو ہی شیخ صاحب موصوف کے پاس تاکیدی خط بھیج دیا تھا۔ دیگر جو انتظام ضروری ہو کرتے رہیں۔ انشاء اللہ یہاں سے بھی مزید تاکید ہوتی رہے گی اور سب حول و قوت اس مالک پاک خالق کون و مکاں کے لئے ہے جس کی قدرت کی انگلیوں میں سب مخلوقات کے دل ہیں۔ اللہ بہتر کرنے والا ہے۔ اس کی بارگاہ سے بہت سی بھلائیوں کی امیدیں ہیں۔ دیگر احباب کو السلام علیکم۔

(۸۴)

عزیز القدر سعید ازل سلمہ ربہٗ　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محبت نامہ پہنچا۔ طالب خیریت بخیریت۔ وہ ارحم الراحمین جب کسی کام کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کا سامان غیب سے ظاہر فرما دیتے ہیں۔ فرمایا گیا ہے

کارساز ما بفکر کار ما　　فکر ما در کار ما آزار ما

---

[1] کس عمدہ پیرائے سے ماں کی تابعداری سکھائی ہے۔

عزیزم! صرف اس واسطے کہ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ توکل بھی کر اور اونٹ کا گھٹنا بھی باندھ لکھا پڑھا گیا[1] ورنہ کام جو پہلے سے اس کے علم میں آچکے ہیں وہ اپنے اپنے وقت پر ہو جاتے ہیں۔ انسان کے لئے استقامت اور ثابت قدمی کی ضرورت ہے یا دوسرے لفظوں میں صبر اور تحمل کی۔ اب اللہ کی بارگاہ سے ہر طرح کی بہتریوں کی امید دن کا وقت آگیا ہے

(۸۵)

مجمع مکارم اخلاق عزیز القدر من سلمہ ربہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محبت نامہ پہنچا۔ طالب خیریت بخیریت۔ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی بنیاد یاران سلسلہ کی یاد اور یادآوری پر ہے۔ دیگر سلاسل عالیہ کی طرح نہیں کہ ان کی بنیاد خلوت اور عزلت پر ہے۔ جب ہمارے سلسلہ کی بنیاد یہی ہے تو طبعی طور پر یاران سلسلہ کا یاد آنا امر لازمی ہے ؎

روز قیامت ہر کسے در دست گیرد نامہ من نیز حاضر می شوم فہرست یاران در بغل[2]

(۸۶)

عزیز القدر من سلمہ ربہٗ۔ السلام علیکم

محبت نامہ پہنچا۔ طالب خیریت بخیریت۔ چند روز ہوئے میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ خود خالی پنجرہ لئے ہوئے آگے آگے چل رہا تھا اور اس کا تیتر جو اس پنجرے میں رہا کرتا اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا وہ تیتر پنجرے سے اور مالک سے اس درجہ مانوس تھا کہ ان کو چھوڑنا نہیں چاہتا تھا لفظ "مانوس" انس میں سے ہے اور انس اصل حقیقت انسان کی ہے کیونکہ انسان کے لفظی معنی اُنس والے کے ہیں۔ حیف صد حیف کہ اس جانور میں تو انس کی صفت دیکھی گئی لیکن بعض

---

[1] اوپر کے خط (۸۴) میں مکتوب الیہ کے لئے ایک سفارشی خط لکھ دینے کا ذکر فرمایا ہے اب لکھا ہے کہ کام تو رب تعالیٰ ہی بناتا ہے بندہ کو چاہیئے کہ اسباب کی بجائے مسبب الاسباب پر نظر رکھے۔

[2] قیامت کے دن ہر شخص کے ہاتھ میں اس کا اعمال نامہ ہوگا اور میرے بغل میں میرے یاروں کے نام کی فہرست ہوگی۔

انسان اس انس کی صفت سے خالی نظر آتے ہیں۔

انس سے صحیح طور پر مراد کیا ہے؟ یہ مراد ہے کہ جس حالت میں خدا تعالیٰ اس کو رکھے اس کے کاموں میں وہ دل تنگ نہ ہو جیسے تیتر اپنے مالک کی مرضی سے خوش ہوتا ہے اگر پنجرے میں رکھا جائے تو مگن ہے اور جو پنجرے سے باہر آزاد چھوڑ دیا جائے تو آزادی میں بھی اس پنجرے کے ساتھ ساتھ حسب مرضی مالک چلتا رہے۔ جب انسان اس صفت سے مانوس ہو جاتا ہے اور اپنے مالک کی رضا کے مطابق چلتا ہے تو پھر اس کو اس حالت میں رکھا جاتا ہے جس حالت میں اس بندے کی خوشی ہو۔ اس حال میں مالک اور بندے کی خوشی ایک ہو جاتی ہے یہ دونوں خوشیاں علیحدہ علیحدہ نہیں رہتیں۔

---

(۸۷)

سعید ازل ماسٹر فضل حسین خاں صاحب کلانوری کو ایک مکتوب شریف میں "اولوالامر" کی تفسیر ارقام فرماتے ہیں، "اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولوا الامر منکم" اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اطاعت کرو اولوالامر کی کہ سب سے برگزیدہ ان میں سے پیران عظام ہیں۔

---

(۸۸)

مکتوب شریف بنام منشی عاشق علی خاں صاحب ناطق کلانوری

از کرنال مورخہ ۲۳ جون ۱۹ء

مخلصی اخلصی فی الدین منشی عاشق علی خاں صاحب

السلام علیکم محبت نامہ پہنچا۔ علالت طبع کا حال معلوم کر کے بہت فکر ہوا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے شفاء عاجل عطا فرمائے۔ شاہ جی صاحب مرحوم مغفور

لہ ناطق صاحب کے پاس ایک بزرگ سائیں چمن شاہ صاحب وارثی رہا کرتے تھے دونوں کو ایک دوسرے سے بے حد محبت تھی۔ قضائے سائیں صاحب کا جوانی میں ہی انتقال ہو گیا اس بات سے منشی صاحب کو بے حد صدمہ ہوا۔

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۲۲۷)

عالم برزخ میں روحانی ترقی کر رہے ہیں اور اس ترقی میں آپ احباب کا بھی حصہ ہے اور وہ ترقی بڑی سرعت سے ہو رہی ہے یہاں تک کہ ان کی روح کو ادھر کی طرف متوجہ ہونے کی فرصت نہیں جدائی صرف عالم ظاہر میں ہے عالم روحانی میں کوئی جدائی نہیں ہے

در راہ عشق مرحلۂ قرب و بعد نیست ۔ می بینمت عیاں و دعای فرستمت

(۸۹)

ملتوبات شریف بنام مخدومی حضرت صاحبزادہ والا تبار قبلہ حافظ نور احمد صاحب مدظلہ العالی[1]

از کرنال مورخہ

برخوردار سعادت اطوار عمردراز طال عمرہٗ بعد اسلام مسنونہ و دعوات مزید حیات و ترقی درجات واضح ہو کہ محبت نامہ کا جواب پہلے بند خط سے مفصل حال معلوم ہوا ہوگا ہم اپنے مالک و خالق کے عاجز بندے ہیں اور اس کے دروازے کے گدا اور درویش ہیں ۔ درویشی کی حالت میں اختلافات[2] کا ہونا لازمی امر ہے کہ اس کی باگ ڈور مالک کے ہاتھ ہے ہے

اگر درویش بریک حال ماندے

سر دست از دو عالم برفشاندے

اگر یہ روحانی لذتیں دائم رہیں تو درویش دونوں عالم سے بے پرواہ ہو جائے مگر حکم دونوں عالم کی بھلائی مانگنے کا ہے" ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار" پس دونوں عالم میں بھلائی کے حصول کے لئے جس قدر فرائض ہیں اس کو سب بجالانے چاہئیں یعنی فرائض دینی و دنیاوی ۔ دونوں میں کمی نہیں کرنی چاہئیے اور ہمت جاری رکھنی چاہئیے ۔ اس

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اس مکتوب شریف میں ناطق صاحب کو تسلی دی گئی ہے کہ عشق کے راستے میں دوری اور نزدیکی کا سوال نہیں ہے عالم امر زمان و مکان کی قید سے آزاد ہے ۔

[1] یہ مکتوبات ان ایام کے ہیں جب حضرت صاحبزادہ صاحب مدظلہ امرتسر میڈیکل سکول میں زیر تعلیم تھے (۱۹۲۶-۱۹۲۷ء)

[2] اختلافات سے مراد اختلاف احوال ہے ۔

کے علاوہ اس روحانی لذت کا بھی طلبگار رہے مگر اس طلب گاری میں ہر دو فرائض میں کوتاہی واقع نہ ہو۔ اس کارڈ میں مختصر پیرایہ میں قریباً وہی مضمون ہے جو پہلے مفصل خط میں تھا اگرچہ طرز بیان میں شاید اختلاف ہو۔ والدہ تمہاری بفضلہ ہر طرح خیریت سے ہیں میں بھی اس مالک پاک کے کرم سے بخیریت ہوں آج منشی عبدالرحمن معہ اپنے لڑکے انعام الحق کے آئے ہوئے ہیں ان کی طرف سے السلام علیکم۔

---

(۹۰)

برخوردار دنیا ناپیدار ہے لیکن خدمت خلق ہر وقت درکار ہے اور خدمت خلق کے لئے قابلیت پیدا کرنا ناگزیر ہے صرف اس واسطے قابل نہ بنے کہ میں بڑے مرتبے حاصل کروں گا "میں" اور "مرتبوں" دونوں کو بھلا کر اعلیٰ قابلیت حاصل کرنے میں ذرا بھی کوتاہی نہ کرے تاکہ اعلیٰ سے اعلیٰ طرح پر خدمت خلق کر سکے۔ تم اپنی مثال دیکھو اب تم اگر میری خدمت یا کسی اور کی خدمت کرنا چاہو تو نہایت معمولی طرح کی خدمت کر سکتے ہو لیکن اگر اللہ تبارک و تعالیٰ تمہیں عمر دراز عطا کرے اور قابل ڈاکٹر بنا دے تو تم گھر والوں کی اور دوسروں کی کس درجہ کی خدمت کر سکو گے اور جب خدمت کر سکو گے تو مخدوم بھی ہو گے ؎

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد ہر کہ نخوت کرد او محروم شد

---

(۹۱)

اذکرنال ۵ مارچ ۱۹۳۶ء

برخوردار سعادت اطوار طال عمرہٗ۔ بعد اسلام مسنونہ دعوات مزید حیات و ترقی درجات کے واضح ہو کہ محبت نامہ پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی۔ میٹنگ میں تمہارے قرآن شریف سنانے کا فیصلہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ قرآن شریف سنانے میں امسال جو ناغہ کا اندیشہ تھا وہ رفع ہو گیا۔ فقیر کی طرف سے تمہیں اور تمہارے بورڈنگ کے ساتھیوں کو اس دینی کام کو سر انجام کرنے کی دعا اور شروع کرنے کی مبارکباد۔ برخوردار ؎

ہمت بلند دار کہ نزد خدا و خلق　　　باشد بقدر ہمت تو اعتبار تو

دیگر ؎

ہر کار سے کہ ہمت بستہ گردد　　　اگر خارے بود گلدستہ گردد

اعلیٰ معیار ؎

دین و دنیا بہم آمیز کہ اکسیر شود

سوائے ہمت عالی اور توفیق ایزدی کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ ہمت عالی کا عطا ہونا توفیق ایزدی کی علامات میں سے ہے ورنہ انسان تو ہیچ ہے اور اسی واسطے اس ہیچ کو ہدایت دینے والے جو توفیق ایزدی سے حصہ دار ہو چکے ہیں یہ فرماتے ہیں ؎

دنیا ہیچ است و کار دنیا ہمہ ہیچ　　　اے ہیچ بہر ہیچ در ہیچ مپیچ

لیکن جب دنیا کے ساتھ دین مل جاوے تو وہ بڑی شان کی چیز ہو جاتی ہے ہیچ نہیں رہتی۔

ایک طالب علم ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کرنے والا مخلوق خدا اور ہمارے بنی نوع انسان کی خدمت کی نیت دل میں رکھے اور ڈاکٹری تعلیم میں دن رات سعی کرے تو وہ محنت بھی دینی کام ہو جاوے گا۔ اسی واسطے حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "نیۃ المرء خیر من عملہ" ایک شخص کی نیت یعنی ارادہ نیک اس کے نیک عمل سے بہتر ہوتا ہے۔ دوسری حدیث "الاعمال بالنیات" صحیح حدیث ہے اعمال کا انحصار نیتوں پر ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نیک نیتی کی توفیق دے اور دینی و دنیاوی برکات شامل حال فرماوے

---

(۹۲)

برخوردار سعادت اطوار! خوب محنت کرو بھروسہ اللہ کے فضل پر رکھو۔ محنت بھی تب ہی کامیابی کا باعث ہوتی ہے جب اس کا فضل شامل حال ہو۔ اللہ کے فضل پر بھروسہ سے یہ مطلب نہیں کہ اپنی طرف سے سستی کرے! ایسے غلط بھروسہ کے یہ معنی ہیں کہ

اس کے فضل سے بے جا فائدہ اٹھاتا ہے گویا فضل باری تعالیٰ کی قدرشناسی نہیں کرتا اور فضل الٰہی سے جو سب سے اعلیٰ عطیہ انسان کے واسطے ہے کی) بے قدری کی اور ناشکری کی تو کفران نعمت کی وجہ سے ولئن کفرتم ان عذابی لشدید کے مستوجب ہونے کا اندیشہ ہے کہ فضل جیسے عطیہ کو بے جا طرح پر سمجھا اور اپنے قوای دماغی کے عطیہ کو بھی کام میں نہ لایا اور یہ قویٰ بھی عطیۂ الٰہی ہیں اس لئے اللہ کے فضل پر صحیح بھروسہ کیا ہے کہ اپنی طرف سے جتنا بھی امکاناً محنت کا فرض اس پر عائد ہوتا ہے اس میں فروگذاشت نہ کرے یہی معنی ہیں اس آیت شریف لیس للانسان الا ما سعیٰ کے ورنہ سعی بے فضل بے سود او فضل پر غلط بھروسہ نامقبول ہے

من طریق سعی می آرم بجا
لیس للانسان الا ما سعیٰ

حقیقتہً سعی کی توفیق علامت ہے اس امر کی کہ فضل الٰہی شامل ہونے والا ہے ورنہ بغیر توفیق کے سعی بھی نہیں۔ اگر امور اخروی میں سعی کی توفیق ہوئی تو علامت ہے اس بات کی کہ عالم آخرت میں فضل شامل حال ہوگا اور جو امور دینوی میں سعی کی توفیق ہوئی تو علامت ہے اس بات کی کہ عالم دنیا میں فضل شامل ہونے کی امید ہے اگر دونوں قسم کے امور میں سعی اور عمل کی توفیق ہوئی تو دونوں جہان میں فضل باری تعالیٰ کی امید ہے یہی مراد ہے مولانا روم کے فرمان کی ؎

ہم دعا از تو اجابت ہم ز تو[1]

صحیح طور پر یہ مسئلہ جبر و قدر اس وقت سمجھ میں آتا ہے جب کہ انسان کا قلب مقامِ فنا کو پہنچ جاتا ہے۔ اہل تصوف کے اصول کے لحاظ سے مقام فنا کے سوا مقام

---

[1] یعنی اے مولا کریم دعا کی قبولیت تو تیرے فضل پر موقوف ہے ہی دعا مانگنے کی توفیق بھی تیری ہی طرف سے ہے۔

قرب الٰہی حاصل نہیں ہو سکتا چنانچہ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

ہیچ کس را تا نگردد او فنا نیست رہ در بارگاہ کبریا

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

---

(۹۳)

مکتوبات بنام رانا شیر جنگ خاں صاحب بی۔اے (علیگ) (ریٹائرڈ ڈپٹی گورنر سٹیٹ بنک آف پاکستان۔کراچی)

عزیزم! جب طالب سلسلہ باطنی میں اپنے شیخ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے تو شیخ کے قلب سے ایک کیفیت علوی طالب کے قلب میں بطور نموذج کے پہنچتی ہے وہ کیفیت طالب کے قلب میں بطور عکس کے پہنچتی ہے اس کا اپنا قلب ابھی اس بلند مقام پر نہیں پہنچا کہ وہ علوی کیفیت اس کو خود حاصل ہو یا ہمیشہ کے لئے اس کے قلب میں جاگزین ہو جائے مثال اس کی ایسی ہے کہ تیار شدہ دیگ سے ایک شخص نے کچھ کھانا حاصل کیا اور اس طعام لذیذ کے کھانے سے فرحت حاصل کی۔ اس سے تلقین یہ ہے کہ اگر وہ دائمی طور پر اپنی ملکیت کی صورت میں ایسی باطنی کیفیات حاصل کرنا چاہتا ہے تو شیخ کی عکسی کیفیت کے دائمی حصول کے لئے شیخ کے فرمان اور شیخ کے تصور کو دائمی دستور العمل بنائے اور اپنے پیر طریقت کی محبت اور عقیدت اور تعلق قلبی بلکہ اتحاد قلبی حاصل کرنے کے لئے الحاد افزا ذرائع یعنی ادب و خدمت اور وقتاً فوقتاً حصول زیارت اختیار کرتا رہے تاکہ وہ کیفیت جو بطور حال کے شیخ کے قلب سے اس کے قلب میں پہنچی تھی مقام کی صورت اختیار کر کے دائمی ملکہ ہو جاوے۔ جس طرح خاندانی گھر والوں کے صاحبزادے ابتدائی عمر سے اعلیٰ سواریوں میں سیر و تفریح کرتے ہیں مگر خود اس درجہ اور قابلیت تک پہنچا کر ویسی اعلیٰ سواریاں اور موٹر کار خرید سکیں اور مہیا کر سکیں اس کے لئے ایک

زمانہ طویل کی محنتیں اور جفاکشی کی ضرورت ہے۔ اللہ کی بارگاہ سے اس سعادت مند عزیز القدر کے لئے بہت کچھ مدارج ترقی کی امید ہے ؎

طلب گار باید صبور و حمول
نگر دیدۂ کیمیا گر ملول

---

(۹۴)

عزیزم!

صحبت مرداں اگر یک ساعت است
بہتر از صد چلہ و صد طاعت است

وہ ایام جن کی ہوس طالب کے دل میں کھٹکتی ہے وہ تو روح کا وصل اولین ہے اور وصل اولین عجیب شے ہے۔ بعد میں بھی وصل اور ہجر برابر نہیں ہوتے۔ المومن مرأۃ المومن مومن کی مثال مومن کے لئے مثل آئینہ کے ہے۔ آئینہ رو برو رونمائی کرتا ہے۔ دعا بھی برابر اپنا اثر کرتی ہے اگر وہ دعا بھی شامل حال نہ ہو تو طالب نماز جو صورت میں ادا کرتا ہے وہ بھی ادا نہ کر سکے مگر دعا اور رضا ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ مرتبہ ہے۔ دعا لقا کو نہیں پہنچ سکتی اور لقا کو رضا سے کیا نسبت۔

عزیزم! ؎

اندریں راہ می تراش و می خراش
یک دمے غافل ازاں دلبر مباش!

طریقت میں دلبر شیخ ہے شریعت میں حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حقیقت میں ذات باری تعالیٰ ہے۔ اپنے گھر سے گلی گلی میں گذرنا طریقت ہے سڑک پر پہنچ کر شارع عام پر چلنا شریعت ہے اور منزل مقصود کے نظر پڑنے کے بعد فنا فی الشیخ

کا مقام ہے وہ حضور جو طالب کو ابتدا میں بطور نمونہ کے حاصل ہوتا ہے وہ طالب کی وجدانی چیز نہیں وہ تو شیخ کے قلب کا عکس ہے سان ساری منازل کے طے ہونے کے بعد وہ حضورِ عکسی سے حضورِ اصلی تک پہنچتا ہے ۔

---

(۹۵)

عزیزم! شیخ طریقت کی صحبت میں جب قیام کا موقعہ نہ ہو تو تصور شیخ کو رفیق بنانا امور لابدی میں سے ہے کہ اس جگہ سے بارگاہ رب العالمین میں اور دربار حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں قرب حاصل ہوتا ہے اور اعمال صالحہ کی توفیق ہوتی ہے فرمایا ہے کہ ؎

صورت شیخت اگر کردی قبول
ہم خدا آمد میانش ہم رسول!

اگر صورت شیخ نقش باطن ہو جاوے تو چونکہ شیخ کا باطن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لگا ہوا ہے اور اس کے ظاہری اعضاء اتباع سنت سے اور بجا آوری احکام شریعت سے مزین ہیں تو اس کا ظاہر و باطن بھی اسی رنگ سے رنگا جائے گا۔ صورت شیخ اس طرح طالب کے باطن میں نقش ہو جاوے کہ گویا ؎

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ۔ کونوا مع الصادقین صادقین کے ساتھ رہا کرو ۔

تو اس فرمان ربی کے مطابق جتنا وقت ظاہری طور پر ان کی خدمت میں رہ سکے وہ تو بہت ہی غنیمت ہے لیکن کم سے کم یہ صورت تو ہو کہ جہاں کہیں بھی ہو اپنا

باطن ان کی طرف لگا دے تاکہ اس لگن کی تار کے ذریعہ سے برقِ محمدی شیخ کی طرف سے جو دجود برق محمدی کی گویا بیٹری ہے طالب کے قلب میں پہنچتی رہے۔ اس واسطے حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے

جامی از آلائشِ تن پاک شو
در قدمِ پاکِ رواں خاک شو

خصوصاً سوتے وقت شیخ طریقت کی مبارک صورت آئینۂ قلب کے محاذ میں قائم کر کے سوئے تو تہجد کے واسطے جاگنا بھی آسان ہوتا ہے اور فرضی نمازوں میں بھی انشاء اللہ باقاعدگی پیدا ہوتی ہے ے

چوں گزیدی پیرہن تسلیم شو
پیش حکم او خم و دو نیم شو

ذیل میں حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے چار انگریزی مکتوبات شریفہ کا اردو ترجمہ درج ہے۔ یہ مکتوبات ڈاکٹر میر ہدایت اللہ صاحب کے نام لکھے گئے ہیں جو اپنے نفس مضمون کے لحاظ سے امتیازی شان کے حامل ہیں۔ ان کا ترجمہ بمعہ اصل انگریزی علیحدہ بھی شائع ہو چکا ہے۔

---

(۹۶)

قصور ۲۲ جنوری ۱۹۰۱ء

مخلصم میر صاحب

آپ کے ۵ ماہ حال کے خط کا شکریہ۔ چونکہ حضرت صاحب قبلہ عالم قصور تشریف لائے ہوئے تھے اور میرے ہی یہاں قیام فرما تھے اس لئے قبل ازیں آپ کو جواب نہ دے سکا۔ اگرچہ

یہاں حضرت کا قیام دو دن ہی رہا اور یہ دو دن جو کہ صرف دو لمحوں کی طرح گذر گئے مجھے دو سال سے بھی زیادہ عرصہ تک روحانی مسرتوں سے مالا مال کرتے رہیں گے۔

میں نے آپ کا خط جس میں آپ کی ذہنی صلاحیت بلکہ اعلیٰ دماغی قابلیت بھری تھی حضرت کو سنایا تو آپ بے حد خوش ہوئے۔

رمضان کی ستائیسویں رات کو جسے عام طور پر شب قدر کہتے ہیں ہم نے یہاں شبینہ کیا اگلے دن حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ لیلۃ القدر ہر سال ایک ہی تاریخ پر نہیں آتی۔ آپ نے مزید فرمایا کہ امسال رمضان کی ۲۱ ردیں رات لیلۃ القدر تھی۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ اس رات بارش ضرور ہوتی ہے خواہ کتنا ہلکا سا چھینٹا ہی پڑے چونکہ ایک ہی وقت میں دنیا کے ہر حصے میں ترشح شاذ و نادر ہی واقع ہوتا ہے اس لئے میں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ نہ صرف یہ کہ شب قدر مختلف سالوں میں ہی مختلف تاریخوں میں واقع ہوتی ہے بلکہ ایک ہی سال میں مختلف ملکوں، مختلف شہروں اور قصبوں میں بھی مختلف تاریخوں میں واقع ہوتی ہے تاہم یہ مسئلہ حضرت سے آئندہ ملاقات پر دریافت طلب ہے۔

حضرت یہاں سے امرتسر تشریف لے گئے ...... (نامکمل)

---

(۹۷)

قصور ۲/۲۱ ۱۹۰۲

مخلصم میر صاحب

مجھے آپ کا خط اس مہینے کے شروع میں ملا۔ مگر مختلف وجوہات کی بنا پر اس سے قبل جواب نہ دے سکا۔ ان میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ ہمارے ہیڈ ماسٹر لالہ بہاری لال ایک مہینے کے لئے منصفی کے عہدے پر تشریف لے گئے اور مجھے آجکل زائد کام کرنا پڑتا ہے .... جیسا کہ آپ کے خط کے دوسرے صفحے پر لکھا ہے۔ "کیا ذکر کا طریقہ جو نقشبندیہ سلسلے میں تعلیم کیا

جاتا ہے بالکل اسی طرح ہے جیسے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یارِ غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تلقین فرمایا یا یہ طریق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا از خود رائج کردہ ہے؟ اس سوال سے میں یہ نتیجہ اخذ کرتا ہوں کہ میرے سابقہ خط کا مفہوم اس قدر واضح اور روشن نہ تھا جس سے کوئی دوسرا شخص ذکر کی حقیقت سمجھ سکے۔ کیونکہ اگر اس کی حقیقت سمجھ لی جاتی تو اس قسم کا سوال پیدا ہی نہ ہوتا .... ایسی باتوں کا کامل ادراک صرف ایک شخص کے سنا دینے اور دوسرے کے سن لینے پر نہیں بلکہ زیادہ تر حضرت صاحب کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ذکر کی کئی سال تک مسلسل عملی مشق پر منحصر ہے۔ تاہم میں آپ کو ذکر کی حقیقت سے آگاہ کرنے کی اپنے اس خط میں ایک بار پھر کوشش کروں گا۔ دراصل حقیقت یہ باتیں احساسات ہیں قلبِ انسانی کے اور الفاظ احساسات کی ترجمانی کرنے سے قاصر ہیں۔ اگر ایک شخص بچپن ہی سے جسمانی کمزوری میں مبتلا ہو اور آپ اسے طاقت و توانائی اور جوشِ جوانی سے، جو کہ عمدہ صحت کی علامات ہیں صرف لفظوں سے روشناس کرانا چاہیں تو وہ بے چارہ ان الفاظ کو تو ضرور سنے گا مگر جہاں تک میرا خیال ہے یہ الفاظ اس کے جسم میں جوشِ جوانی کا حقیقی شعور پیدا نہ کر سکیں گے۔ اسے ان الفاظ کا صحیح شعور دلانے کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ اس کی کمزوری کو رفع کیا جائے اور اسے ایسا صحت مند بنایا جائے کہ قوت و حرارت اور جوشِ جوانی کی کیفیات اس کی رگ رگ میں سرایت کر جائیں۔ اگرچہ میں ڈاکٹر نہیں ہوں مگر میں نے ایک طبی مثال دی ہے جو آپ کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔

ذکر کی حقیقت مراقبہ کی صورت میں بیٹھ جانا، آنکھوں کا بند کر لینا، سر کا بائیں طرف جدھر دل حرکت کرتا ہے جھکا لینا، سانس کا تیز کر لینا اور نہ بجائے خود سانس، چشتیہ طریقے کی طرح بلند آواز سے یا نماز کی طرح خاموشی سے اسم اللہ کی تکرار، من ہی من میں اسم اللہ پہ غور و فکر کرنا یا اسے اپنے دل کی حرکات سے ہم آہنگ کر لینا نہیں ہے۔ یہ (ذکر کی حقیقت) قلبِ انسانی کی ایک کیفیت ہے۔ جس کے لئے مذکورہ بالا تمام صورتیں تیاری کی حیثیت رکھتی ہیں عربی لفظ

"ذکر" کا صحیح مترادف فارسی زبان میں "یاد" ہے جو "فراموشی" یا "بھول" کا ضد ہے۔ یاد کا صحیح تصور دلانے کے لئے میں آپ کو اپنا ایک ذاتی واقعہ سناتا ہوں جب میرا بچہ خادم حسین جو کہ پانچ سال کی عمر میں فوت ہو گیا بیمار ہوا اور اس کی بیماری طول پکڑ گئی تو مجھے یاد ہے کہ وہ ان دنوں مجھے سکول ٹائم میں صحت مند ہونے کی حالت سے زیادہ یاد آتا تھا۔ شفقت پدری کے باعث اس کی یاد ایک قدرتی بات تھی لیکن دوران تدریس یہ یاد میرے تحت الشعور میں رہتی تھی اور جب وہ بیمار ہوا تو یہ جذبہ محبت جذبۂ ہمدردی سے اور زیادہ قوی ہو گیا اور وہ مجھے صبح شام بلکہ پڑھاتے وقت بھی یاد آنے لگا۔ اس یاد کو صحیح معنوں میں "ذکر" کہا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

بر زبان تسبیح و در دل گاؤ خر — ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

خداوند تعالیٰ نے آپ کو ایک اعلیٰ دماغ بخشا ہے اور آپ میرے خیالات کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں اگرچہ میرا بیان کافی واضح نہ بھی ہو۔ لیکن میں ایک اور مثال دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہا جاتا ہے کہ جہانگیر بادشاہ عدالت نہیں کر سکتا تھا جب تک کہ نور جہاں تخت کے درمیان پردہ ڈال کر اس کی کمر سے کمر لگا کر نہ بیٹھتی تھی۔ کیا آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ جہانگیر بادشاہ تسبیح پر پانچسو مرتبہ روزانہ نور جہاں کا نام لیا کرتا تھا یا وہ بیٹھ کر نور جہاں کے نام کا مراقبہ کیا کرتا تھا ایسا سوچنا بھی حماقت ہوگا۔ اگرچہ وہ اس کے نام کا کوئی مراقبہ نہ کرتا تھا مگر دن اور رات میں مشکل سے ہی چند لمحے ایسے ہوتے ہوں گے جبکہ نور جہاں کی یاد اس کے دل میں نہ ہو، کسی محبوب شے کے لئے ایسی یاد۔ مسلسل یاد — غیر ارادی یاد — کو ذکر کی حقیقت سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

صد کتاب و صد ورق در نار کن — جان و دل را جانب دلدار کن

اگر ایک شخص کسی حسین و جمیل شکل کو دیکھے تو وہ اس سے پیار کرتا ہے اور اس کا تصور جمانے کی کوشش کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے محبت کے سلسلے میں ہمیں یہ دشواری پیش

آتی ہے کہ ہم اسے ان آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے لہٰذا اس کی محبت میں گرفتار نہیں ہو سکتے اور ہم اسے اس طرح مسلسل اور غیر ارادی طور پر یاد نہیں کر سکتے جیسے ایک محب اپنے دنیوی محبوب کو یاد کرتا ہے لیکن اگر وہ قادر مطلق ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا نہیں جا سکتا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ کسی اور آنکھوں سے بھی نہیں دیکھا جا سکتا۔ ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے اسے باطنی اور روحانی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ یہ عاشق ہیں اور صحیح ذاکر (یاد کرنے والے) جو اسے باطنی طور پر دیکھتے ہیں وہ بھی دائمی طور پر نہیں دیکھتے۔ شیخ سعدی نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

دیدار می نمائی و پرہیز می کنی　　　بازار خویش و آتش ما تیز می کنی

ایسے سب لوگوں کے مشاہدات بھی یکساں نہیں ہوتے وجہ یہ ہے کہ مادی اشیاء کا مشاہدہ بھی سب کا یکساں نہیں ہوتا۔ دلیل یہ ہے کہ اگر ایک کرہ چند آدمیوں کے درمیان رکھ دیا جائے تو ہر شخص کرے کے صرف اتنے حصے کو دیکھے گا جو اس کی نگاہ کے عین سامنے ہوگا۔ اس طرح سے کوئی دو شخص اس کا بالکل ایک ہی حصہ نہ دیکھیں گے جب تک کہ ہر دو کی نگاہیں ایک دوسرے پر منطبق نہ ہو جائیں لیکن ایک خاص لمحے میں ایسا ہونا ناممکن ہے کیونکہ دو چیزیں ایک ہی وقت میں ایک ہی جگہ میں نہیں سما سکتیں۔ اگر ایک سیکنڈ بعد ایک شخص کی نگاہ دوسرے کی نگاہ کی جگہ لے لے تب بھی ممکن ہے کہ روشنی کی شعاعیں کرے کے اس حصے پر بدل جائیں لہٰذا یہ امر مسلّم ہے کہ اگر ایک پنسل بھی چند آدمیوں کے درمیان رکھی جائے تو ہر شخص کا دیکھنا مختلف ہوگا۔ جب ایک پنسل جیسی چھوٹی مادی شے کے مشاہدہ کی یہ کیفیت ہو تو پھر چاند، سورج اور ہماری زمین جیسے بڑے مادی اجرام کے مشاہدات کا کیا عالم ہوگا اور پھر ایک غیر مادی مشہود کے باطنی مشاہدہ کا کیا حال! ع

اے برتر از قیاس و گمان ذات پاک تو

نیز　　　ما عرفناک حق معرفتک

پس ذکر کے دو درجے ہوتے: ذکر قبل از مشاہدہ اور ذکر بعد از مشاہدہ۔ مشاہدۂ خداوندی کے معنی ہیں ایمان شہودی۔ ذکر قبل از مشاہدہ (ایمان غیبی) ایمان شہودی کی تیاری ہے اور ایمان شہودی اطمینان عطا کرتا ہے اوّل الذکر (ایمان غیبی) سے محبت پیدا ہوتی ہے ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد بسا کیں دولت از گفتار خیزد

یہاں لفظ گفتار کے معنی ہیں ذکر قبل از دیدار۔ اور دیدار عشق پیدا کرتا ہے۔ پس ذکر یا گفتار سے عشق یا محبت پیدا ہوتی ہے اور محبت طلبِ صادق کو جنم دیتی ہے ؎

دست از طلب ندارم تا کامِ من برآید یا تن رسد بجاناں یا جاں زتن برآید

جو طلب عشق سے پہلے ہوتی ہے اسے بوالہوسی کہتے ہیں۔ حضرت بُلّھے شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ بوالہوسی پختہ ہو کر طلبِ صادق بن جایا کرتی ہے ؎

ہَسدیاں ہَسدیاں گل پے گئی پھاہی جند کڑکی دے منہ آئی

یہاں ہنسنے سے مراد جھوٹ موٹ کرنا ہے طلبِ صادق سے تلاش پیدا ہوتی ہے اور پھر ؎

عدم سے جانبِ ہستی تلاش یار میں آئے تلاشِ گل میں ہم اس وادیٔ پرخار میں آئے

یہ "ہستی" عام زندگی یا یہ عام پیدائش نہیں ہے کیونکہ ہم پیدا ہوتے ہی "تلاش" شروع نہیں کر دیتے لیکن یہ ہستی وہ ہے جسے حافظ انور علی صاحب نے "ولادتِ ثانیہ" سے تعبیر کیا ہے اور جیسا کہ حضور علیہ السلام سے قبل ایک پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے: لن یلج ملکوت السماوات حتیٰ لم یلد مرتین۔ اس قسم کی ولادتِ ثانیہ، تلاش اور تلاش در تلاش کے بعد ایک مقام آتا ہے جہاں سالک پکار اٹھتا ہے ؎

وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

یہ مقام مقامِ دعا، پکار اور گدائی ہے کس قسم کی گدائی ہے — ایسی گدائی جسے خواجہ حافظ یوں بیان کرتے ہیں۔

دانی کہ چیست دولت دیدارِ یار دیدن درکوئے او گدائی بر خسروی گزیدن

اس مقام پر دعائیں قبول کیجاتی ہیں اور یہ شخص مستجاب الدعوات کہلاتا ہے، یہی گدائی ہے جسے خواجہ حافظ نے " دیدار یار دیدن" کے بعد دکھایا، اور یہیں اجیب دعوۃ الداع اذا دعان کے معنی منکشف ہوتے ہیں ـــ واللہ یختص برحمتہ من یشاء کا مفہوم بھی یہیں آکر معلوم ہوتا ہے یہاں ایمان یقین کے درجے کو پہنچتا ہے پہلا ایمان وجود باری تعالیٰ سے متعلق تھا یہ ایمان ذات باری تعالیٰ میں اعتماد ہے لہٰذا ایمانی تجلیات کو معانی میں بھی محدود نہیں کیا جا سکتا۔

مزید عرفان کے لئے رب تعالیٰ اپنے جلال کی تجلی فرماتا ہے تاکہ یہ اعتماد و اطمینان دعوے میں نہ بدل جائے اور محض عنایت خداوندی سمجھتا رہے۔ عرفت ربی بفسخ العزائم حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ارادوں کے ٹوٹ جانے سے اپنے خدا کو پہچانا۔ یعنی میں نے کسی چیز کا ارادہ کیا اور اس کے لئے دعا کی اور میری دعائیں نہ سنی گئیں اس مقام پر سالک پکار اٹھتا ہے ؎

عاشقم بر لطف و بر قہرش بجد ۔۔۔ اے عجب من عاشق ایں ہر دو ضد

اس طرح ایمان خوف اور امید کے درمیان متوازن رہتا ہے اور " الایمان بین الخوف والرجاء" کے معنی ذہن میں آجاتے ہیں حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا انی اعلمکم باللہ واخشٰی کم (تحقیق میں تم سب سے زیادہ اللہ کو جانتا ہوں اور تم سب سے زیادہ اس سے ڈرتا ہوں) لہٰذا جو زیادہ علم رکھتا ہو وہ زیادہ خوفِ خداوندی رکھتا ہے۔

ذکر کی حقیقت بیان کرنے میں میرا خطاب طویل ہوگیا ہے لیکن اگر اس حاضر و ناظر اور قوی و قادر خداوند تعالیٰ کے مسلسل اور غیر ارادی دھیان اور محبت کو ذکر کی حقیقت سمجھ لیا جائے تو پھر اس قسم کا سوال پیدا نہیں ہوسکتا " کیا ذکر حضور علیہ السلام نے شروع فرمایا یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے" البتہ یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ ذکر کی تیاری یعنی مراقبہ حضور علیہ السلام سے شروع ہوا یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے۔ اس کا صحیح جواب یہ ہے کہ یہ ان دونوں میں سے کسی سے بھی شروع نہیں ہوا۔ حضور

علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے منتخب ہونے کے باعث دیدارِ الٰہی کے لئے کسی تیاری اور مراقبہ کے محتاج نہ تھے اگرچہ آپ نے اعلیٰ درجہ کا "ذکر" فرمایا جیسا کہ قرآنِ پاک میں ہے۔ واذکر اسم ربک وتبتل الیہ تبتیلا۔ نہ ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان تیاریوں کی ضرورت تھی۔ جہاں تک دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا تعلق ہے انہوں نے جہاد وغیرہ دوسری قسم کی تیاریاں کیں اب ہمیں لازماً مجاہدہ کرنا چاہیئے۔ جو کہ مراقبہ ہے اور جس کے ذریعے سے سالکوں کو مشاہدۂ الٰہی نصیب ہوا ہے۔ ان پر اعتماد کرتے ہوئے ہمیں یہ بات مان لینی چاہیئے ؎

بے سجادہ رنگیں کن گرت پیرِ مغاں گوید کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

خود مجھے بھی یہ تمام شبہات تھے لیکن اب بفضلِ خدا سب دور ہو گئے ہیں اور ذکر کی حقیقت منکشف ہو گئی ہے۔ پس میرا حرفِ آخر یہ ہے:

مومنا! ذکرِ خدا بسیار گو! تا بیابی در دو عالم آبرو

اس خط کی وصولی کی اطلاع پر میں آپ کے دوسرے سوالات کا جواب دینے کی کوشش کروں گا۔

آپ کا مخلص

دستخط: محمد حسین

---

(۹۸)

از قصور ۱۹ر مارچ ۱۹۰۳ء

مخلصم میر صاحب

آپ کے ۲ر مارچ کے خط کا شکریہ جو میں نے پرسوں ہی پڑھا ہے کیونکہ میں چند دن کے لئے گھر سے باہر تھا پہلے امرتسر اور پھر تقریباً ایک ہفتہ علی پور۔

مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ آپ کا روحانی بچہ زندہ و توانا ہے۔ اس بچے کی پیدائش جو کہ ولادتِ ثانیہ کہلاتی ہے۔ چند علامات رکھتی ہے۔ پہلی علامت محبتِ عامہ ہے ؎

طریقت بجز خدمت خلق نیست   بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

دوسری علامت بیزاری از لذات ہے۔ یہ دونوں علامتیں ایک عارف نے ان دو شعروں میں بیان کی ہیں ؎

اے بلبل جاں مست زیادِ تو مرا   وے پائے غم نیست زیادِ تو مرا

یہ مجاہدہ یا عشق کی تعریف ہے۔

لذات جہاں را ہمہ در پا فگند   ذوقے کہ دہد دست زیادِ تو مرا

یہ بیزاری از لذات کی تعریف ہے۔

اگر آپ یہ محسوس کرتے ہوں کہ یہ رجحانات آپ کو زندگی کی نئی شاہراہ پر گامزن کر رہے ہیں تو یہ امر نہایت ہی خوش آیند ہے۔ یہ کہ بجز مجاہدہ اور فکر کی محنت کے بعد کامیاب زندگی حاصل کر چکا ہے اور اگر معاملہ برعکس ہو تو اس کا واحد علاج ایسا ذکر روحی ہے جو اس شعر میں بیان کیا گیا ہے ؎

صد کتاب و صد ورق در نار کن   جان و دل را جانب دلدار کن

حضرت صاحب نے مجھے آپ کے ایک دو خط دکھائے جن میں آپ نے پنڈی گھیب کا ذکر کیا ہے۔

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد   کسے را با کسے کارے نباشد

یہ امر حضرت صاحب کے لئے موجب اطمینان ہے اور مجھے آپ کے ایسے پاکیزہ رجحانات دیکھ کر بہت خوشی ہوئی اور ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ یہ رجحانات متناسب اور مستقل ترقی پا لیں۔ البتہ اس مرحلے پر رہبانیت کی طرف مائل ہونے کا خطرہ ہے اور میں یہ جاننے کے لئے بیحد فکرمند ہوں کہ آپ رہبانیت کے اثرات سے پاک ہیں اور روحانی اور دنیوی دونوں کام بیک وقت کر سکتے ہیں جیسا کہ کہا گیا ہے ؎

نمی گویم کہ از عالم جدا باش   بہر کارے کہ باشی با خدا باش

یا آپ اپنے ذاکری مشاغل کے باعث اپنی روحانی ترقی میں رکاوٹ محسوس کرتے ہیں فطری طور پر انسان آرام پسند ہے ابتدا میں وہ صرف دنیوی کاروبار ہی کرتا ہے اور عبادت کی طرف کم رجحان ہونے کے باعث اسے ترک کر دیتا ہے۔ دوسرے مرحلے میں اس کا رجحان عبادت کی طرف ہو جاتا ہے اور وہ دنیوی دھندے چھوڑ دیتا ہے لیکن ایک ساتھ دونوں بوجھ اٹھانا پسند نہیں کرتا۔ تیسرے مرحلے میں وہ یہ بات جان لیتا ہے کہ یہ ترقی جزوی ترقی ہے اور پھر یہ دونوں بوجھ بیک وقت اٹھانے کی کوشش کرتا ہے۔ شروع شروع میں وہ اپنے آپ کو بہت بے آرام پاتا ہے تب خدائے رحمان اس کی خستہ حالی پر رحم فرماتا ہے اور اسے اپنے فضل سے برائی سے بچنے کی ہمت اور نیکی کرنے کی قوت عطا فرماتا ہے۔ کیونکہ یہ امر یقینی ہے کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ جب اسے توفیق ایزدی عطا ہو جاتی ہے تو وہ تمام کام دست بکار و دل بیار کے اصول پر انجام دے لیتا ہے توفیق ایزدی اس وقت شامل حال ہوتی ہے جب مالک اسے عاجز پاتا ہے یا اسے ہوائے نفس سے خالی دیکھتا ہے۔ کیونکہ جس طرح کسی برتن میں پانی اس وقت تک داخل نہیں ہوتا جب تک اس میں سے ہوا نہ نکل جائے اسی طرح توفیق ایزدی انسانی روح میں سرایت نہیں کرتی جب تک کہ اس میں سے غرور کی ہوا خارج نہ ہو جائے یہی وجہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ دعا فرمایا کرتے اللھم انی ضعیف فقونی وانی ذلیل فاعزنی وانی فقیر فارزقنی۔ میرے اس عریضے کے جواب میں آپ مہربانی کر کے بتائیں کہ آپ کس منزل میں ہیں۔ اس رستے میں بسط اور قبض کے وقفے آتے ہیں اور دونوں ہی ضروری ہیں۔ بسط راہ کو خوشگوار بنانے کے لئے اور قبض مزید ترقی کی راہ کھولنے کے لئے کیونکہ بسط کامل کے معنی ہیں جمود مطلق۔

آپ کا مخلص

دستخط، محمد حسین

---

(۹۹)

قصور ۲۶ مارچ ۱۹۶۳ء

مخلصم میر صاحب

آپ کا ۱۴ مارچ کا خط ابھی موصول ہوا میں اپنے سابقہ خط کی تحریر کے مطابق لاہور نہ جا سکا۔ میں نے ایک اڑتی سی خبر سنی ہے کہ حضرت صاحب قبلہ امرتسر تشریف لے جا چکے ہیں کلمہ "بریدۃ زہمہ" وہی مفہوم ادا کرتا ہے جو "گفتم پرہیز و گفت از ہر دو جہاں" البتہ یہ نہایت مشکل ہے کہ ایک (عام) انسان "بریدہ از ہمہ" ہو جائے اور دنیا اور آخرت غرضیکہ دونوں عالم کے رنج وراحت اور دکھ سکھ سے بے نیاز ہو جائے۔ لیکن دنیا میں ایسے (باکمال) لوگ گذرے ضرور ہیں اور اب بھی موجود ہیں جو نہ تو مصیبتوں میں مغموم ہوتے ہیں اور نہ ہی نعمتوں پر مغرور اور صحیح معنوں میں ایسی ہی ہستیوں کو "گرفتار با خدا" کہا جا سکتا ہے۔ آپ کو یہ مشہور شعر تو یاد ہی ہوگا

ہم معتقد دعوے باطل نہیں ہوتے ۔۔۔ سینے میں کسی شخص کے دو دل نہیں ہوتے

یہ تصور قرآن مجید کے پارہ ۲۱۔ سورہ احزاب۔ رکوع اول کی حسب ذیل آیت سے مستفاد ہے:

ما جعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اسی نظریہ کی کیا خوب وضاحت فرمائی ہے:

گہ خیال کسب و سوداگری ۔۔۔ گہ خیال تاجری و داوری

گہ خیال نعرہ و فرزند و زن ۔۔۔ گہ خیال لو الفضول دلو الحزن

گہ خیال آسیا و باغ و راغ ۔۔۔ گہ خیال میغ و ماغ و لیغ و لاغ

گہ خیال آشتی و جنگ ہا ۔۔۔ گہ خیال ناقہا و تنگ ہا

گہ خیال کالا و گاہے تماشں ۔۔۔ گہ خیال مفرش و گاہے فراش

ہیں بروں از سر ازیں تخییل ہا ۔۔۔ ہیں بروں از دل چنیں بد حیلہا

ہاں بگو لاحول ہا در ہر زماں ۔۔۔ از زباں تنہا نہ بل از عین جاں

جہاں تک "رہبانیت" کا تعلق ہے تو یاد رہے کہ "روحانی رہبانیت" تو جائز ہے۔ جیسا کہ آیت کریمہ (وتبتل الیہ تبتیلا) سے عیاں ہے۔ لیکن "جسمانی رہبانیت" جائز نہیں، ایک فارسی شاعر کہتا ہے ؎

دل خود را ازیں دنیا جدا کن   اخی وجہت وجہی در خدا کن

ظاہری راہبوں کے متعلق قرآن پاک میں پارہ ۱۰ کے وسط میں ارشاد ہے: (یا ایہا الذین آمنوا ان کثیرا من الاحبار والرہبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ)

پس فقط وہی ایک صورت قابل قبول ہے جسے حضرت خواجہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بالفاظ ذیل بیان فرمایا ہے ؎

از دروں شو آشنا و از بروں بیگانہ وش   ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

حضرت قبلہ عالم شاہ صاحب رحمۃ اللہ کی محبت اور قرآن کریم سے الفت کا پایا جانا (آپ کی روحانی ترقی کی) نہایت عمدہ علامتیں ہیں اور فضل خداوندی جل عبدہٗ سے مزید رحمت کی توقع کی جا سکتی ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ بموقعہ عرس شریف حضرت باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو کہ عموماً آخر یا صفر کے شروع میں ہوتا ہے، چند روز کی رخصت کیلئے درخواست دوں، اگر چھٹی مل گئی تو پھر انشاء اللہ آپ سے ملاقات ہو سکے گی۔ لیکن میرا خیال ہے کہ بمقابلہ بالمشافہ گفتگو کے یہ زیادہ مناسب ہوگا کہ آپ میرے خطوط سے ہی لطف اندوز ہوں۔ آپ نے سنا ہوگا! "بر از مردنام مرد" خصوصاً میرے جیسے ایک عاجز اور گنہگار بندے[1] کے بارے میں تو یہ بات زیادہ صادق آتی ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ جب ایک شخص دوسرے کا قریب سے مطالعہ کرتا ہے اور اس سے "رو در رو" تبادلہ خیالات ہوتا ہے تو اس کی خداداد صلاحیتوں اور خوبیوں کے مقابلہ میں خامیاں اور کوتاہیاں زیادہ نمایاں ہو جاتی ہیں۔ تاہم جب میں آپ کی ملاقات کا تصور کرتا ہوں تو میرا دل مسرت سے لبریز ہو جاتا ہے

[1] اظہار خیال کیا تواضع اور انکساری ہے! (منشاد)

اور امید ہے کہ ہماری باہمی محبت اور یگانگت کے جذبات مذکورہ بالا فطری کمزوریوں اور کوتاہیوں کو زائل کرنے میں بہت ممد و معاون ثابت ہوں گے۔

خدا تعالیٰ کرے کہ ہماری محبت بالکل بے لوث رہے کیونکہ جو محبت خود غرضی پر مبنی ہو وہ درحقیقت محبت کہلانے کی مستحق نہیں۔ بحمد اللہ تعالیٰ ہماری محبت ایسی آلائشوں سے پاک ہے ہمارے تعلقات کی بنیاد نہ تو کسی دنیوی غرض پر ہے اور نہ ہی کسی ظاہر رشتے پر ہم میں سے کوئی ایک دنیوی امور میں دوسرے کا محتاج اور ماتحت بھی نہیں۔ جب ایسی محبت کا دائرہ وسیع ہوتے ہوتے عالمگیر ہو جاتا ہے تو یہ کاملاً "الحب للہ" کا مصداق بن جاتی ہے اور اس وقت اسے "عشق" کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

سرمایۂ ذوق دو جہاں مستیٔ عشق است — آنہا کہ ازاں مے نہ چشیدند نداشتند

حسب معمول میرا یہ خط آپ کو طویل معلوم ہوگا لیکن بات دراصل یہ ہے کہ میری کچھ عادت ہی ہو گئی ہے کہ آپ کو مفصل خطوط لکھوں۔ جب میں مختصر لکھنا چاہتا ہوں تو لفافے کی بجائے ہمیشہ پوسٹ کارڈ استعمال کرتا ہوں۔ ہاں تو یہ فرمایئے کہ رحمت اللہ کی شادی کے لیے کب تشریف لا رہے ہیں؟

والسلام

آپ کا مخلص

دستخط: محمد حسین

شجرہ شریف

حمد ہے حد خالق ارض و سما کے واسطے	جس نے ہم کو دل دیا یادِ خدا کے واسطے
گرچہ ہے وقتِ اجابت تجھ سے لیکن اے مجیب	التجا پہلے ہے توفیقِ دعا کے واسطے

پھر رجوع ہوتا ہے یہ بندہ ترا تیری طرف   مبدءِ فیاض اب طرزِ دعا کے واسطے !
میں وہ سائل ہوں کہ مجھ کو مانگنا آتا نہیں   گرچہ در دروازہ کھلا ہے ہر گدا کے واسطے
تیری ہی توفیق سے اور تیری ہی تعلیم سے   ہاتھ اٹھاتا ہوں میں عرضِ مدعا کے واسطے
اپنے پیارے کی الٰہی بخش دے امت تمام   سرورِ عالم محمد مصطفیٰ کے واسطے
امتِ عاصی کے عصیاں سے خدایا درگذر   رحم کر صدیقؓ اکبر باصفا کے واسطے
دردِ دل دے یاالٰہی تا رہے کھٹکا لگا   خواجۂ سلمانؓ شاہِ اتقیا کے واسطے
اور عطا کر امتِ احمدؐ کو اخلاص و یقیں   قاسمؒ ابنِ محمد بے ریا کے واسطے
ساری امت کو خدایا کر عطا صدق و صفا   جعفرؒ صادق امام الاصفیا کے واسطے
اہدنا یارب صراط المستقیم اھدنا   بایزیدؒ پیرِ کامل رہنما کے واسطے
امتِ مرحوم کی سب مشکلیں آسان کر   بوالحسنؒ خرقانی مشکل کشا کے واسطے
سنتِ نبوی کو کل امت بنا لے پیشوا   بوعلیؒ شیخ اکمل پیشوا کے واسطے
ظلمتیں مٹ جائیں سب اور نور کا ہووے ظہور   یوسفؒ ہمدانی نورِ خدا کے واسطے
ہو نہ مقصود دلی بندے کا بس تیرے سوا   عبد خالقؒ غجدوانی پارسا کے واسطے
منکشف ہو عجزِ نفس اور دائمی عرفانِ حق   عارفؒ کامل ولیِ حق نما کے واسطے
زیست گزشتہ یاد ہیں اور عاقبت محمود ہو   حضرت محمودؒ شاہِ اولیاء کے واسطے
ہم کو بس راہِ ہدایت پر تو رکھ ثابت قدم   خواجہ رامیتنیؒ نور الہدیٰ کے واسطے
ہم رہیں یارب سدا دستاں بکار و دل بیارؐ   خواجہ باباؒ سماسی باخدا کے واسطے
اپنا ہی کر لے گدا اے بادشاہِ دو جہاں !   سید میرؒ کلال بادشاہ کے واسطے
نقشِ ہستی مٹ کے نقشِ حق ہو نقش کالحجر   نقشبندؒ خواجۂ مشکل کشا کے واسطے
ہم کو کامل اقتدا پیروں کی یارب کر نصیب   حضرت عطارؒ رہبر و مقتدا کے واسطے
صاف دل ہو ماسوا کے سارے اٹھ جائیں حجاب   خواجہ یعقوبؒ چرخی باحیا کے واسطے !
... عشقِ محمدؐ یا خدا   خواجۂ احرارؒ ... کے واسطے

بخش توفیقِ عمل اور زہد و تقویٰ کر عطا ‏ ‏ ‏ آں محمد زاہد شیخ علا کے واسطے
یاالٰہی ہو نظر الفقر فخری پہ سدا ‏ ‏ ‏ خواجۂ درویش محمد باخدا کے واسطے
خواہشیں مٹ جائیں اور حاصل ہو تسلیم و رضا ‏ ‏ ‏ خواجۂ امکنگی مشکلکشا کے واسطے
اپنی ہستی ہو فنا ہو جائے اور حاصل بقا ‏ ‏ ‏ خواجہ باقی باللہ شاہِ اصفیا کے واسطے
عارفِ سرِّ حقیقت ہادیِ راہِ طریق ‏ ‏ ‏ حضرتِ احمد امام الاولیا کے واسطے
عُروۃُ الوثقیٰ امامِ وقت قیومِ زماں ‏ ‏ ‏ خواجۂ معصوم پیرِ اولیا کے واسطے
عالمِ علمِ لدنی واقفِ اسرارِ حق ‏ ‏ ‏ حجۃ اللہ آں امام اتقیا کے واسطے
منبعِ لطف و عطا اور معدنِ جود و سخا ‏ ‏ ‏ عارفِ کامل زبیرِ اولیا کے واسطے
قطبِ عالم غوثِ اعظم خواجۂ بندہ نواز ‏ ‏ ‏ خواجہ قطب الدین اشرف رہنما کے واسطے
صاحبِ علم و عمل اور وارثِ ختم الرسل ‏ ‏ ‏ شاہ جمال اللہ پیر و مقتدا کے واسطے
شاہبازِ لامکاں مشکلکشائے دردمند ‏ ‏ ‏ شاہِ عیسےٰ دافعِ درد و بلا کے واسطے
فیض بخشِ خاص و عام و ہادیِ راہِ خدا ‏ ‏ ‏ بابا فیض اللہ شاہِ اولیا کے واسطے
زبدۂ ابدالِ دوراں مظہرِ نورِ خدا ‏ ‏ ‏ خواجۂ نورِ محمد مجتبےٰ کے واسطے
تاجِ فقرا رِ جہاں و مرجعِ شاہ و گدا ‏ ‏ ‏ حضرتِ بابا فقیر و پیشوا کے واسطے
حضرتِ شاہِ جماعت نورِ چشمِ سیدہ ‏ ‏ ‏ مصدرِ فیض و کرم نجم الہدیٰ کے واسطے
سید و حاجی و عارف اور محدث پیشوا ‏ ‏ ‏ پیرِ کامل صاحبِ جود و سخا کے واسطے
میرے مولیٰ میرے آقا میرے پیرِ دستگیر ‏ ‏ ‏ حضرتِ محمد حسین پیشوا کے واسطے
غنچۂ باغِ ولایت حضرتِ نورِ ظہور ‏ ‏ ‏ منبعِ لطف و عطا نور و ضیا کے واسطے
تیرے پیارے کی ہے پیاری اے مرے ربِّ غفور ‏ ‏ ‏ اُمتِ عاصی کو بخش آلِ عبا کے واسطے
گرچہ ناکارہ ہوں میں لیکن مجھے ربِّ قدیر ‏ ‏ ‏ بخش ہمت آمدِ لائے اولیا کے واسطے
اُمتِ احمد میں میرا خاتمہ بالخیر ہو ‏ ‏ ‏ یاالٰہی شافعِ روزِ جزا کے واسطے
بندۂ مسکیں تصوری آ پڑا در پر ترے ‏ ‏ ‏ اپنا ہی کر لے اسے خیرالوریٰ کے واسطے

بالخیر